دیوان نسیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح حضرت ابوالمنصور ناصر الدین سکندر جاہ
قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علیشاہ خلد اللہ ملکہ

پیرہن مین ہی مرا شاہد مضمون نہان — دائرہ مثل گریبان ہی ہوکاغذ دامان
ربط لفظی نے نیا قاعدہ دکھلایا آج — دہن حرف سی پیدا ہی خامی کی زبان
نظر آتا ہی ورق ناصیۂ معشوقے — ریزش کلک سی نقطون نے جبینی کیا افشان
ہر کشش مین ہی ہلال خم ابرو پیدا — ختم و آغاز کی نونین ہین بشکل مژگان
سرخ ہین تاب مضامین سی جو نقطی تہی سیاہ — شعلۂ فکر سی ایسا ہی قلم گل افشان
طبع کو طاعت مضمون نہو کیونکر حاصل — ...صاحب خانہ ہی یا...
کیون نہو غرق ندامت سینہ... — ...رہتی ہی دو رعرض مسند...

ای خا...
وہ عروضی نہیں...
پہلے تخیل کہ آغاز...

از نواب فضل علیخان بہادر عرف لاڈلے صاحب تخلص شوق ابن نواب ذکاء الدولہ بہادر

چون نسیم دہلوی یکتاے عصر — زین جہان رخت سفر بربست ہاے
سال رحلت شوق خستہ دل نوشت — اوستاد ما ز دنیا رفت واے
۱۲۹۲

از نتایج فکر میرزا مرتضی بیگ عرف مچھو بیگ صاحب تخلص عاشق شاگرد نسیم دہلوی

شد جانب خلد اوستادم عاشق — شاہنشہ اقلیم معانی ای آہ
[illegible]ن تاریخ انتقالش فرمود — شاعر بے مثل بود انا للہ
۱۲۹۲

طبعزاد مولوی باسط علی صاحب تخلص شوکت شاگرد نسیم دہلوی

حیف نسیم دہلوی سوی جنان ہوے روان — صرصر مرگ سے ہوا خشک نہال شاعری
شوکت خستہ دل بھی سال وفات اب لکھو — آہ جہان سے اوٹھ گیا آج کمال شاعری
۱۲۹۲

طبعزاد لالہ خیراتی لال صاحب تخلص شگفتہ شاگرد نسیم دہلوی

[illegible]ت نسیم استاد — گلزار جہان سے چل بسے وا ای
[illegible]ریخ اسے شگفتہ — استاد و شفیق و مہربان ہاے
۱۲۹۲

بلبل گلزار سخن شادی لال [illegible]ین شاگرد نسیم دہلوی

چون ز [illegible] پاک نسیم — یافت ناگہ باغ جنت جای
از سر درد ای چمن بنویس — وای بے اوستاد گشتم وای
۱۲۹۲

از نتیجۂ طبع شیخ محمد حسین صاحب تخلص ہلال شاگرد نسیم دہلوی

چون نسیم سخنور کامل [illegible] — زین جہان الم خیز ارفتہ
[illegible] ہلال محزون گفت بشیندی [illegible] — وائی استاد من کجا رفتہ
۱۲۹۲

اصغر علی [illegible] شا[illegible] گ[illegible] نسیم دہلوی

دوسرا
آفتاب کی صورتِ اوجِ فلکی دکھلائے
بشمۂ مہر تجلی سے ہوا عین عروض
ضرب کی قسمتِ مقصد سے وہ رتبہ پایا
منقص وافی ہا لوف و صحیح و مجزو
سات ہین بندش ابیات کی شکلین لاریب
منقسم ضرب تہجی ہے برائے ترکیب
صورت شعر مین بتیس طرح کی ہین رنگ
چند اعداد افاعیل کو کہتے ہین عروض
جہلا فی جو پڑہی کوئی کتاب اس فن کے
کہتے پہرتے ہین یہ کیا بحر ہے اور دائرہ کیا
دیکھہ سیفی کی رسالی کو بنے خود سیفی
لفظ تجبیق نہ تخنیق سمجھتے ہین کچہ
صفت قافیہ مین ذکر اگر آجائے
ہو جو ترکیب مضافی کی ضرورت واقع
پوچھے گر کوی تو ارشاد ہو یہ از رہ طعن
کسی استاد کا دیوان اگر کوی پڑہے
کہتے ہین عرفی و فردوسی و خاقانی کو
...فی اوپر جو نہین علم سخن سے آگاہ
...خدا کیا ہوی اُستاد سخن فہم افسوس
وہ عروضی نہین جو فعل و فعولن جانے
سہل تخئیل کہ آغاز ...

حشو مثلِ کمرِ شاہد مطلب ہے نہان
ابتدا نیرّ اعظم کی طرح ہے تابان
کہ گہر ریز ہوی اہل سخن کے دامان
سب مین ہین بندش تخئیل معقد کی نشان
نکتہ ور دلمین سمجھ لینگے اشارات نہان
حرف سے لفظ بنی لفظ سے معنی ہون عیان
علمِ اُستاد سے آگاہ نہین ہر نادان
انکی پڑہ لینے سے شاعر نہین ہوتا انسان
بنگئے بی خلشِ فکر وہ اُستادِ زمان
دیکھہ ہمنے بھی طبیعت سے نکالی اوزان
ہین تعجب کی قاعدہ لیکن وہ ہوی قاعدہ دان
خرم اور خزم کی تحقیق مین اکثر حیران
پوچھین اقسام روی کی تو نہ ثابت ہو نشان
صورت آئنہ رہ جائین سراپا حیران
فارسی گو نہین اردو کی ہین ہم قاعدہ دان
ایک ہی بیت کی معنی نہ ادا ہون یکسان
جل گئی روح تک اونکی وہ کہی شعر تپان
خوش بہت ہوتی ہین ہمکو کہی اگر اُستادِ زمان
کیسے یہ خوبی بیانی لگا افنے یکہی انسان
پوچھہ مجہ کہتی ہی دو عوض استاد اسکا ...

اوسکے اقسام ہین تو حضرت عرفی نی لکھا ۔۔۔ شاک نہین اسمین کسی طرح سمجھ رکھ [illegible] بان
شعر ہی تین ہین مضمونی و حالی کیفے ۔۔۔ انکی اجماع سی ابیات مین آئی نقصان [illegible]
پھو ہی میزان معانی کہ تُلے ہر مضمون ۔۔۔ بیت مطلب مین برابر نہو بی اسکی ہا [illegible]
جب ملی انسے فراغت تو پڑی جھگڑا اور ۔۔۔ پاک ہون جملہ باہم سے زوائد پنہان
دیکھ ہی مفرد اصلی سے مرکب کیا کیا ۔۔۔ تثنیہ جمع ہو ہر واحد ذاتی مین کہان
فائدہ کیا تجھی اس ہرزہ خیالی سی نسیم ۔۔۔ بی تعلق صفت شعلہ رہی لال زبان
عاشق آل نبی تو ہی نہین شک ہرگز ۔۔۔ جو خلاف اسکی سمجھتا ہو وہ خود ہی نادان
حرف ملفوظ شہادت کی لیی کافی ہین ۔۔۔ دیکھ کس پیچ مین ہوتا ہی عقیدتکا بیان
غور الف بی مین جو کی پنجتن پاک ملے ۔۔۔ ایک سی دو ہوے اور دو سی ہوے پانچ عیان
بندل کر کچھ در شہوار اگر رکھتا ہے ۔۔۔ قدردان ہر سی پھیلای ہی ہین دامان
قصدِ صادق ہین نکر دیر کہ فرصت معلوم ۔۔۔ حوصلہ دل سے نکلجاے بشکل ارمان

مطلع

ربط رکھتی ہے جو تخییل مجسم سی زبان ۔۔۔ نظر آتے ہین دم فکر ہزارون سامان
نو عروسی کی مری جیسی بندش ہین یکہ ۔۔۔ لفظ ہی میرے مضامین کیطرح ہین نازان
فکر دوشیزہ سی مضمون نے سمیٹا دامن ۔۔۔ صورت خامۂ قدرت ہے مری پاک زبان
لوٹ رکھتا نہین داماں [illegible] کے مانند ۔۔۔ بی تعلق صفت روح پریدہ ہی بیان
ای قلم ناصیہ سا میری طرح ہو تو بھے ۔۔۔ جای تسلیم ہے گردنکو جھکا جلد یہان
ای سخن وقت ادب ہے نہ نکلنا گستاخ ۔۔۔ ای دہن چشمۂ خورشید مین ہو اپنی زبان
رحم ای چرخ ستم پیشہ ندی ہو تکلیف ۔۔۔ تا کجا صورت آئینہ رہون مین حیران
اصغر [illegible] ۔۔۔ سر جھکا کے [illegible] پامال نکرا و نادان
[illegible] ۔۔۔ [illegible] سی مجھی رکھتا نہیں

جسمت بنجا کوئی لحظہ کہ لکھون چند اشعار
تب شرف افزای جلال و تمکین
ہر گہین پہر دعایون ہی کشادہ شب و روز
شوقِ پابوس مین ہر دل ہی یہانتک بیتاب
شہرتِ لطف نی رفعت وہ ہوس کو بخشی
ابرِ رحمت کیطرح ریزشِ پیہم ہر وقت
حوصلہ چیز ہی کیا وہم سی بخشش افزون
وہ سخی ابن سخی ہے کہ صلہ جب بخشا
ریزش سیم نی اختر کی چمک پیدا کے
[illegible] تا کی نہین اس دور مین لیکن عزت
رنگِ غم چہرۂ عاشق سی نہین ہم صحبت
کون ہنگامِ سخا اوسکی تہیدست رہا
خبر جود نہ اس ہاتہ کی اوس ہاتہ کو ہو
لب و رخسار حسینون کی ہوی بی رونق
بارشِ سیم نی کی وقتِ سخا ہوپ سفید
آگیا تہا وہ جو اک نقطہ تہ جود اوسکے
کون ایسا ہی جسپی حقِ نمک سی ہی فراغ
جابجا جوش کرم سی یہ زر اندوزی ہے
اثرِ فیض یہ ہی طفل کی مُنہ مین جا کہ
اسقدر بخشش پیہم سے ہوا ہی شہرہ
اتنو دیوانی بہی کہاتی ہین گہر کی چوٹین

دیرسی پیش نظر ہی مری مدح سلطان
جانِ عالم شہ گردون حشم و عرش مکان
جسطرح دیدۂ عاشق بامیدِ جانان
آگئی جسم بشر مین صفت برق طپان
قدسیونکو ہی یہ حسرت نہ ہوی ہم انسان
نیک و بد پر ہی شب و روز برابر احسان
قفل ہو جاتی ہین اظہار طلب مین دندان
شعر اکی دُرِ غلطان سی بہری درج دہان
ہمسر چرخ نظر مین ہی زمین کا دامان
کہ ہوی جود سی اوسکے کمر معشوقان
رنجِ افلاس ہی تنگی سی حسینونکا دہان
مٹھی باندہی ہوی ہی گود مین طفل نادان
جسطرح اپنی نظر آنکہ سے اپنی پنہان
بوسۂ زر مین ہین مصروف یہانتک انسان
چاند کا ہوتا ہی خورشید کی چہرے یہ گمان
سر پہ اپنی اوسی زر لیکے ہوا ہی نازان
جسم کیا حلقۂ بگوشی مین ہین لالے کہون اور جان
ریش زاہد دم شانہ ہوی مقیش افشان
صورت سیم جما قطرۂ شیر پستان
مُنہ چھپانی لگا افسانۂ حسن خو[illegible]
رکھتی ہی دُرِ عوض مستان [illegible]

عشق کی جا دل عشاق مین ہی استغنا
کام آتا نہین افسونِ نگاہِ خوبان

جسطرف جائین ملاقات کو زر ہو حاصل
صورتِ طعنۂ معشوق ہی دولت ارزان

سیر چشمی کا یہ عالم ہی باین بخشش و جود
ہر گہڑی آنکہ ہی آئینۂ زانو نگران

وہ جری ہی کہ بہادر کی لیے نام اوسکا
باعثِ قوتِ دل موجبِ آسایش جان

غیظ آمیز جو کوئی نگہِ گرم پڑے
آب ہو جائین بدن پر زرہ و خود گران

تیز دستی سے ہزارون صفِ اعدا لوٹین
آنی پائی نہ دہن تک کبہی فریادِ امان

وہ فراقِ ابدی ہو جو نہ تیغ آئے
حشر مین بہی نملی روح کو جسمِ انسان

جسم سے پائی فراغت تو رہی اوسمین قید
روح کو حلقۂ جوہر ہو کنارِ زندان

چین آجائی جبین پر تو رہی تا دمِ مرگ
بید مجنون کیطرح قامتِ دشمن لرزان

بارشِ تیر عدو کی لیے زینت بخشے
چشم پر زخم کی ہو جائی مژہ ہر پیکان

صورتِ برقِ تنِ ثابت ہو کبہی سرعتِ تیغ
کیا تہی آئی تہی کدہر سی یہ کہان ہی پنہان

شوکتین چہرۂ روشن مین وہ دین خالق نے
حسن سے رعب سی خورشیدِ منور لرزان

جلوۂ یوسفِ مصری ہی جبین کو حاصل
لکہنؤ پر یہ ہمین ہوتا ہی گمانِ کنعان

ای نسیمِ جگر افگار نہو سمع خراش
لکہ کچہ اشعار دعا روک لی خامی کے زبان

ای خدا تا کہ رہین شمس و قمر مین انوار
ای خدا تا کہ رہی ہستی جن و انسان

عمر و اقبال ترقی مین رہین ہر لحظہ
بطفیلِ نبی و حضرتِ شاہِ مردان

سایۂ پنجتنِ پاک سی راحت ہو نصیب
نرہی دل مین کسی طرحکا باقی ارمان

اقربا خویش جگر بند احبا ہمہ
صورتِ غنچہ و گل سب رہین شادان خندان

ایضاً

اصغر اب سخن دو حرف بہی ممکن کہان
لفظ کی ترکیب کو محتاج ہی حسنِ بیان

...رکو...نے نقطہ لکہتا ہی قلم
شرمِ عریانی سی لفظونمین معانی ہین نہان

جسم کاغذ دامن الفاظ سی چہپتا نہین
ضعف کاتب سی قلم کی نوک مین جنبش کہان

تن سی روحین آنکہ سی ہندین کنارہ کش ہوئین
قصر خالی دیکہکر ہین جسم فاقو نکی مکان

مفلسی سی فرقت محبوب کی رونق ہوی
وقت رخصت اشک سی خالی ہی چشم عاشقان

وقت شب اوراق گلشن ہاتہ پہیلائی رہی
اشتہا سے ہوگئی شبنم غذای آسمان

جبر گردون کی کشید دولت اصلی جو کی
شعلۂ خورشید تابان مین نہین باقی دہوان

قالب مضمون ذہن مین آتی ہوتے ہین خمیر
بہوک کی ناطاقتی سی ہل نہین سکتی زبان

مجلسو مین کوئی دامن تر نظر آتا نہین
ابر ممسک ہی سحاب دیدۂ ہر نوحہ خوان

بی خزان ہی خشک ہی ہر برگ شاخ و نخل و گل
شرح کی قابل نہین احسان نخل آسمان

تابش حسن بتان مین گرمیان باقی نہین
سرد ہی سعر محبت دل نہین دیتا دہوان

فکر شاعر سی جو بدلی صورت دور رمل
ضرب آخر مین ہوا ہر فاعلاتن فاعلان

بس نسیم خسرو ملک سخن خامی کو روک
اور صورت پر دکہا اب حسن مضمون جوان

ربط ہفت اقسام بندش اور نہ تخئیل صاف
تابشین دیتا ہی مثل مہر وقت امتحان

وزن میزان معانی مین ہین مصرع ہم جمال
وقف ہی حسن سخن مانند جود قدردان

صدر مطلع رکن حشو کی ابتدا ضرب و عروض
قید مین میزان لفظی مین اگر ڈہونڈ ہو نشان

قالب ترکیب لفظی مین نہین دخل فضول
ذہن مین آتا نہین بہولی سی حرف رایگان

کیا کوئی سمجھی گا یہ رمز سخن کچہ اور ہی
ہان وہی سمجھی تو سمجھی مین ہون جسکا مدح خوان

حاسد و نافہم و جاہل سی نہین امید داد
ذرۂ ناچیز کیا جانے کمال آسمان

لاؤ رشہوار مضمون بدل کر جلد ای خیال
تا کہین لبریز ہو آغوش گوش سامعان

لکہ وہ مطلع روشنی بخشی جو مثل آفتاب
جلوہ گر ہو کثرت انوار مضمون سے جہان

مطلع

کسقدر مغرور کرتا ہی مرا فیض زبان
خامہ بل کرنے لگا مثل مزاج نوجوان

گھورتی ہی زلف مضمون شکل افعی باربار
فکر کہتی ہے خیال پاک اُس کی قسم
شوق کہتا ہی معاذ اللہ مین وہ چیز ہون
خاطر نازک یہ کہتے ہی توقف چاہیے
مرحبا ای جوش صادق ہو کوئی دم آشنا
مژدہ ای دل فیض اُستاد ازل ہی جوش پر
باش ای خامہ کہ حسن مدعا ہی جلوہ گر
شوخیان دکھلا رہی ہی فکر رنگین کی بہار
نوجوانان چمن استادہ ہین چالاک و چست
ابر ہی اٹھکھیلیون پر برق ہی بیتاب حال
ہے کہین لطف تبسم ہین کسی جا قہقہے
ہے زبان زاہد صد سالہ حرف الحذر
بسکہ ہی پیش نظر ہر دم یہ لطف دلفریب
خاطر نازک وفور شوق سے بیتاب ہے
حسرتو نسے آج تو خالی کوی دم ہو کنار
نطق کو رخصت عطا ہو مدح ظل اللہ کی
بھیگ کر ٹپکے لب اظہار مطلب کے امنگ
اعتبار آفرینش زینت تاج و نگین
دل تڑپی سینی سے استقبال کو دلسے امید
گر طواف آستان مین ہو توقف ایکدم
بیضۂ فولاد سے نکلے صدای عندلیب

پوچھتے ہی کون دیکھی گا مرا حسن نہان
مس کرے جی مجکو تصویر یہ مجال اوسکی کہان
پای ہر مغرور مین پہناؤن ہر سخن بیڑیان
دقت نظم مدح ہو جائیگا سب کا امتحان
حبذا ای شوق تو پھر خدا ہو مہربان
ہمت ای طبع معلی ہی زمان امتحان
صفحۂ قرطاس ہی آئینۂ روی بتان
کثرت گلہای مضمون نسے ہی سینہ بوستان
نغمہ زا ہین نالہای عندلیب خوش بیان
چہچہے ہین طائران خوش نوا کی ہر زمان
کوئی مینا در بغل کوئی سبو بر یا سبان
دیکھکر رندونکی باہم کیف می مین مستیان
کیا عجب بیساختہ مُنہ سی اگر نکلے فغان
کہتی ہی کچہ تو بھی کہ یہ لطف صحبت پھر کہان
کھول دی بند نقاب روی معنی و بیان
لے تمنا لفظ بنکر بوسہ کام و زبان
یون دکھائی جوش مضمون بارش ابر بیان
یادگار خسروان واجد علی شاہ جہان
جس طرح رخسار تابان کی نظر آئین نشان
نکہت گل پر پڑین موج صبا کی قمچیان
گلشن عارض کو ہو اعجاز کا گہ امتحان

رعب شوکت سی گلستان مین ہین باہین بند ہین
غنچہ سربستہ کہہ سکتا نہین راز نہان

قدرت حق نے یہ جسم ظاہری پیدا کیا
چشم عاشق بن گئین ہر عقل کی حیرانیان

گر حدیث جرأت سلطان عالم مین لکھون
محو کر دون ہمین دارا کی ساری داستان

جسم اعدا گر خلش دیکھی سنان تیر کی
ہر جراحت آفرین کیواسطی کہولی ہان

راحت خواب اجل صمصام بخشے خصم کو
ہو ہر اک آغوش جو ہر منزل آرام جان

ہے وہ عالی مرتبت جسکا عروج عز و جاہ
پوچھتا ہی چرخ ہفتم پر مزاج قدسیان

اس تمنا پر کہ شاید آج ہو حاصل قبول
روز اک صورت بدلتا ہی خیال آسمان

صدقی اس ہمت کی حال یکسان بر اندرن
ہر دم افزایش مین ہے مانند شوق نوجوان

اسقدر بخشے جواہر وہ کہ جسکے شرم سے
پھینک دی دامن سے الماس کواکب آسمان

قطرۂ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے
صبحدم دیکھے اگر لطف بہار بوستان

روسیاہی کلفتون کی یک قلم جاتی رہی
دھو دیا ابر کرم نے دفتر رنج جہان

حکم سے ہر سینۂ صد چاک ہوتا ہے رفو
زخم بھر دیتی ہین شانون کے بہی گیسوے بتان

قصد شرح خلق والا ہی جو منظور مزاج
بوسہ گاہ خامہ ہین میری سخن کی شوخیان

لطف پابوس اسقدر حاصل ہوا ہی عمر کو
جسم سی روحین بہی کر سکتی نہین نقل مکان

جھکتے جھکتے آرزوئین سر بدامن ہوگئین
بار احسان محبت ہے سبکدوشی کہان

قدرت حق نی نہین پیدا کیا اوسکا نظیر
جسطرح سی آہ عاشق ہی خدنگ بے کمان

مین بہی ہون امیدوار ای شاہ والا مرتبت
جوش ہمت گر اجازت دے تو کچھ ہو مہربان

خواہش پابوس ہی ایسے کہ مثل روزگار
گو کہ ہون یکجا مگر گردش مین ہین شوق و گمان

کیون نہ صدقے ہون ہجوم آرزو کی ہر گھڑی
سامنے آنکھون کی ہی تصویر سلطان جہان

دیدہ ہی چشم تصور سے جمال پاک کی
بک رہا ہون بیخودی مین صورت دیوانگان

تنگ آیا ہون نہایت خاطر مشتاق سے
ہر گھڑی کہتی ہی چل ہر وقت سمجھاتی ہی ہان

مین گدای بینوا ہون شاہ خاقانی مین
چشم ظاہر سے جو دیکھون ایسی قسمت ہے کہان

دل مین رکھتا ہون جو تسلیم جدا کی آرزو
حرف بنجا تا ہی تنہا ہو کی ہر لفظ زبان

چاہتا ہون سرفرازی جلد ہو حاصل مجھی
تنگ ہی سامان فرصت اے شہنشاہ جہان

ای نسیم دہلوی بس لکھ کچھ اشعار دعا
تا دکھائی شکل انجام سخن حسن بیان

یا الٰہی فرش ہی جبتک زمین بالای آب
یا الٰہی بیستون جبتک ہی سقف آسمان

دوست شادان مدعی برہم زمین مانند لف
نقش بند کاف و نون جامی ہی ہر زمان

قصیدہ در مدح نواب شرف الدولہ مظفر الملک محمد ابراہیم خان بہادر مستقیم جنگ دام اقبالہ

کیون نہ گنجایش مضمون مین نظر آئی خلل
مختصر جیب ابد تنگ ہی دامان ازل

فکر دوشیزہ سہی ہون شاعر پاکیزہ مزاج
وہ زمین چاہیے مجکو جو نہو مستعمل

جز خدا کسکو مرا طول سخن ہی معلوم
قصۂ آخر کو نہین یہان ہے اوّل

گرمی عارض مضمون سے عرق ریز ہی طبع
آتش شوق کی شعلون سے ہی سینہ منقل

قصد کے ہوتی ہین مزیر دہ جو کچھ کچھ ایما
ضبط اور نطق مین ہوتے ہی ہم رد و بدل

آرزو کہتی ہی کیا آپ ہوی زاہد خشک
کہ بڑی جودت خاطر مین ہزارون ہی خلل

طعنے دیتی ہی تمنا کہ مبارک باشد
اب تو واعظ سہی یاد ہین جبین مین کچھ بل

حوصلی کہتے ہین اس بی ادبی سی گذرو
کہدو ناصح سی کہ جا بزم محبت سے نکل

لاجرم مرضی احباب مناسب سمجھا
طبع کو میل ہوا جانب تمہید غزل

اتنے مین آکی مضامین قصائد نے کہا
صورت وعدۂ دیروز گئے آج بدل

ناکہان خاطر افسردہ مین اک جوش آیا
کھول دی نشتر مضمون نے سخن کے اکحل

لے اوڑی باد صبا نکہت گیسوی خیال
آ گئے سجدۂ تسلیم مین غنچون کے محل

جلوۂ تیر افکار فلک پر پونہچا
رات بھر چشم کو اکب سی رہی رد و بدل

کسقدر نالۂ موزون کے ہوئی استقبال
ہر طرف خیل ملک آ کی ہوئی سمت بغل

مدتون ورتصدق سے نپائی فرصت
ساکنان فلکی بھول گئے حسن عمل

طول آغاز سے انجام تھا آشفتہ مزاج
مختصر کی گئے تمہید کلام اول

ٹھیر او خامہ کہ اب ہی تم تکلیف سخن
فکر صافی سے ہوا آئینۂ دل صیقل

شور ہی چار طرف فصل بہار آپونہچی
جوش مستی مین ٹپکتی ہین اُمنڈ کر بادل

ناز کرتے ہوئے آتے ہین ہوائین ٹھنڈی
کھل رہے ہین دل مشتاقکی سینومین کنول

عکس سبزیکا جو ہی چرخ کی آئینے مین
سبز ہین اطلس نیلی پہ خطوط جدول

گُدگداتے ہین نگاہین اثر نرمی سی
آج کل سبزۂ نوخیز ہے خواب مخمل

کرچکا فیض ہوا نطق زبان مین تاثیر
کہتے ہین سبز قدم نحس کو ہنگام مثل

آجکل عالم ہستی سے جو ہوتا ہے سفر
خضر بنکر طلب روح کو آتی ہے اجل

اصل پر اپنی کسیکو بھی نہین استقلال
ق
آگیا عالم اسباب کے ہر شی مین خلل

بنگ ہوجاتی ہی ساغر مین انڈلتی ہی شراب
سبز ہوجاتی ہی مینا کی طرح سی بوتل

کثرت بے ادبی دیکھ کے بہکا زاہد
آگیا جوش پہ سودائی دماغ مختل

تنگ ظرفون کے ہوئی حوصلۂ دل بھی فراخ
خود پرستی پہ ہی آمادہ مزاج اسفل

گرمی حسن تمنا سے یہ بھڑکی ہی آگ
دود دل دیدۂ اختر مین ہوا ہی کاجل

واہ کیا وقت طرب خیز ہے اللہ اللہ
کہ ندیرا کہین بجتے نہین فریاد اجل

ہین حکایات جگر سوز کے باہم چرچے
شغل و اسوخت کسی جا کہین افسانۂ نل

کہدی اتنا کوی بلبل سی کہ ہان بسم اللہ
ہم قصیدے کے پڑہین شعر وہ ابیات غزل

مطلع

حفظ آداب مین آئی نہ کسیطرح خلل
دیکھ او طبع رسا خوب سنبھل خوب سنبھل

شرف الدولہ نے نواب فلک قدر ایسا
کہ نہین حیز امکان مین کوئی آج مثل

تھے جو حیوان وہ انسان ہوئی خدمت سے ‏ فیض تعلیم سے قالب مین گئی روح بدل

وہ شکر ریزی لب ہی دہن شیرین مین ‏ ہوگیا قصد سے پہلے سخن تلخ عسل

خُلق وہ خَلق کہ انجام تصور سے زیاد ‏ کھیے اوسکو سبق حضرت استاد ازل

ادب آموز فلاطون ہین مضامین خیال ‏ ہر کنائی مین ارسطو کو ہے تعلیم عمل

ہر سخن منہ سے نکلتا ہے کرامت ہوکر ‏ کیون نہو قوت ادراک منجم مین خلل

گر نہ آمیزش تجویز سے پائین ترتیب ‏ حشر تک فقر قلیہ رہین سب مہمل

راست ہی کج ہو جو آداب حضوری پائے ‏ چین جبینو نسے نکل جای ہر زلف سے بل

خواب راحت کی مزی دمن شمشیر مین ہین ‏ مدعی سے کے لیی آغوش اجل ہی مقتل

ضربت تیغ جو ناگاہ صدا دی بیٹھے ‏ قبر دشمن سی کہی آمرے آرام بغل

طول زخم تن اعدا یہ ندامت بخشے ‏ دیدۂ سوزن جراح مین پیدا ہو سبل

روح دشمن کے ہو ہستی و عدم سے مردود ‏ دو کشاکش مین رہی صورت اوتادرل

مختصر ہے دم ہمت جو ارادہ ہو جاے ‏ طول محشر سے زیادہ ہو اگر طول امل

کور ہو دیدۂ ممسک جو کرم کو دیکھے ‏ ریزش ہفت خزائن ہی نظر مین خردل

شاہد ہمت پیشین ہین ابہی تک موجود ‏ سینۂ چرخ یہ ہی شمس و قمر کے ہیکل

بخشش چند نفس مین یہ ہون انبار بلند ‏ جز زر و سیم نظر آی نہ اطراف جبل

نگہ فیض رسان کچہ جو اشارہ کردے ‏ سبز ہو جائین تسلی کے ہزارون جنگل

تیز یا ان لاکہ کرے توسن مضمون لیکن ‏ طی نہو وسعت میدان کرم کا اول

رخصت ای جوش کہ ہی اور طرف اوج خیال ‏ بچہ گیا فکر معلے کا فلک پر دنگل

جی مین آیا کہ نئی طرحکا مطلع پڑہیے ‏ جسمین ترکیب مضامین ہو بطرز مجمل

مطلع

گیا ملے روی جہانتاب کے شاعر کو مثل ‏ ایک خورشید سو وہ پیش نظر ہے مشعل

تہ و بالا یہ کرے دبدبۂ شہرت حسن — چرخ اول کبھی ہفتم کبھی ہفتم اول

نظر آجائین اگر مصحف رخ کے جلوے — نہ رہے مخمصۂ دہر مین اضداد و ملل

طرۂ فرق سے مشک ختنی شرمندہ — جلوۂ نور جبین قدرت صناع ازل

وہ اثر حق نے دیا صفحۂ پیشانی مین — درد سر کے لیے ہے جسکا تصور صندل

دی کمانونسے کبھی نسبت کبھی سمجھے جائین ہلال — راست گوئی ہی نمایاں خم ابرو کی مثل

نظر آئے صف مژگان تو صفین ہون برہم — قصۂ نیشتر چند ہے لیکن مجمل

آنکھ اسباب تحیر ہے اوسی کیا کہیے — قدرت حق کا تماشا ہے نہ جادو نہ عمل

شمع بینی مین ہی ایسا اثر یکتائے — کہ دوئی لا نسکے جسمین نگاہ احول

دیکھ لے عارض تابان کے اگر کچھ جلوے — آئنہ سمجھے اوسے آئینۂ زیر بغل

فاقہ کش ہے دہن گو بہت مدت سے — لب جان بخش کی کسطرح نہ شائی ہو جل

ہے دہن دولت شیرین سخنی سے لبریز — ایک کوزے مین ہی گنجائش دریای عسل

نام کیا صاف لکھون تک ادب کا ہی لحاظ — کچھ اشارونمین بتا دیتا ہون مین طرز بدل

ہے ا امر کا اور ب ہی بنائی دولت — رے پے رسم محبت ہی بہت خوب عمل

لطف ایجاب و علا ہے ا ثانی مین — ھ برائے ہنر آموز ہی اسباب دول

ی مین یاری ہی تو ہے م مین مکنت کا عروج — ہاتھ آئے جفری کے لیے ترکیب جمل

لکھنی تھی فیل سواری کی جو ہمکو تعریف — تا سحر دائرۂ شب مین رہا دور زحل

کن سے لے تا دم برخیز ہوا مجمع شب — تب کہین غالب ہموار نے پائی ہیکل

وہ بلندی ہی جو اونچی کبھی گردن ہو جاے — سر کا بوسہ لے فلک پاؤنکا بوسہ دے جبل

دیکھے ہیئت کو جو اوسکے تو کہے اسد یہ — بیضۂ چرخ بنے آبلۂ پاے زحل

دھیان دانتونکا جو آیا تو یہ سوجھی تشبیہ — صبح نے منہ پہ لیا دامن شب کا آنچل

لکھیے کسطرح سے چالاکی توسن کا حال — پیشتر عزم تصور سے گیا صاف نکل

آرزومند صبا ہے کہ قدم تو دیکھے — نظر آتا نہین وہ مثل اشارات ازل
اوسکو کیا دیکھ سکے کوئی جہان طائر شوق — ایک پرواز مین ہو ہمسفر قوت شل
تنگ وہ جانتا ہی وسعت میدان خیال — اوّل و آخر کو نہین ہی اک بعد اقل
بس زیادہ نہ بڑہ اوشاعر مغرور نسیم — تو ہی خود رفتہ نہ آئی کہین ایمان مین خلل
پڑہ کچہ اشعار دعا ہی دم انجام کلام — تندرستی کا ہی مشتاق خیال مختل
اے خدا تا کہ رہین شمس و قمر کی جلوی — اے خدا تا کہ رہین رات سے دن دست بغل
عزت و دولت و اقبال رہین سب ہمراہ — شوکت و شان و تجمل مین نہ پیدا ہو خلل
دوستونکی لیے جنگل مین ہو منگل ہر روز — دشمنونکے لیے منگل مین ہو سونا جنگل

ایضا

شوخیان کرتی ہی کیا کیا دم دیدار نظر — شرم کہتی ہی بچی گی مری عصمت کیونکر
آرزو دینی لگی پاس ادب کو طعنے — آپکو حضرت تقوی کا مبارک رہی گہر
جوش انفاس سی کرتا ہی خلش کے زرین — شوق آمادۂ فریاد ہی کہولی ہوی ہر
ٹکٹکے ہی دل مشتاق کی یون سوے بہار — جسطرح شائق آغوش عروسی شوہر
غفلت شوق سے کیا رنج فراموشی ہی — سیم و زر لینی لگے بوسۂ دست زرگر
کشش حسن نے ہر چیز کو کہینچا ایسا — کہ نہین خاطر زاہد مین خدا کا کچہ ڈر
ہوس دید مین ہر جسم سے خالی ہی لباس — نے گلو اب نظر آتا ہی گریبان سحر
رغبتین گہو رہی ہین طرف بی ادبی — حوصلونکی نگہ غیظ سی لرزان ہی جگر
مستیان کیف سخن سی ہین تہ باتمین پیدا — بات کرتی ہین سمجہتی نہین مطلب اکثر
بڑہ گئی ہمت گستاخی خاطر ایسے — رند واعظ سی یہ کہتے ہین اوٹہالا ساغر
بارش گریۂ مستانہ صدا دیتی ہے — ایک لرزش مین دو عالم کی بہگو دون دفتر
کروٹین حجلۂ خاطر مین بدلتی ہین خیال — بیقراری کے اشارے ہین اوٹہاو بستر

منہ لعاب ہین ابر سی دہوتی ہی زمین | تا نہ پہسلے پای کسی جا نہ جمی پای نظر

اشک دامن مین ٹپکتی ہین تو ہوتا ہی یقین | بہ گئے پہوٹ کے چند آبلہ دیدہ تر

ہے وہ موسم کہ ہوا گوشہ نشین ہر واعظ | دختر رز پردہ خم سے نکل آئی باہر

پارسای سفری ہی طرف عالم قدس | توبہ رندان قدح نوش سی کرتی ہی حذر

چھیڑتے ہین رگ دل نشتر مضمون بلند | رکہتی ہی فکر رسا سوے ثنا قصد سفر

چاہتا ہون کہ لکھون مطلع روشن کوئی | فکر کے گوش مضامین مین پہنا دون گوہر

مطلع

حسن وہ دیکہ سکے ہی یہ کہان تاب نظر | نور پرور دہ عارض ہین تری شمس و قمر

ای جناب شرف الدولہ وزیر ذی جاہ | جان و دل میری فدا کیون نہ ہین شام و سحر

وہ کرم جسکے تصور مین نہین گنجایش | دامن و جیب ہین ہر فرد کے لبریز گہر

صدقے اس چشم حیا خیز کے اللہ اللہ | گٹہریان شرم کی غنچون نی کسین چہپ چہپ کر

واہ رے لطف کہ دشمن کے لیے جہانی | دب گئی ہمت بدخواہ تہ بارش زر

رفعت قصر کے جلوی کو نہ پوچھے ہرگز | بہر پرواز تصور کے جو پیدا ہون پر

ایک ساعت جو مقابل ہو تو پہر محشر تک | محو تمثال رہے آینہ اسکندر

گرمی حلم سے ٹھنڈی ہون جلانی والے | اوڑہ لین دامن خاکی کے ردائین اخگر

حدّ اوصاف بیان ہو نسکین گو ہردم | فکر شاعر کی بدلتی رہے لاکھون پیکر

خلق وہ خلق کہ تسخیر مین عالم کے دل | کوئی جان حلقہ بگوشی سی نہین ہی باہر

فہم وہ مرضی صانع کی سمجہ لی باتین | مطلب اوس سی ہی جو منظور خدائی اکبر

مس کرین اوس رخ روشن کی اگر نظارے | رشک سی قلب ہو سیماب کی صورت مضطر

ہو میسر اگر اوس چہرہ روشن کی ضیا | روح آجائے لبون پر پئے تعظیم نظر

آرزومند تصدق کو یہ ہو بیتابی | دل بغل سی نکل آئی کبہی سینے سے جگر

دیکھہ آتا ہی جواوس لوح جبین کے انوار
دل یہ کہتا ہے تصور سے ٹھہر جا دم بہر

ہی وہ مقبول اگر اوسکی ثنا کچہ لکھین
ابر رحمت سے دُہلین جرم وگنہ کی دفتر

نام آجای زبان پر تو یہ بخشے تاثیر
دیکھہ لین صورت اصلے کو مزاج ابتر

یہ شرف عرض تمنا کو وہان ہو حاصل
مدعا سر کو جھکا دے پے تسلیم آکر

ہمت ایسی کہ اجازت ہی یہ ہر سایل کو
مانگو اتنا کہ جو ہو وہم و گمان سے باہر

جرات ایسی کہ نہین خلق ہوی جسکی بنا
پیشتر قصد سے دشمن کی تہو تن پر سر

دیکھہ کر چشم غضبناک عدو مین چہپ جاے
کثرت خوف سے ہو تیغ سمٹ کر خنجر

الغرض وصف سراپا مین تصور سے یاد
اب نہین عالم ایجاد مین اوسکا ہمسر

لکھیے اشعار دعا وقت دعا ہی یہ نسیم
مختصر کیجیے اظہار سخن کا دفتر

اے خدا تا کہ رہی مدح سرائی کا رواج
اے خدا تا کہ رہی قدر فن و علم وہنر

ہر زبان محو ثنا خوانی ممدوح رہے
نام سے اسکے ہو عالم مین سخن نام آور

ایضاً

برشتگی ہے نگہ مین یہ گرم ہے جوبن
فروغ عارض گل ہے فتیلۂ روشن

بہت دلون مین قدم رنجگی بہارنی کی
کہ ہر طرف ہی گل افشان زبانۂ گلخن

حجاب دیدہ ہوے ہین منعقد سے غنچے
دکہا رہی ہے مزی نوعروسی گلشن

گہرا ہوا ہی جو ابر بہار صورت شام
جبین شاخ پہ گل کی کنول ہوی روشن

نہال جھوم رہے ہین وفور مستے مین
ہوای سرد کا ہر سمت گرم ہے توسن

پڑے ہین عکس جو رخسار گل کی ہر جانب
زمین باغ کا رنگین ہی جا بجا دامن

ہجوم شوق مین فرصت نہین ہی سجدو سے
نصیب ہے سر بلبل کو آستان چمن

ہواے خندۂ بیہم جو گدگداتے ہی
ہر ایک غنچۂ نوخیز کا کہلا ہے دہن

صبا نے سحر محبت سے کر لیا مشتاق
امیدوار ہی بوسونکا عارض گلشن

حدیث خود غلطے ہے قبول خاطر خلق
ہزار عزم ہین لیکن قدم نہین اوٹھتا
اوٹھا مزاج سے ایسا لحاظ بی ادبے
لٹا رہا ہون برابر تراشۂ دل زار
نہین ہی ایک گھڑی بھی فراغ ہم نفسے
اجل کشاکش امید مین پریشان ہے
مزاج دان نہین ملتا ہین نہ کیون خاموش
وہ آفتاب ہون جسکو کبھی زوال نہو
بس اب تہیۂ خاطر ہی جانب اوصاف
زبان پاک ادا کر رہی ہی شرط بیان
وہ باخدا ہے کہ فیض ضمیر روشن سے
جو دیکھے شوخے خاطر تو ہو حجاب ایسا
کہان ہی عارض شمس و قمر مین حسن ایسا
نگاہ کا ہی یہ عالم کہ جب اوسے دیکھین
وہ حلم ہی کہ فلک جسکی بوجہ سی پس جاے
فلک مقام و ملک طینت و ملک ہم بزم
زمان جود اگر آکے حوصلے دیکھین
وفور فیض سے بدخواہ بھی نہو محروم
مٹا ہی تیغ نگاہ غضب جو ہستے خصم
لہو کو چاٹ کے ڈونے تن عدو مین جو تیغ
ہوئی ثنا سے یہ بالیدگی سخن مین میرے

خراب پھرتا ہی واعظ لیے کتاب کہن
بسان چشم محبت ہی آرزو رہزن
کہ دے رہے ہین مری اشک بوسۂ دامن
بھری ہوی ہی لبالب کنار ہر دشمن
چمن مین نالۂ بلبل ہی دلمین شور محن
کہ آجکل ہے فراموش عادت مردن
کسے دکھائیے ای ہمنفس نزاکت فن
اوٹھا کے ہاتھ دعائین کیا کرین دشمن
خیال نو کو ہوئی احتیاج مشق کہن
فرشتہ خو شرف الدولہ اعتبار زمن
رہے نہ روح کو باقی حجاب جامۂ تن
رہے عروس سخن کو سخن نقاب دہن
کہ وقت وصف کرو نمین اوسی شریک سخن
نصیب ہون جگر و دل کو سیکڑون روزن
وہ خلق ہے کہ فرشتے پکار اوٹھین احسن
سخے دہر و علو ہمت و شجاع زمن
زمین و چرخ کو ہو رنج تنگی دامن
زبان تیغ سے چاٹے لعاب ہر دشمن
سنائین روح کی آرام کو فسانۂ تن
دکھاے جلوۂ مرجان ہر استخوان بدن
کہ آفرین کے لیے تنگ ہی شگاف دہن

سنا ہی غل جو سواری کی آمد آمد کا — رکی ہوے ہین نگاہون کی طرف توسن
جمال پاک سے جذب نگاہ ہوتا ہے — عجب نہین کہ بڑہی شوق کو یقین وطن
لکہون خطاب کی دو تین شعر اسجا پر — دکہاؤن اور طرح سے کلام جو بین
خدا کیواسطے اب اجتناب سی باز آ — کہ پہر رہا ہی کئی دنسی آرزو بدظن
ادب شعار ہون گستاخ ہوسکون کیونکر — ہزار طرح سے خاطر مین ہی لحاظ سخن
رہونین پرورش اضطراب مین کبتک — نگاہ لطف کوئی سطرف بہی حضرت من
امیدوار ملاقات ہون اجازت ہو — کہ پہر نہ پائیگا ایسا کبہے وحید زمن
نیا یا صاحب ہمت جہانین کوئی — کہ مجہسے پوچہتا وہ یاد ہی تجہے کیا فن
بشکل بلبل تصویر ہو گیا خاموش — سوا فغان کے نہ نکلا کبہی زبانسے سخن
کہا یہ علم و ہنر سے کہ جاؤ رخصت ہو — اب اختیار کرو جا کے گوشۂ مدفن
ملے گا کوئی سخن فہم تو بلالین گے — نہین تو خیر جو کچہ مرضیے خدای زمن
نسیم شوکت خاطر دکہا چلے کیا کیا — سلام شوق لکہو و زبان مین قفل دہن

ایضا

کہان ہی ایک طرح پر یہ دور لیل و نہار — کبہی ہے شام مصیبت کبہی ہی صبح بہار
کشاکش نفس چند ہے پیام اجل — ہوای بی ادبی ہے تہیۂ بیکار
خیال جام عبث اشتیاق می بیجا — دکہا رہے ہین دم سرد گرمی بازار
یہان دیدۂ ممسک ہے تنگ فرصت عمر — لحد کشادہ دہن ہے بشوق بوس و کنار
طلسم عالم اسباب چند ساعت ہے — جو ہوسکے سوا بہی ہو اوٹہا نرکہ زنہار
چہلک رہی ہین خم می بہک رہے ہین مزاج — ٹپک رہی ہی صراحی بنوش کی ہے پکار
نوای مطرب خوش لہجہ ہی موثر دل — ہجوم بیخبری سے ہے مختصر آزار
ہوای سرد سے بزم چمن ہوئی ہے گرم — شگفتہ گل ہین یہان وہن دم گفتار

دہک رہی ہین جو رخسار سرخ غنچون کے
برنگ مشعل روشن ہے عالم گلزار

شراب حسن سے لالے کا جام ہی لبریز
سرور دیدے سے کیفی ہے نرگس بیمار

زمین ہے سبزۂ خودرو سی فرش بوقلمون
بدل رہا ہی نئے رنگ چرخ مینا کار

بلند یونہ دماغ برہنہ پائی ہے
طواف آبلہ کرتا ہے نشترہ سر خار

امید بادہ مین توبہ شکن ہین یون مصروف
کہ جسطرح پس پرہیز رغبت بیمار

خدر خدر کی صدادی رہی ہین صاحب جوش
گھڑی گھڑی ہے زیادہ ترقی دیدار

امنڈ امنڈ کے ٹپکتا ہی ابر مستی مین
تڑپ تڑپ کی چمکتی ہین بجلیان ہربار

ہوئے برہنہ تنون کو لباس کی حاجت
چھپے حیا سے زمین زیر دامن کہسار

نسیم لطف بہت خوب ہی جو جی چاہے
تو ایسے وقت مین لکہ مدح خیر چند اشعار

کمال دہر مین اک قدردان ہوا ہی نصیب
بجا ہی گوہر مضمون اگر ہو اوسپہ نثار

ملک خصال فلک آستانہ عرش مکان
قمر خدم شرف الدولہ فخر عز و وقار

اگر نہ اوسکے عنایت کی ہو کچھ آمیزش
نصیب اہل دول ہو نہ طالع بیدار

وفور جود سے زائیدگی زمین کو ہی
نکالتی ہے جواہر شکم سے حاملہ وار

صدائے فیض و کرم سے عجب نہین ہی عجوز
ہجوم داغ دل خصم مجمع دینار

زمانہ خوان کرم ہی سے ہے ریزہ چین لیکن
فقط یہ رنج کہ ہے ایک عمر سی بیکار

سرور عیش ہین یون پاسبان در اوسکے
کہ جیسے عاشق شیدا کے دیدۂ بیدار

کبھی نہ دیکھ سکے انتہای بخشش کو
رہے جو تا دم محشر تسلسل انتظار

نباہے طول سخا مین وہ اختصار کبھی
ہزار بار اگر صبح ہو شب بیمار

اوٹھے یہ درد حسد جوش بذل سی وہ سکے
کہ استخوان عدو ہون جواب موسیقار

گرے ستارہ جو پاپوش سی زبان خرام
تو ہو وہ نیر اقبال منعم زردار

بشر تو کیا حشرات زمین پہ ہی یہ فیض
کہ نقرئے ہین نقاط سفید کفچہ مار

وہ دل کہ جس مین محبت ہی اوس سہی قد کی
بجا ہے کہیے اگر اوسکو مخزن اسرار

نگاہ طرۂ مشکین فرق کو سمجھے
خطوط کاتب قدرت ہین دو سر پہ نثار

خمیر مردمک چشم سے بنی ہین وہ بال
تصور اونکی سی ہوتی ہے صیقل ابصار

جبین وہ لوح منور کہ آفتاب خجل
خیال وصف سی جسکے چمک گئی اشعار

بھوین ہین تیغ ہلالی مگر کشیدہ مزاج
ہزار مرتبہ جس پر عدو کی جان نثار

مژہ ہین یا کہ زبانین ہین کلک قدرت کے
کہ اپنے طرز کا مطلب سمجھ لے ہر ہشیار

عجیب قصۂ دلچسپ ہی فسانۂ چشم
کہ جسکے سُنّے سے سوجای صاحب آزار

ہر اک اشارہ ہی اوسکا حیات کی بنیاد
بقای عمر خضر پاے طالب دیدار

صفای چہرہ سی پھسلا ہے گوئے قطرۂ نور
کشیدہ بینی روشن یہ کرتی ہے اظہار

فروغ عارض تابان سی ہی یہ پرتو نور
کہ محو جلوۂ ذات ہی سایۂ دیوار

دل و جگر کو مسافر بچا نہین سکتا
قدم قدم پہ ہین درگاہ عشق کے زوار

لبونکا دہیان جو آیا تو سمجھا مین گلبرگ
مگر وہ بے اثر اعجاز نہین عیسے وار

دہن وہ درج گہر ہای حق شناسی ہے
زبان ہے حجت مقبول ناطق اسرار

شفا ہو دید سے حاصل جگر خراشونکو
دکہای سبزۂ خط لطف مرہم زنگار

ٹہر ٹہر کے ذرا چل نہ دوڑ او خامہ
کہ اور طرح کی لکہنے ہین کچہ ہمین اشعار

سوال کرتا ہے دل تجہ ضمیر حاضر سے
فراج فکر معلے ہوا ہے شوخے یار

تو وہ جری ہی اگر تیغ ہاتہ مین لے لے
قدم پہ سر کو رکھے پیل چرخ بے تکرار

شکم مین نطفہ اعدا دو حصہ ہو جائے
سُنے جو حاملہ تجہ سے ذکر خنجر خونخوار

کہیچ آئے روح بدن سے برای قربانی
پناہ تیغ کے ہو خصم کو پناہ فرار

پڑے جو آنکہ دم قہر خیل دشمن پر
ہزار طائر جان اک نگاہ مین ہون شکار

دیے خدا نے وہ قصر بلند رہنے کو
کہ مرغ روح نہ اوڑ کر پہونچ سکے زنہار

فلک کی پشت دوتا مین ہے خم رہی باقی
کجو نکو راست بنا دے بلندی دیوار

نسیم فکر رسا سے نکر زیادہ سوال
جو مل گیا سو ملا اب نچاہیے تکرار

جہان مین تاکہ رہی یہ بقای شمس و قمر
جہان مین تاکہ رہی رفت و خیز لیل و نہار

رہی وہ مسند دولت پہ جلوہ گر بآنہ
حبیب خرم و شادان عدو ذلیل و خوار

ایضاً

دیکھ تو رفعت افسون زبان طرار
رشتۂ قوس کی پہنی ہی فلک نی زنار

زلف منہ دیکھتی ہے آینۂ عارض مین
رنگ کچھ لای گا یہ دائرۂ لیل و نہار

شوق کہتا ہی اوٹھا پاس ادب گستاخ
شرم انگشت بدندان ہی کہ ای دل زنہار

کوئی شے جوشش سودا سے نہین ہی خالی
کھولتا ہی رگ سبزہ سر ہر نشتر خار

آرزو مائل مستی ہے حیا پا بر کاب
اتقا گوشہ طلب ہی کہ نہ دیکھون یہ بہار

شیخ اندر ز فراموش ہی وعظ محجوب
یاد آتا نہین غیر از سبق بوس و کنار

مہر بن سی بستہ جو غنچو نپہ ہوئی تہین ٹوٹین
لٹ رہا ہی زر گل وقف ہی سارا گلزار

پائی جاروب کشی ہی جو صبا نی فرصت
چہچہے مرغ چمن کرنی لگے نذر بہار

قطرۂ مے ای چمکنے لگے ہر سو تاری
گو دہرنے کو ہوی جام و صراحی تیار

بسکہ ہے برہنگی غفلت میخواری سے
چادر ریزش مے کرتی ہی پردہ ہر بار

بیحجابی مین جو ہر بلبل و گل ہے مصروف
سرنگون شرم سی ہین صحن چمن مین اشجار

برہمی ای مجھے دیتی ہی اجازت خاطر
طرۂ زلف مضامین کے نظر آئے بہار

جی مین ہی شاہد مضمون سی ہم آغوش رہون
تا کجا عشرت تاخیر پڑہون چند اشعار

لے ٹھہر ہوش مین آ ای قلم سینہ شگاف
جوش مین طبع معلی کی دکھا کچھ آثار

مین وہ یکتائی زمانہ ہون کہ ہمسر میرا
صوت حکم الٰہی ہے نہایت دشوار

ہون وہ خورشید جہانتاب نہین جسکو زوال
ایک سا جلوۂ آغاز ہے اور آخر کار

دوست اوس عارف دیجاہ سخن فہم کا ہون
جسکا یک لفظ نہین صورت معنی بیکار

ماہر علم و ہنر واقف اسرار سخن
شرف الدولہ جہان کرم و عز و وقار

ادب اوج مراتب سی زمین پر ہر دم
گرد پھرتا ہی فلک صورت پای پرکار

مائل عالم گلشن ہو جو وہ عالی جاہ
نذر کو لای زر گل چمنستان مین بہار

پرتو افگن ہو اگر تیغ زمین پر اوسکی
حشر تک صاعقہ نکلی عوض جوشش بخار

نگہ مہر سے دیکھے طرف ذرہ اگر
چرخ صدقی کری خورشید کو و مین سے یار

لب جان بخش کی جنبش سی جلی عیسیٰ ہوس
نہ ٹھلے حشر تلک ملک عدم کا بازار

تنگ ہی وسعت میدان تصور ہمدم
کیا لکھون مین صفت تیزی گام رہوار

اس جہان سے صفت روح فرشتہ دم مین
جا کے پھر آتا ہے صحرای ازل سے سو بار

رفعت قصر معلے ہی خدا کی قدرت
انتہا جسکی ہے تخئیل ملک سی بیزار

دیکھے گر طالع بیدار کو چشم بد سے
گھر کری دیدۂ دشمن مین سدا خواب قرار

اوسکا ہمسر ہون تو مین ہون مگر اتنا ہے فرق
وہ شہ فہم ہے مین خسرو ملک اشعار

مختصر عالم اسباب ہی اوسکی آگے
کیجیے فیض طول کا کہانتک اظہار

حلم وہ حلم کہ دشمن کو ہو امید عطا
خشم وہ خشم کہ ہے جسکو کبھی سی انکار

تا کجا طول سخن فرصت اندیشہ کہان
ای نسیم اب نفس چند مین تکلیف سی بآ

پڑھیے اشعار دعا جسکو فرشتے سنکر
چار سو عرش برین پر کہین آمین ہر بار

ای خدا جلوہ فراز یر فلک ہین جبتک
روز و شب صبح و مسا شمس و قمر کی آثار

شش جہت مین رہی ممدوح کو ہر دم حاصل
عشرت و نام و نشان طرب و عز و وقار

ایضاً

بعد مدت فکر کا کرتے ہین ہم آج امتحان
ایک ساعت ای فلک بہر خدا نا مہربان

فکر صائب کے بدولت صفہان ہی لکھنؤ
ہے مری فیض سخن سی عزت ہندوستان

جی مین لہراتی ہین میدان تمنا کی گردشین
آبرو رکہنا خداوند زمین و آسمان

آرزو ہی گوہر مضمون کی لڑیان گوندہ کر
کیجیے آراستہ بازار معنی ہین دکان

وہ متاع قیمتی ہون مشتری کرے پسند
پوچہی گر قیمت کہون احسان بحال نہیجان

طعنے دیتی ہی مجہی میری پریشان خاطری
ڈہونڈہنے نکلا ہون اطراف جہان مین قدردان

مے سی توبہ کر چکا پرہیزگاری ہی مجھے
لا گلاب صاف ایسا ساقی کہ مین دہو لون زبان

ابر تر دکہلا رہا ہی بجلیونکی چشمکین
دل یہ لکہتا ہی کہ لکہہ اشعار وصف قدردان

ہی ہوس اک مطلع مستانہ ہو زیب قلم
جس سے امنڈی کیف مثل گوشۂ چشم بتان

مطلع

صورت مینا ہین لبریز سخن کام و دہان
ریزش پیہم سی تر ہوتا ہی دامان بیان

کرتی ہین اٹکہیلیان مضمون خیال ناکسی
گدگداتے ہین مجہی الفاظ و معنی ہر زمان

تا کجا پاس ادب اظہار مطلب شرط ہی
روکتا ہی کیون دل مشتاق کو کہدی کہ ہان

ای فلک شمس و قمر پر ناز کیا کرتا ہی تو
دیکہ میرا دل کہ اسمین اسکا جلوہ ہی نہان

حامیِ دین محمدؐ عاشق نام خلیلؑ
آبرو بخش وزارت ناظم ہندوستان

بسکہ ہی راحت رسان خلق فرط خوف سے
ہو گیا بے زہر کام افعی زلف بتان

شوکت افزای ضعیفان ہو گر دست کرم
مور کو تخت سلیمانی یہ ہو نقل مکان

ہر بشر کی آرزو یون شایق پابوس ہی
جس طرح اپنی ہوس کا بخت حاسد پاسبان

آرزوی مدح یون ہر دلمین کرتی ہی ہجوم
جیسے لبریز دعا ہو خانۂ بیچارگان

ہمت اقبال کی دیکہی جو ہر جانب عروج
آئے استقبال کو فریاد بخت دشمنان

مانع پیری سے حیرت جلوۂ رخسار کی
دخل کیا ہی بڑہ سکے جو توسن عمر روان

چرخ چارم تک جمال پاک کا ہی تذکرہ
سورۂ والشمس سے ہر صبح ورد قدسیان

دیکہکر بزم طرب ایسا دل حاسد جلی
روشنی دی شمع کے مانند مغز استخوان

نظم عالی سے وہ اطمینان سب کو ہو گیا
شانہ برہم کر نہیں سکتا ہی گیسوے بتان

قصد خاطر سوی اعدا آئے گر دل شاد ہو
خون دشمن کی حنا بندی ہی خیل دوستان

فہم افلاطون سپند شعلۂ ادراک ہی
کیا کہون کیا حال ہی عقل ارسطو کا یہان

ناز معشوقی نیاز عاشقی سب محو ہین
خلق والا کی زبان خلق پر ہی داستان

کونسا دل ہی نہین جو اوسکا پابند خیال
کون ہی جو خوان بخشش پر نہین ہی میہمان

یہ نہین ممکن لب سایل کو جنبش ہو سکے
قصد ہی پہلے صدا آتی ہی لو آؤ یہان

لطف وہ پیدا کیا حسن سخاؤ جود نے
ہو گیا خالی فریبی گوشۂ چشم بتان

حرص سایل دامن گردون اگر پیدا کرے
سیر ہو جائی زبان سے جب وہ فرما دی کہ ہان

آرزوی مردہ جی اوٹہتی ہی فیض نام سی
کم نہین اعجاز عیسی سے سخاوت کا بیان

ٹہوکرین کہاتے ہین گوہر سائلونکی راہ مین
نصیب ہوتی ہین جواہر جا بجا سنگ آستان

خامۂ قدرت نے لکہا لوح پر روز ازل
عرش رفعت ماہ طلعت آفتاب روشنان

شادیون اہل غرض ہوتی ہین اوسکی نام سے
جسطرح ہر قالب بیحس مین آجاتی ہی جان

دست زر افشانکی جس جانب توجہ ہو فری
بہول جائے خلق تکلیف جفای آسمان

جوش الفت دیری سمجہا رہا ہی ای نسیم
ہون قصیدے مین غزل کی کچہ ادا رنگینیان

مطلع

نور حق کا عارض روشن پتہ تو ہی گمان
آتی ہی سوی زمین ہر دم نگاہ قدسیان

گر دکہادے جلوۂ رخسار کو ہٹکر نقاب
داغ سمجہے مہر کو سینے پر اپنی آسمان

وہ جبین یا چشمۂ خورشید جسکی روشنی
تیرہ بختونکے لیے ہی صبح صادق کا نشان

تہی جو کچہ آئینہ دلہائی مشتاقان مین بال
سو فرہ بنکر ہو ہی ہین برابر وہ عیان

جلوۂ خط حلقہ آور روے تابان پر ہی یون
جسطرح ہالہ رہی انوار مہ کا پاسبان

اب نظر خوف ادب سے لغزشین کرنی لگی
ق
چاہتی ہی عزت پابوس مثل عاشقان

اگہ رہی ہی حسن ہے مانع یو نہچیے کسطرح
تا قدم ہی شعلۂ روشن گذر جھمکی کہان

کچہ نہین کہتے اگر آنکھین اوٹھا کر ایکدم
دیکھ تو تو حال ای خستہ دلونکی قدردان

ابتو وہ صورت ہی جو صورت کبھی ممکن نہ تھی
کیا تعجب ہے اگر ہو جاؤ تم بھی مہربان

مفلس ایسے ہین تمہاری بھی نظر پڑتی نہین
جانتی ہو سینہ خالی ہو چکا ہی دل کہان

آرزو گرم تقاضا ہی کہانتک انتظار
جی مین آتا ہی کہون لیکن ادب ہے پاسبان

صدقی جاؤن جوش غفلت مین نہایت چین تھا
دیکھ لو پھر اوس نظر سی بہل جاؤن جہان

چاہتا ہون تم کہو اتنا کہ ہان پھر کیا ہوا
کہہ رہا ہون دیر سی مین اپنی دل کی داستان

مین تو آیا بھی نہین کسکو کہا چلدیجیے
کل کے کہنی کا ہوا اکر وزیر پہلی امتحان

نام نامی سنکے کہتا ہون ہوس پابوس کے
ای وزیر خسروان ای آصف ہندوستان

کچہ نگاہ مہر کو رخصت ادہر بھی دیجیے
رات دن چکر مین ہون مانند دور آسمان

بس بہت کچہ ہرزہ پیمائی ہوئی چپ ہو نسیم
لکہ مضامین دعا جو دلمین رکھتا ہی نہان

فضل حق سے مسند دولت رہی زیر قدم
تا ظہور آفرینش تا قیام دو جہان

خضر کے صورت بقائی عمر ہو ہر دم نصیب
حشر تک یارب رہی یہ نام ورد قدسیان

قصیدہ در مدح ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع المنزلہ نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ

کثرت عیش سے یہ بیخبری ہی ہر دم
کہ فراموش ہین جو یاد تھی گردون کو ستم

آج کل قوم بشر کے وہ بڑہی ہین اعزاز
کہ ملک کہاتی ہین آسایش انسان کی قسم

وسعت حوصلہ کی حد نہین ہوتی معلوم
ہر زیادہ نظر آتا ہی نگاہون مین کم

برہمی ایسی زمانے سے ہوی ہی معدوم
کہ پریشان نہین ہوتی کبھی گیسوی صنم

لفظ دشنام حسینونکی دہنمین ہی قید
لے رہی ہین لب عشاق یہ بوسے پیہم

کبھی عاشق کبھی معشوق کبھی سب سے پاک
سیکڑون رنگ بدلتا ہی مزاج آدم

مژدہ دیتی ہے صبا پیرہن عاشق کو
کہا چکا دست جنون چاک گریبان کی قسم

ہو چکی چشم عقیمہ نہین ممسک آنسو
اوٹہ گئی عنصر ہر فرد سے پیدائش نم

وقت تحریر جو کی ضبن رمل نے تکرار
صفت جاہل مغرور اٹکتا ہے قلم

کوئی دم اے دل بیتاب ٹہر جا تو یہی
کہ مضامین ثنا خیر سنائین تجہے ہم

مطلع

مجمع خلق وحیا زینت قوم آدم
ای جناب ظفر الدولہ رئیس اعظم

صدقے اس طرۂ فرقی کی دل وجان بشر
کر دیا سلسلۂ کن فیکون کو برہم

جلوۂ نور جبین سے نے وہ عطا کی حیرت
ہر طرف شعشۂ ہی نہین قابو مین ہم

شوق کہتا ہی کہ لون بوسۂ ابرو کیونکر
الحذر یہ تو کوئی تیغ کشیدہ ہی دودم

چاک کسطرح نہو تیغ نظر سے سینہ
تیر مژگان کی یہ ہٹ ہی کہ جگر دیکہین ہم

للہ الحمد کہ ہین شرم سی نیچی انکہین
ورنہ ہو ایک اشارے مین صفای عالم

نظر آئی کشش حسن جو بینی سمجہا
چہٹ گیا ہاتہ سے استاد ازل کے یہ قلم

ماہ وخورشید سے بہتر ہین تہین رخسارے
ہین دوال اونکو یہ تابندہ شب و روز بہم

سبزۂ خط لب جان بخش دہن کی نزدیک
خضر و عیسے نظر آتے ہین کنار زمزم

ہی اسطرح ہر اک عضو مین کیفیت نور
گردن وسینہ سے تا آینۂ حد قدم

زلف کہتی ہے دم حشر کرونگی فریاد
کر دیا ایک نظر نے مجھے ایسا برہم

شانہ کہتا ہی کہ مین چاک جگر رکہتا ہون
کیا نہ پوچھیگا خداوند ازل حال ستم

کہ رہا ہے دل خستہ کہ آتی فریاد
جلوۂ حسن خداداد سے ہے یہ عالم

دادخواہی کے لیے بس ہی ہمین تر دامن
اشک خاموش یہ کہتی ہین کہ کہتی نہین ہم

نکل آتے ہین دم سرد جو آہونکی ساتہ
گرمی نالہ کی کہاتی ہین لب خشک قسم

کہ نہین ضبط سخن کا ہمین یارا باقی
کہ لین اب ہم بہی غنیمت ہی یہ فرصت کچہ دم

واقعی قدرت خالق کا نمونہ ہے تو — علم مین حلم مین احسان مین کرم مین محرم
کامل علم سخن شاعر یکتائے زمان — روح صدقی ہو جو اوصاف مضامین مین رقم
خلق ہوتی نہ اگر طبع معلیٰ تیری — دفتر راز معانی نظر آتا برہم
جلوہ دیتا نہ اگر نور مضامین خیال — میل کرتا نہ کبھی حسن سخن پر آدم
گر نہ افسانہ افکار سناتے اوسکو — چاک دامن نظر آتا نہ گریبان عدم
خلق ایسا کہ جہان رہن محبت ہو کر — مخلصے چاہی نہ تا عمر قدم ٹوئی دم
آدمی کیا کہ ملک بھی کہین سبحان اللہ — بیٹھین گر خدمت عالی مین وہ ہو کر باہم
وہ حیا غنچۂ سربستہ بھی شرما جائے — وقت احسان نظر آئی جو بدن کا عالم
کثرت زر نے دکھائی ہی نئے یہ تاثیر — داغ ہو جاتا ہی ہر دامن مفلس مین درم
اثر فیض سے ہر شے مین یہ استغنا ہی — کہ نہین زخم جگر کو بھی ہوائے مرہم
مژدۂ بیخبری لطف نے ایسا بخشا — روح رفتہ نہین حالات بدنسے محرم
کسقدر غلغلۂ جود نے رفعت پائی — حوصلہ کرتا ہی قربانیے روح حاتم
نام آجائے زبان پر جو علی اصغر کا — کیون نہ آسان ہو انسان کے لیے کار اہم
ہیبت ایسی کہ دلیرونکی جگر ہون مضطر — نام سنکر تہ و بالا ہو مزار رستم
رفعت حوصلہ کا حال اگرچہ لکھے — پہونچی شاعر کی تصور کا فلک پر پرچم
حملہ آور ہو عدو پر تو کرے اتنا قتل — خون شمشیر سے ٹپکے صفت ابر کرم
چار عنصر مین رہی خصم کی یون گردش خوف — جیسے اوزان رباعی پہ تصدق اخرم
چاک دل دی خبر خواب لحد دشمن کو — خندۂ زخم سے پیدا ہو صدائے ماتم
شہرت قوت بازو جو ندامت بخشے — پی نے دشمن عرق شرم سمجھکر زمزم
خوف تیرا ورق دہر سے کہو دی ہر خوف — ہو مین افعی گیسو مین نہ باقی رہے سم
تیغ اس دست بلورین کی جو دشمن کہائے — خون ٹپکے دہن زخم سے ہو کر شبنم

عفو تقصیر نہین جوش محبت سی خیال
کیا کیا خاطر بیتاب نے تفویض قلم

بخدا خادم صادق ہون نہین شک اسمین
یاد کرتا ہون تری جوش محبت کی قسم

ای نسیم جگر افگار نہ بک بیہودہ
آگیا پیش نظر حسن دعا کا عالم

ای خدا تا کہ رہے سلسلۂ چرخ و زمین
ہر دم و لحظہ ترقی پہ رہین نار و نعم

ای خدا بے خلش غیر میسر ہواُسے
دولت و عمر ابد راحت آغوش صنم

رات دن محفل عشرت مین بسر ہوا وقات
خوار ہون حاسد و بدخواہ و احبا خرم

ایضاً

یہ رفعت کلام کسی کے لیے کہان
ہر زادہ خیال ہے ہمراز آسمان

مانند ذات حق ہی تعلق سی فکر پاک
مضمون ہین دہن ہی نہ الفاظ مین زبان

روشن ہون ہر طرف صفت نور آفتاب
میری سخن کی فیض سے ممنون ہے جہان

مثل عروس حسن مضامین کو ہی حجاب
کیا دخل چہو سکے کسی نافہم کا گمان

بس اوخیال اور طرف سیر چاہیے
موقوف کر یہ سلسلۂ ذکر این و آن

لکہہ جلد ایک مطلع آغاز مدعا
جس سے اوٹہائی لطف سخن طبع قدردان

مطلع

ای خامہ ہوشیار کہ ہی وقت امتحان
مدت کے بعد آج طبیعت ہے مہربان

مضمون بشکل ابر کرم ریزشو نمین ہین
کہتی ہے مجسے فکر مرے بار بار ہان

لا واسطے نثار کے کچہ گوہر سخن
ایسا ملے گا پہر نہ زمانے مین قدردان

خورشید منزلت ظفر الدولہ جسکا خلق
کہتے ہی دیکہکر شرف خلقت جہان

پوہنچی جدہر نگاہ عنایت ہوا یہ حال
دامن مین زر زبان پہ دعا ہے تو مین جان

اللہ رے کرم کہ یہ عالم ہی ہر طرف
مسند وہی ہو بس صفت خواب پاسبان

ایسا ہی کون جسمین ہے اوصاف یون بہم
حلم و حیا و خلق و وقار و عروج و شان

جوش سحاب فیض سی ٹھنڈی ہوئی جو دل
بدلے ہوای دامن الفاظ مدح خوان

ہر سر بلند پست ہے ہمت کو دیکھکر
حاسد کا دل جلا ہی تو دیتا نہین دہوان

دیکھا ہے جو خلیق تو ہر دل سے آرزو
اٹکھیلیون مین ہے صفت صبح بوستان

شرما رہی ہین عارض خوبان روزگار
تابان ہین اسطرح مگر گوش بندگان

کیا دخل مثل عمر گذشتہ پھر آ سکے
وہ آرزو جو پھر قدمبوس ہو وہان

ابتک تو انتہای عنایت نہین ملے
مدت سے ہین خیال و گمان سب بے عنان

ہر جسم و جان پہ سایۂ دامان التفات
رہتا ہی مثل کثرت احسان مہربان

کہتے ہی دل کے بہید سراپا ضمیر صاف
رکہتے نہین بشکل سخن گو لب و دہان

پایا نہ یہ جمال کسے مین دم مثال
ڈہونڈا کیے خیال و تصور کہان کہان

حیرت سے رنگ جلوہ عارض کی ہین خموش
غنچونکی لب گلونکی دہن برگ کی زبان

نطق زبان کو بسکہ درشتی سی عار ہے
رکہتا نہین ہی جسم سخن وہم استخوان

اوصاف بیشمار ہین پاتا نہین جو بس
بڑہتا ہی روز کچہ نکچہ اندازۂ گمان

حسرت فزا ہی صورت وقت گذشتہ شوق
جسکو نصیب دوری خدمت ہی یکزبان

جو باریاب بزم نہین ہی تعجب اوسکی یاس
کیسے ہین کچہ نہین مگر اوقات رائگان

تہے جتنے راستے وہ عنایت ادہر ہوے
اولٹا لکہا گیا ورق بخت دشمنان

اوصاف سے ملے وہ مجہی شوکت خیال
آغوش فکر مین نظر آتا ہے آسمان

طے ہو سکی نہ راہ ثنا جب کسیطرح
عاجز بشکل توبہ واعظ ہوا گمان

یارب بر آئین دل مین مرادین ہون جسقدر
تا انتہاے عمر زمین اوج آسمان

قصیدہ در مدح نواب امیر الدولہ بہادر ابن نواب رکن الدولہ بہادر

تحریر کا وقت آگیا لکہ نام اقدس ای قلم
نواب امیر الدولہ عالی مرتبت والا ہمم

مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن
ہی وہ سخی ابن سخی عالم مین ہی چرچا ہیے
چشمۂ ہمت ہی وہ ابر رحمت ہی وہ
حال عنایت کیا لکھون تشبیہ کس کس شی سی دون
ہی اوسکی کثرت سر کہین آبادی وی ہی مین
دریای بخشش ہے روان ابر رقت ہی گوہر فشان
جو رنج مین ہو مبتلا جسکو ہو صدمہ دہر کا
قسمت ہو یاری پر اگر آجای جو پیش نظر
اللہ رے خلق و وفا اللہ ری جود و سخا
خالق نے بخشا وہ اثر حاصل ہو گر فیض نظر
قربان ہی رخ پر قمر لب پر فدا گلہای تر
دولت سے دامن کو بھرا جو منہ سی مانگا مل گیا
لفظ تمنا تر ہو گئی آباد دفتر ہو گئی
بخشش یہ ہی وہ دسترس سنتی نہین آواز بس
ہر شی مین فیض اوسکا ملا دیتا ہون اک تازہ پتا
کیا شان ہین اوسکی کہی تعریف کیونکر ہو سکتی
جو کوئی اوس در پر گیا بر آیا دل کا مدعا
فیض لب جان بخش سی حصہ کسیکو گر ملی
گر دیکھی لطف و وفا یار نرمش و سخا
ہی فضل حق سی وہ سخی گر لکھی افسانہ ذرے
غل الحذر کا ہو بپا آجای غصہ گر ذرا

بحر رجز کی دو دس اشعار ہوتی ہین رقم
دنیا مین خیل آدمی ہی اوسکا ممنون کرم
سرمایۂ دولت ہی وہ با عزت و جاہ و حشم
دے حوصلی سی وہ فزون ہر چند مانگی کوی کم
دنیا مین مثل اوسکا نہین لکھتا ہون مضمونکی قسم
آتا نہین بس تا زبان اللہ ری جوش ہمم
ہو در پہ اوسکی جبہ سا جاتی رہین درد و الم
بخشے یہانتک سیم و زر سب بھولے گردون کے ستم
اللہ ری لطف و عطا ہر لحظہ ہی جوش کرم
گلشن مین ہو ہر شاخ تر گلدستہ باغ ارم
خامہ بنے سلک گہر گر وصف دندان ہون رقم
جسطرح قسمت کا لکھا ہوتا نہین ہی بیش و کم
سب نقطی جو ہر ہو گئے نیلم بنی اشک قلم
رکھتا ہے چینی کی ہوس ہر را ہی ملک عدم
لالہ بہی کھلانی لگا گلشن مین تصویر درم
اکسیر سمجھی خلق اوسی حاصل ہو گر خاک قدم
اہل دول ہو یا گدا ہی سب پہ احسان کرم
ڈہر کا نہ مر نیکار ہی دیکھا کری حسن قدم
ہر فرد ہو محو دعا جبتک رہی سینی مین دم
حاتم کا عالم سی ابھی جاتا رہی سارا بھرم
ہو مرعاد و کا سر جدا کھینچے اگر تیغ دو دم

منظور ہو گر امتحان ہون اسقدر خوش زبان ‏ دی کلک شاعر گر نشان رنگین ہو تحریر قلم

بس اے نسیم بخیر ہی شوق مین اہی کد ہر ‏ شعر دعا لکہ جلد تر دکہلا دی انجام رقم

مقصد ہو جو کچہ آپکا بر آئی از فضل خدا ‏ خوش ہون عزیز و اقربا جبتک ہین مہر و مہ بہم

حامی سدا ہون پنجتن جبتک ہی بنیاد زمن ‏ تازہ رہی سارا چمن مسدود ہو ہر رنج و غم

جبتک ہی کاخ آسمان جبتک ہے قوم انس و جان ‏ جبتک ہی بنیاد جہان حاصل ہی عز و درم

قصیدہ در مدح وصی علی خان بہادر

ذرا تو چین دی او دل تجہی خدا کی قسم ‏ کہ او ر فکر مین ہے آج خاطر برہم

خیال صاف کو گلگشت باغ مضمون ہے ‏ برس رہی ہے طبیعت بشکل ابر کرم

کہان عروس سخن ہی کوئی بلا لائے ‏ کہ ہی ضرورت اشعار کچہ کہین گے ہم

مزاج کو سر مشاطگی معنے سے ہے ‏ کہلین گے زلف کی مانند عقدہای اہم

نسیم اوٹہا و قلم وقت امتحان آیا ‏ جمال شاہد تجویز مین ہے حسن رقم

خیال مدح رئیس زمانہ ہی دل کو ‏ ادب کی جا ہی یہان گردن قلم ہو خم

جہکا و سر پے تسلیم عرض حال کرو ‏ کہ ای امیر فلک مرتبہ جہان کرم

کمال مضطرب الحال تہا خوشا قسمت ‏ نصیب مجکو ہوئی آج بوسہ ہای قدم

بس اب زمانہ تحریر نام اقدس ہی ‏ گلاب و مشک سے ہوتی ہین ہم زبان قلم

الٰہی اپنا کرم رکہ وصی علیخان پر ‏ وہ ہی سپہر کرامت کا نیر اعظم

زمانہ کہتا ہے اوسکو کریم ابن کریم ‏ وہ اپنی وقت کا ہی آج دوسرا حاتم

نگاہ فیض اثر سے جو سوکہی گل دیکہے ‏ در خوش آب ہو ہر ایک دانہ شبنم

ہوای بزم طرب خیز کی یہ ہے تاثیر ‏ نہ دیکہی چشم تصور بہی صورت ماتم

محب پنجتن پاک ہی دل و جان سے ‏ فدای نام بتول و رسول ہے ہر دم

یہ فیض تیغ ہے اوسکا پڑی جو اعدا پر
ہر ایک زخم مین پیدا ہوئی سو دہان باہم

وہ باخدا ہی جو نکلے زبان سی اقرار
بصورت خط تقدیر ہو نہ بیش و نہ کم

فروغ روی مبارک ہی آیت اسلام
بجا ہی کہیے اگر اوسکو قبلۂ آدم

وہ آفتاب جہانتاب ہی اگر چاہے
ہر ایک ذرہ مین پیدا ہو نور کا عالم

خلاف اوسکا جو چاہی تو ہو خلاف ایسا
مٹے مزاج عناصر سے اتحاد بہم

نروح جسم کو دیکھے نہ جسم صورت روح
کہ جیسطرح سی قضا و قدر نہین توام

وہ برگزیدۂ حق ہے کہ وقت عزم عا
عجب نہین جو ہو تقدیر سے زیادہ رقم

نہین ہی یاد خدا سے وہ کوئی دم غافل
ہمیشہ ذاکر حق ہین لب و زبان باہم

صفای قلب سی کشف ضمیر حاصل ہی
نہین ہے آینۂ دلپہ زنگ ناز و نعم

کجون کو راست بنائی خیال شوق اوسکا
مٹے کشاکش شانہ سے زلف کا ہر خم

کہان نصیب جبین کی بوسۂ رکاب اوسکا
ہزار بار اگر پشت آسمان ہو خم

لکھون مین وصف اگر کچھ جمال روشن کا
رہے زبان پری پر فسانۂ آدم

جبین وہ ہی کہ جسے لوح نور کہتے ہین
بھوین نہین پی دشمن کھچی ہی تیغ دودم

مژہ مین نوک وہ ہی سمجھی ہر حسین نشتر
دم نظارہ صفین کی صفین رہین برہم

نہین وہ چشم کنار حیا مین ہی معشوق
کہ جسکے رشک سی نرگس ہی سرنگون ہر دم

نہین ہی بینی شفاف شمع نوری ہی
بجا ہی گر الف اللہ کا اوسی کہین ہم

لبون مین ہی اثر قم دم سوال و جواب
کہ زندہ کرتے ہین لبہای مردہ کو ہر دم

دہن نہین ہے وہ ہی درج ذکر الا اللہ
کہ جیسے ہی کلمہ حق کا بر زبان ہر دم

غرض نمونہ قدرت ہی سی تا ناخن
کہان مجال قلم ہی جو وصف سب ہون رقم

اب اور طرز کے اشعار چند لکھتا ہون
مزاج جوش مین آیا پھری عنان قلم

کریم وقت ہی تو ای امیر والا جاہ
ہزار گردن تسلیم تیرے در پہ ہو خم

نگاہ لطف سے مجھ خستہ حال کو بھی دیکھ
کہ بھول جاؤں فلک کی تمام جور و ستم

ثنا میں تیری کروں اور رہوں ذلیل و خراب
یہ شرط لطف نہیں ای رئیس اہل کرم

اب اور کون ہی ایسا کہ جس سے حال کہوں
سناؤں کسکو میں اپنا فسانۂ ماتم

غریب و بیکس و ناچار و مضطرب ہوں میں
رئیس عیش ہو تم میں اسیر رنج و الم

فقط نگاہ عنایت کی آرزو ہی مجھے
زیادہ اس سے نہیں چاہتا خدا کی قسم

نسیم طول سخن ہو چکا بس اب خاموش
خطر کی جا ہے مبادا مزاج ہو برہم

حضور قلب سے مانگو خدا سے جو چاہو
پڑھو دعا کی بھی اشعار چند سن لیں ہم

الٰہی تا کہ رہیں مہر و ماہ گردون پر
الٰہی تا کہ زمین پر ہو نور کا عالم

نصیب عمر خضر رتبۂ سلیمان ہو
رہے ستارۂ اقبال جلوہ بخش قدم

ایضاً

بہار آئی کھلی ہیں غنچوں نے مژدے چمن کا سامان
وظیفۂ گل ہی اندنوں میں ترانۂ عندلیب نالان

فسردہ خاطر ہوی ہیں جو غلط ہجوم سودا امنگ پر ہے
بڑھی ہیں یہ چاک پیرہن کی کہ ہو گریبان انیس دامان

فسانۂ غم نے بعد مدت اثر دکھایا ہے غفلتوں کا
ہوی ہیں مصروف چارہ سازی وال طبیبان خاطر پریشان

کھلے جو سنبل کی زلف برہم مزاج از خود دویدہ ہیں ہم
طواف میں ہی نگاہ بیہم نثار ہوتی ہیں تحفۂ جان

سبو و ساغر چھلک رہی ہیں بہک رہے ہیں زبان ہائے مینا
سر رسمی سے لغزش پا بڑھی ہیں افتادگی کی احسان

لباس سے تن کو مخلصے ہی مٹا ئی دیوانگی نے جھگڑے
ہوی تعلق سے پاک دامن نہیں رہی ہے تہمت گریبان

صدا یہ دیتا ہے گوش گردون ترانۂ صبح عید سنیے
جگا رہا ہے خیال تازہ کو خواب غفلت سے غزلخوان

نسیم خستہ جگر بھی بیہم سنا رہا ہے نغز مضمون
نہیں ہے ہر دو رہا ہے زندگی کا رہیں گے یہ یادگار دوران

زمانہ فیض سخن سے میری بشکل عرش بریں ہے روشن
بلند ہوتی ہے فکر عالی جہاں نہیں ہوں آفتاب تابان

مزاج مشتاق گفتگو ہی خیال مصروف جستجو ہی
پڑھوں وہ مطلع کہ جسکی عظمت میں جھک گیا ہے سر اک سخندان

مطلع

سپہر جاہ و جلال شوکت فروغ خورشید جود و احسان
وہی علیجان وہی علیجان وہی علیجان وہی علیجان

ترقی پر ہی ہے جوش ہمت شریک بخشش ہیں دوست دشمن
جہان میں ایسا ہی کون باقی نہیں جو جان کرم پہ مہربان

بہت سے بحر و بر دیار میں ہم نظر سے گذرا تمام عالم
نپایا پایا ایسا رئیس اعظم کہ جسکو لکھتی امیر دوران

نہال بے برگ تھا جہان میں کیا ہی اسکو مرمت تیری
بشکل شمشاد سایہ گستر بنا شاخ چمن گل افشان

شمیم اخلاق مثل سی ہمت کے رہ رہ گئے ہیں غنچے
حیا سے ہے سر گل کا سر فرو ہی دل گئی صورت گلستان

ہزار سائل جو در پہ آئیں نجا ہی محروم ایک و نہین
رہے ہے تیرا دست گوہر افشان ہمیشہ مانند ابر نیسان

دعائے طول حیات مین گر لبوں کو تکلیف مدعا ہو
دہان سائل مین کیا عجب ہے لعاب ہو جائے آب حیوان

جو دیکھی آیات مصحف رخ تو رایت کفر سر نگون ہو
رہے نہ بنیاد دلالت و غی ہر ایک کافر بنے مسلمان

نہین زمانے مین کوئی ایسا کہ جسکو شوق قدم نہین ہے
جہان مین ہر ملین آرزوئے دین کہ جیسے مومن کا نور ایمان

زبان تیغ و سنان سے سن لی جو تو وہ مرگ ناگہانی
تن عدو پر جراحتین ہین بصورت غنچہ ہائے خندان

دعا مین تاثیر تم نہ کیون ہو قبول خالق ہے اک سخن ہی
حیات فرمان پذیر اب ہے اجل ہی کیون سر کشیدہ دامان

نگہ مین لاکھون کرامتین ہین زبان مین عجائبتین ہین
ہزار ان واسطہ شہادتین ہین کریگا تعریف کیا سخندان

زبان سے تیری جو حکم نکلی تو دو اثر دہ کلام بخشی
ملے احبا کو عمر و دولت عدو کو پہنچے قضا کا فرمان

دیا اثر ہی خدا نے تجکو روای حاجات دنیوی کا
شفائے امراض کو مجرب ہے نام تیرا بجائے درمان

جو مانگی حق سے دعای ہمدم مطیع فرمان ہو سارا عالم
ہوا و جن و طیور سمجھین تجھی سلیمان بس سلیمان

قصیدہ در مدح نواب حضور محل صاحبہ دام اقبالہا

مانند شانہ ہے خلش نیر جو روزگار
حاصل ہے مثل زلف مجھے طول انتشار

امیدوار ہون دل مشتاق کی طرح
یارب دکھا جمال تمنا پھر ایکبار

آغوش مین مراد ہو لب پر ہون قہقہے
چھلکون بسان ساغر لبریز بار بار

بڑھتا رہون بصورت وصف مدیح مین
گھٹنے مین مثل عمر عدو پاؤن اختصار

دیکہا کرین حسین جہان جوش شوق مین پیدا ہو مجہ مین صورت لہاے دا غدار
لپٹون بشکل نجہ بساقی سبو سے روز چہوٹون بسان اہن جاتان ہزار بار
گردن جہکاؤن مثل قلم التماس مین چہرہ دکہاؤن صورتِ مضمون آبدار
الفاظ مین بصورت معنی چہپا رہون مطلب کی دون خبر جو زبان سی ہون آشکار
خاطر مین آکی قصد ہون منہ مین جا کی بات پونہچون جو تا بہ گوش مخاطب ہو بیقرار
ای خامہ بس تہیۂ تمہید تا کجا لکہ جلد کوئی مطلع مضمون آبدار

مطلع

تا آسمان خطاب علی کی ہے پکار بانوی شہ حضور محل صاحب وقار
ہمت وہ دی خدا نی کہ شاعر کی ہی زبان قاصر ہی جسکی وصف مین با عجز و انکسار
ازبسکہ ہے سخا و مروت مزاج مین مقبول بارگاہ الٰہی ہین جملہ کار
خورشید حسن نور خدا روی پاک ہے باتون پہ ہی کرامتِ صادق کا اعتبار
آنکہو مین ہے لحاظ نگاہون مین احتیاط ممکن نہین خلاف شریعت ہو [illegible]
جو جسکی آرزو ہی وہی ہی زبان پر پیدا ہی قلب صاف مین پنہان و آشکار
عصمت وہ ہے کہ خامۂ نقاش کائنات ہمس کر سکا نہ کہینچ کے تصویر بدار
شبنم کے بدلی برسین گہر آسمان سی خواہش دعا کی ہو جو بدرگاہ کردگار
ہی حب اہلبیت کا اسدرجہ دلمین جوش حورین جنان مین کرتی ہین تحسین ہزار بار
خرسند فاطمہؓ ہین علیؓ خوش رسولؐ شاد راضی حسن حسین سمجہتی ہین دوستدار
مدنظر ہے آٹہ پہر سب کی پرورش محظوظ ہی ہر ایک رفیق اور اہل کار
مین اب ہے ہون جبہ سا بامید نگاہ لطف ای بانوِ عفیفہ و خاتونِ باوقار
پونہچا یہ حال اور گزارش مین کیا کرون روتے ہی بیکسی مری قسمت پہ بار بار
ایفای وعدہ مین نہ کمی کیجیے حضور فضل خدا سے آج موفق ہے روزگار

صد شکر سرخرو مین ہوا اب جناب سے — جو کچہ کہا تہا دیکہ لیا بعد انتظار
واجب ہے پرورش کہ بہت بیقرار ہون — افلاس کی خراش سے دل ہی شگافدار
بخشے ہین بر ہمی نے ہزارون طرحکی پیچ — شاید کہ اپنی زلف سمجہتا ہے روزگار
مثل مزاج یار ہے مصروف اتہام — کیا کیا گمان بد ہین بحال نحیف و زار
ہنستا ہون مثل خندۂ زخم جگر اگر — سیتا ہی بخیہ گردہن و لب ہزار بار
اظہار مدعا سے پشیمانیان ہوئین — کہو بیٹہے اپنی ہاتہ سے سامان اعتبار
ارزان ہوا ہون طعنۂ معشوق کیطرح — گر مفت بہی بکون تو نہین کوئی خواستگار
اب کون جز حضور ہی ایسا جہان مین — جسکو ہو رحم جانب دلہائے بیقرار
بس ای نسیم روک زبان قلم کو تو — دی نذر دیکہ قدرت خلاق روزگار
وقت دعا ہی عرض تمنا مین دیر کیون — قسمت دکہا رہی ہی نم لطف کردگار
یارب ہین باغ دہر مین جبتک دو رنگیان — دور خزان کبہی ہی کبہی ہے موسم بہار
دشمن برنگ برگ خزانی ہو زرد رو — احباب پہولون مین ہین صورت ہزار

تمت

رباعی

تن آتش غم سے نے جلائے نہ ہون — سینے کو کباب نے بنائے نہ ہون
وہ لذت عشق مین نے چکہے ہی نسیم — سو دل ہون تو یار نے لگائے نہ ہون

ایضاً

انسان کا جو کذب پر شعار آتا ہے — خاطر یہ ہر ایک کی غبار آتا ہے
پر وعدہ یار کچہہ عجب شی ہی نسیم — گر جہوٹ ہی ہے تو اعتبار آتا ہے

ن بلاغت بنیا

تم

ن ہو

ن طعنہ معشوق

رہی ایسا جہا

زبان

واہ کیا رتبہ ہی فکر طبع آگاہ کا
سایہ ہی بالای مطلع چتر بسم اللہ کا

خوب ہی آزاد رہنا مرد حق آگاہ کا
کھینچیے قشقہ جبین پر مدِ بسم اللہ کا

دیکھنا کیا مرتبہ ہی عاشقوں کی آہ کا
اوّل و آخر مین جسکے حرف ہی اللہ کا

گھٹ نہین سکتا گھٹانے سی ہی کامل کا کمال
بے الف معنی سی کب خالی ہی لفظ اللہ کا

چاہتا ہون دید تیری عالم ایجاد مین
مین نہین خواہان ہون ای پیاری کمال وجاہ کا

گر نہوتا اونمین شامل عکس نورانی ترا
جلوہ خوش آتا کسے تصویر مہر و ماہ کا

سب مین اور سب سے الگ ہی کدامانی ترے
بعد ملنی کے جدا ہی لفظ جیسے راہ کا

جسطرح قالب مین جان ہی اسطرح ہر جا نمین تو
یہ فقط دہوکا سا ہی نام گدا و شاہ کا

کیا ملی وہ زخم ازل سے جسکو تو نے بخشے فراق
خامہ کر سکتا نہین بخیہ شگاف آہ کا

کیا غرض عشاق کو اعمال خوب و زشت سے
ہم نہین رکھتے بھروسا توشہ ہمراہ کا

تیری صدقے امتحان کر لیجیہ تو او پردہ نشین
حوصلہ دیکھ اپنی مشتاق اجازت خواہ کا

مجروی کو چھوڑ ظالم راستی کر اختیار
خوب دیکھا ہار ہی انجام اولٹی راہ کا

دل کسی صورت تو بہلے کیون تم آزردہ ہوے
شور بیتابی نہین ہی زمزمہ ہی آہ کا

۲	ہین تو او سیکے روی روشن کا ہون دیوانہ نسیم ننگ ہی جسکو نقاب حسن جلوہ ماہ کا	۱۵

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا
بیہوش کیا ہی کسی با ہوش نے مجکو
صدقے تری اوشلقع روح وتن عاشق
تو پیش نظر روح فدا شوق ہم آغوش
دوزخ کو بجہا دون عرق شرم سی اپنی
مرنے پہ بہی لائی نہ تری نکہت گیسو
جز بیخودی شوق نہ گریہ ہے نہ فریاد
کیا فکر عذاب لحد ی مردہ دلون کو
خاموش زبان شرم سی آنکھین سوزانو
شمشیر محبت سے ہوا چاک جو سینہ
عاشق کی ہی یہ خاک قدم رکہ کی گزر جا
قربان اوٹہا عارض پر نور سی پردہ
مدت سی ہی یہ ہن تری کوچی مین جنی قبر
مطلب ہی مرا عارض پر نور کا جلوہ

غل نالہ زنجیر مین ہی صل علے کا
جھگڑا نہ رہا یاد عذاب دوسرا کا
وہ غیظ مین اب وقت ہی وعدے کی وفا کا
اب ہاتہ نہ احسان اوٹہائینگے دعا کا
ایما ہو جو تیری نگہ لطف فزا کا
احسان نہ ہوا روح پہ بہی باد صبا کا
لی دوست چہٹا ہمسے تعلق رفقا کا
ہی اور یہی جھگڑا تری مفتون لقا کا
مین صدقے یہ انداز ہی تسلیم و رضا کا
ہر زخم جگر لفظ بنا صل علے کا
بوسہ ہی ملے کو ہی عذار کف پا کا
مرجاؤن نہ عاشق پہ ہوا احسان قضا کا
ہو اوج پہ اقبال مرے بخت رسا کا
عاشق ہون ترا نام کو بندہ ہون خدا کا

۳	اعمال نسیم اپنی بُری ہین کہ بہلی ہین لیکن ہی بہروسا ہمین محبوب خدا کا	۲۱

بزم غمکو دیکہکر [illegible] ل خوش ہوا جلاد کا
قید مین آنا [illegible] دشوار ہی آزاد کا
خود فراموشی [illegible] اوس پری کی یاد کا

شور ماتم کیا ترانہ تہا مبارکباد کا
غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا
دل دکہانا خاص شیوہ ہی مری فریاد کا

ہاتہ آنا غیر ممکن طائرِ آزاد کا
دیکھتا ہی دور سی قابو نہین صیاد کا

قبر پر آیا ہی دینی کو مبارکباد مرگ
یہ نیا ایجاد ہی تیرے ستم ایجاد کا

واہ کیا رعب جنون ہے اپنی صدقے جائیے
ہاتہ کیسا کانپتا ہی جسم بہی فصاد کا

پاؤن جنت مین نہ رکہا تہا کہ نکلی تن سے روح
بیکسی نے رو دیا منہ دیکھکر شداد کا

ایک کیا دو چار بوسے تو نے خوش کر لین ہے مجہے
سہل سمجہے شاد کرنا وہ دلِ ناشاد کا

یاد آئین بیڑیان اور وہ گرانی طوق کی
کم ہوا سودا مرا منہ دیکھکر حداد کا

وصل کی کیفیتین فرقت مین دکہلا دیجیے
وہ دہن چومی مرا مین بوسہ لون فریاد کا

اوسکے کانون تک گئی ممنونِ احسان ہم ہے
آج اپنی جی مین ہی منہ چومیے فریاد کا

جب چہٹا تیر نظر آیا مری دل کی طرف
قہر ہوتا ہی نشان بہی خانۂ آباد کا

کہتے کہتے رہ گئے ہنگامِ استفسارِ حشر
کچہ محبت آگئی منہ دیکھکر جلاد کا

روز جورِ تازہ سہنے کی ہمین طاقت کہان
دیکھیے ایجاد کب تک اوس ستم ایجاد کا

مجکو بہی تجدیدِ عادت مین ہا کرتی ہی فکر
جسطرح پہلو بدلتا ہی تری بیداد کا

باوفا ہون بیوفائی کا نہین آتا خیال
رحم کا طالب نہین ہون آشنا بیداد کا

دیکہ لیتا ہی جو اوسنے آنکہ سے دیکہا نہین
شوق تیرا نورِ دل ہی کور مادرزاد کا

کیون نہ خنجر ٹوٹ جائی آکی تیری ہاتہ مین
حسن کی گرمی سے کشتہ ہو گیا فولاد کا

حُبِ دنیا الفتِ زر لیسی دم بہر کم نہین
اسیرِ آزاہد ارادہ ہی خدا کی یاد کا

بعد آزادی بہی مدت تک چہوڑا ہمنے گہر
آگئی شرمِ وفا منہ دیکھکر صیاد کا

۴

حقِ خدمت چاہتا ہی چلکی رہیے ای نسیم
مدتون سے آہ ویران ہی قفس صیاد کا

۲۴

منظور ہے نابینا الکمر کا
تہا شام سے دہدغہ سحر کا

پیمانہ بنائیے [illegible] کا
دہڑکا ہی لگا رہا [illegible] کا

سینے مین سے کچہ آئی آواز	پہوٹا کوئی آبلہ جگر کا
آنسو پونچہین گے کب تک احباب	ٹپکا نہ رکے گا چشم تر کا
دل ہی تو ہے کیا عجب بہل جاے	کچہ ذکر کرو ادہر ادہر کا
کیون زلف دراز کھولتے ہو	کیا خوف تمہین نہین کمر کا
کچہ بے ادبی ہوے مقرر	سینہ بیدہا گیا گہر کا
تنہا نہین گوشۂ قفس بہے	جھگڑا ہے ساتہ بال و پر کا
محتاج کفن نہین ہے بلبل	پردہ کافی ہے بال و پر کا
رہتے نہین ایکدم کسی جا	بتلائین نشان خاک گہر کا
کیا کیا ہمنے نہ خاک اوڑائی	پایا نہ غبار تیرے در کا
ہو آپ کے کان تک رسائی	اللہ یہ مرتبہ گہر کا
اے دل رنجِ ہزار دیکہا	پہلا یہ مقام ہے سفر کا
یاقوت کہان مرے دہن مین	ٹکڑا ہوگا کوئی جگر کا
رخصت رخصت جو کہہ رہے ہو	ای جان خیال ہے کدہر کا
جبتک ہے کچہ حیات باقی	رستا دیکہین گے نامہ بر کا
آنکہون مین خیال اور ہی ہی	جلوہ کیا دیکہیے قمر کا
آرام کہان نصیب ہمکو	کہٹکا درپیش ہے سفر کا
پونہچی مرے ہاتہ تک تو فصاد	منہ لال کرےگا نیشتر کا
دوڑے لینے قدم اجل کے	دہوکا ہوا یار کی خبر کا
ٹہرو لاشہ اوٹھے تو جانا	جھگڑا ہے اور دوپہر کا

٥	کیون آئے نسیم نیند ہمکو سر رکہ کے زمین پہ یار سر کا	٦

صد چاک ہی مانندِ کتان چاک جگر کا
دامن کے یہ قدرت ہے کہ اس جوش کو روکے
شرم آتی ہی اک پردہ نشین کا ہون مین زخمی
رخصت ہی تن زار سے اب جان حزین کے
ہم عاشق مشتاق سخی تجکو کہین گے

آنکھون مین تصور ہی جو اک رشک قمر کا
امڈا ہوا دریا ہی مرے دیدۂ تر کا
منہ دیکھے گا جراح مرے زخم جگر کا
ملجاؤ گلے سے کہ زمانہ ہے سفر کا
بوسہ ہمین دے دو ای گل تر اس لب تر کا

٦ — ١١

مجکو سبب مرگ ہی نظارۂ ابرو
کشتہ ہون نسیم اوسکی اسی تیغ دو سر کا

تم تک کبھی لایا تھا جوش اس دلِ مضطر کا
دشمن کو ہٹاتے ہین اب مجکو بلاتی ہین
خود رفتہ و شیدا ہین بیتاب ہین سودا ہین
اک عمر کا قصا ہی برسون ہی کا جھگڑا ہے
البتہ شگون بد ہی صرصر کی سی آمد ہی
مشتاق رہی برسون وعدے ہی ہوئے لاکھون
ناحق کو جلاتی ہو کیون ہمکو بلاتی ہو
عالم سے نرالا ہی ہر ایک سے بالا ہی
مفلس ہین کہان سامان تو آکہ نہ آ ایجان
اب دلمین نہ اپنے ڈر تو شوق سے آیا کر

اب جاؤن کہان ستا معلوم نہین گھر کا
لو اور نئی سوجھی منہ دیکھ کے خنجر کا
کیا تجھسے کہین پیارے جو حکم مقدر کا
سنتے وہ اسے کبتک طومار ہی دفتر کا
گبھرا ہی نہ کیون بلبل منہ دیکھ گل تر کا
لیکن نملا بوسہ ایجان لبِ تر کا
دشمن تو ابھی تک ہی پہلو سے نہین سرکا
حاجت نہین کچھ رکھتا محتاج ترے در کا
ارمان بہت کچھ ہین توڑا نہین پر زر کا
حافظ ہی مرا نالہ ہر رات ترے در کا

٧ — ١٥

اوسنے جو پڑھا نامہ بگڑا وہ نسیم ایسا
تلوون سے ملا پہرون سر میرے کبوتر کا

تنگ کرتا ہی بدل جانا یہ سو سو بار کا
ایکدم فرصت نہین کیا اژدہام خلق ہی

رنگ رخ نے ڈھنگ سیکھا ہی مزاج یار کا
رخنۂ دل ہوگیا روزن تری دیوار کا

حد نہین معلوم ہوتی بڑہ چلی کیا کیا نظر
طول ہی زخمونکی دامن مین شب بیمار کا

عادت بے سود کہو دیتی ہی آنکہو نسے وقار
کچہ اثر رکھتا نہین خندہ لبِ سوفار کا

اب تو ہر زخم جگر ہی دامنِ ابرِ بخیل
تر نہین ہوتا ہی سوزن سے لبِ سوفار کا

جذبِ وحشت کا اثر اتنا تو دیکھا آنکہ سے
آبلونکے منہہ مین آجانا زبانِ خار کا

ایک نقطہ دیکے خامی نے پتا بتلا دیا
آج ثابت ہو گیا ہونا دہانِ یار کا

روی روشن کے حرارت سے بہرکا جاتا ہی دل
آج سمجھے نور مین بھی خاصہ ہے نار کا

رہگیا ہی کچہ جو کانٹو نمین الجہ کر جا بجا
تارِ دامن اب نظر آتا ہی گیسو خار کا

دنکو طعنونکی گذر مین رات کو دشنام تلخ
کیا پسند آیا مکان انکو دہانِ یار کا

کسطرح آگی بڑہون مانع ہی کچہ پاسِ ادب
آنہ جاتی زیر پا سایہ تری دیوار کا

آسمان پر کچہ شفق پہولی نظر آنے لگی
عکس جا پونہچا تمہاری دامنِ گلنار کا

شغل افغانکے لیے بلبل کریگی اعتکاف
باغبان گوشہ بتا دی دامنِ گلزار کا

جو ابھی سنتا ہے پہر سوتا نہین آرام سے
اب ہمارا ذکر نالہ ہو گیا بیمار کا

۸

چشمِ عاشق بنگیا ہون آئینے مین اے نسیم
شاید آجائے نظر جلوہ جمالِ یار کا

۱۱

بند کی شب آنکہ دہیان آیا جو روے یار کا
ہو گیا پردہ ہمارے دیدۂ بیدار کا

واے قسمت ایک صورت پر نہین جب دیکہی
خاصہ پیدا کیا دلنے مزاج یار کا

اس تمنا پر فقط مرتی ہین ایجانِ جہان
حشر کو دیکہین گے ہم جلوہ ترے دیدار کا

ایکساعت مین بدل جاتی ہی سب بازیہ
خاصہ تقدیر مین ہے پہلوِ دلدار کا

دوست کی امید سے دشمن کبہی خالی نہین
سایۂ پا ڈہونڈہتا رہتا ہی سر ہر خار کا

اسقدر لطف تلون دیتے ہر شے مین ہی
بڑہ کی گہٹ جاتا ہی سایہ بہی ترے دیوار کا

ادا ابہی چندے ٹہرا ی صدمۂ دردِ فراق
حوصلہ نکلا نہین ہی خاطرِ غمخوار کا

کسطرح آرام سے اُٹھین کہ بعد از چند روز
پیش ہے ہمکو سفر اک منزلِ دشوار کا

اس فریب کہنہ کے مشتاق ہم بہی ہوگئی
کسکو آتا ہے یقین ظالم تری اقرار کا

آج سب پہیلائین دامن جسقدر محتاج ہین
امتحان کرنا ہی ہمکو چشم گوہر بار کا

۹

دیکھیے کسطور سے یہ رات کٹتی ہی نسیم
آج کچہ عالم دگرگون ہی دلِ بیمار کا

۱۷

پھر غلغلہ ہے آمدِ فصلِ بہار کا
بگڑا مزاج میرے دلِ بیقرار کا

آرام کی ہوس دلِ بیتاب ایمین کیون
کیا پہلوِ مزار بہی پہلو ہے یار کا

بوسے فریب سے جو لبِ یار کے لئے
برہم معاملہ ہے مرے اعتبار کا

رحم آچکا تہا شرم نے سمجہا دیا کچہ اور
بگڑا نصیب پھر کسے امیدوار کا

گر جانتے جگائی گی برخیز حشر کی
احسان نہ لیتے راحتِ خوابِ مزار کا

یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو
کھٹکا نجائیگا مژہ آبدار کا

اے چرخ بس تہیہ تکلیف اب نکر
احسان اوٹہا چکے ہین بہت روزگار کا

وصلت کی راحتو نسے غمِ شب نہ بہولنا
ایدل رہے ضرور لحاظ انتشار کا

جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر
میرا سا ابتو حال ہوا روزگار کا

جب دیکھیے کجی کی سوا راستی نہین
بل لے لیا مزاج نے کچہ زلفِ یار کا

دم بہر کے دیکھنی کی تمنا ہمین نہین
شرمندہ ہو گناہ بہی کیا ایکبار کا

تیرے ستم عدو کے دعا نے کیا اثر
بدلا ہوا ہی حال کچہ اِس خاکسار کا

ہان تو اگر بُلای تو آؤن ہر طرح
ہے تجکو اختیار مرے اختیار کا

آتے نہین وہ ہای یہان حال غیر ہی
اقبال اوج پر ہے شبِ انتظار کا

پابوس آسمان سہی شرف ہوتی ہین نصیب
پھر حوصلہ بلند ہی اپنے غبار کا

ہو جای ہمسے پرسشِ اعمال ابہی تو خوب
وعدہ بہت دراز ہی روزِ شمار کا

١٠

وحشت مین بہی ترک محبت ہوا نسیم
منہ آبلون نے چوم لیا نوکِ خار کا

١٦

سنگ تربت لال ہی میرے تنِ محرور کا
پہول کہلاتا نہین گر کر چراغ گور کا

حشر کی گنتی ہی دن منہ تک رہی ہے صور کا
حاملہ ہی قبر لاشہ لیکے مجہ رنجور کا

گہل گیا تہا جسم اسد رجہ تری رنجور کا
ایک لقمہ بہی نہ تہا لاشہ دہانِ گور کا

اہل جنت کو رہا کرتی ہی اکثر آرزو
میرا افسانہ بہی ہی شاید سراپا حور کا

دیکہی کچہ دن ہوائین اسکو آہ سرد کی
جوشِ خونِ گرم سے سنہ اگیا ناسور کا

صاعقی دو چار جاپلٹے جو میرے آہ کے
روشنی دینے لگا دامن شبِ دیجور کا

دیکہتا ہون وہ کہ جسکی آرزو موسی کو تہے
دلمین روشن ہی مرے شعلہ چراغ طور کا

ایک لقمہ عمر بہر کو بس ہی قانع کی لیے
بند ہو کر منہ نہین کہلتا دو بارہ گور کا

جم گیا ہی خون کا قطرہ نظر کیا آئی خال
آبلہ رکہتا ہی دیدہ جوہر ساطور کا

کہینچ لون آغوش مین ہفت آسمانسے یار کو
پاس ہی وقت تصور گو ہو رستہ دور کا

کثرت دولت مین لطف خانہ بربادی بہی ہے
شہد کے ہونے سے لٹ جاتا ہی گہر زنبور کا

گم حقیقت کی لیے پرسش کبہی ہوتی نہین
کون استفسار کرتا ہی ترددِ مور کا

مین نہین کچہ بادہ کش کیون گہورتا ہی محتسب
آبلے ہین دل کی یہ خوشہ نہین انگور کا

ہای کیا دیکہا کہ جلوہ دیکہنی آتی ہین لوگ
تہرلایا یاد آنا قامتِ مستور کا

حالِ دل چہیڑا تو بولی اور کچہ فرمائیے
ذکر خوش آتا ہی کسکو قصہ مشہور کا

١١

کون سن سکتا ہے کسکو اتنی طاقت ای نسیم
اپنا ہر نالہ ہی پروردہ کنارِ صور کا

١٢

بسکہ ہون محوِ تصور شاہد مستور کا
دل مین عالم ہی مری فانوس شمعِ طور کا

مختصر تہا اسقدر لاشہ تری رنجور کا
گنبد مدفن نظر آتا ہی بیضہ مور کا

میری ہستی اک صدا ہی جو نہ آئی کان تک
مر گئے لیکن ہوائی شوق ہی چمکی ہوئی
کسقدر لطفِ خموشی ہی طبیعت کو پسند
کھینچ لائی اونکو تاثیرِ دعا آغوش مین
ترکِ لذت شرط ہی آرامِ ہستی کے لیے
تلخ طینت کی لیی شیرین زبانی ہی ضرور
سوزِ پنہان نے جلا کر مجکو ٹھنڈا کر دیا
گھر بنائے اسقدر کثرت سی رنج و یاس نے
ہیبتِ فریادسی میری نکل سکتا نہین

شورِ پنہان ہون سو وہ بھی خندہ ہائے درد کا
دوڑتا ہی ہر طرف شعلہ چراغِ گور کا
ہم نشانتک بھی نہین کہتے مر ہانِ گور کا
شکر ہو وے عیش سی حق رہگیا مزدور کا
مر کچلواتی ہی حرص قند ہر زنبور کا
دیکھتے ہین شہد سے لبریز منہ زنبور کا
آتشِ غم نے اثر پیدا کیا ہے تور کا
دل مرے سینی مین چھتا ہو گیا زنبور کا
صور مین پوشیدہ ہی نالہ دہانِ صور کا

۱۷	مصرعِ ناسخ پسندِ طبع والا ہے نسیم ماہ ہی اک خالِ رخسارِ شبِ دیجور کا	۱۲

ہر گھڑی کرتی ہی غل محرومیِ تقدیر کا
خون پلایا جب ہوا دایہ سی سائل شیر کا
درد کی لذت نہین باقی دہانِ زخم مین
حوصلی پر صاحبِ ہمت کے صدقے جائیے
بھید قاتل کا کھلے کیونکر زبان کہتا نہین
شوخیان وحشت دکھاتی ہی نئے انداز سے
رات دن اب تو گذرتی ہی بڑی آرام سی
بعد مردن کیا سبک ساری مجھی حاصل ہوئے
جب وہ سننے بیٹھتے ہین آنکہ مین آتی ہی نیند
مر گیا مین رنج سے پہلی وہ رحمت و بہت تھیلا

اشک تر کسنے چرایا دیدۂ زنجیر کا
نوک پستان نے مزا بخشا سنانِ تیر کا
لے لیا کسنے مزا ظالم زبانِ تیر کا
سر کٹا کر شمع نے بوسہ لیا گلگیر کا
ہر دہانِ زخم گویا ہی دہن تصویر کا
چشمِ آہو بنگیا حلقہ مرے زنجیر کا
تیر احسان ہی مری فریاد بی تاثیر کا
بوجہ بالای لحد ہی چادرِ تنویر کا
کیا اثر رکھتا ہی افسانہ مری تقدیر کا
کان تک کھٹکا نہ آیا نعرۂ تکبیر کا

نقطۂ بے معنی کی صورت کچھ اثر رکھتا نہین
خط مہمل ہو گیا لکھا مری تقدیر کا

وہ قتیلِ باوفا تھا مین کہ برسن ہو چلے
قطرۂ خون بنگیا چھالہ لبِ شمشیر کا

جسم وہ گھر ہی کہ معمارِ ازل کو بعد مرگ
حوصلہ باقی ہی پھر اس قصر کی تعمیر کا

صبح صادق جسکو کہتی ہین وہ ہی موی سفید
رات اک رنگ خضابی ہی سپہر پیر کا

حال بیتابی جو مرغ روح کا ناسی مین ہے
مائلِ پرواز ہے کاغذ مری تحریر کا

تھا دمِ طفلی جو مجکو شغل آہِ سرد سے
آکے جم جاتا تھا میرے منہ مین قطرہ شیر کا

۱۳	دیدہ و دانستہ دل اپنا پھسا بیٹھے نسیم حلقۂ گیسوی پیچان دام تھا تزویر کا	۱۳

کم نہین وحشت مین بھی رتبہ مری توقیر کا
پاؤن میرا مردمک ہی دیدۂ زنجیر کا

کسقدر رغبت سی چوسا ہی دل مجروح نے
نطق تک باقی نہین رکھا زبانِ تیر کا

راستی ممکن نہین کج طینتوں کی واسطے
خم نہین جاتا کسے سے ابروِ شمشیر کا

ہے پریشانی ابھی سے زلف کو دیکھا نہین
خواب سے پہلی اثر پیدا ہوا تعبیر کا

وای قسمت حسن کے دولت کو لوٹین تیرہ روز
طرہ ہای شمع رکھتا ہے دہن گلگیر کا

مجکو طفلی مین بھی فرقت کی غذا ہوتی تھی وہ
خون ہو جاتا تھا قطرہ میرے منہ مین شیر کا

لاکھ دیرینہ ہو لیکن عشق سے بچتا نہین
آفتاب ایک داغ تابندہ ہی چرخ پیر کا

بول اوٹھا گو سالۂ زر ایک ہی افسون جاہ
سامری نے سحر سیکھا تھا تری تقریر کا

شب کو اوٹھتی ہین جو مین سینی سی آہ سرد کے
دنکو بجتا ہی جرس فریاد بے تاثیر کا

پاک وہ ہین کلک قدرت نے نہین مس بھی کیا
صاف ہی کاغذ ہماری نامۂ تقدیر کا

تھا وہ سوز استخوان چنگاریان اونچی لگین
آتش افشان ہو گیا لوہا سنانِ تیر کا

اسکو بھی تعلیم ہی شاید تمہاری شرم سے
کوئی کچھ پوچھی مگر چپ ہے دہن تصویر کا

۱۴	زیب کی حاجت حسینونکو نہین ہوتی نسیم	بیرہن کے بخیہ ہی خورشید کی تنویر کا	۱۱

نکل آیا وہ گھبرا کر دل اوسکا اسقدر دھڑکا
صدا بجلی کی وہ نالی نے جب منہ سے مرے کڑکا

ٹھہر کچھ دن ہمیں دست اندازیونکا وقت آئیگا
نہال نو دمیدہ ہون بھروسا کیا مرے جڑ کا

ہمیشہ خاک و خون میں مجکو بیتابی بٹھایا کی
بشکل مرغ بسمل کو تسے پہلو نہیں پھڑکا

خیال عارض روشن میں صبح و شام یکسان ہے
یہان آنکھون پہ ہر پیش نظر ہے نور کا تڑکا

یہ سچ ہے وقت پیری رونقی ہے کم آتی ہے
نہال خشک کو کھٹکا نہین ہوتا ہے پت جھڑ کا

نہ کیون پنہان رکھون دامن مین اسکو کم نگاہون سے
سمجھتا ہون مین اپنا اشک گلگون لال گودڑ کا

گذرتا ہے سلامت واقف انجام مطلب سے
نہین رستا کھٹکتا آنکہ مین ہمقافلے کے بیہڑ کا

لیے ہین گل کے بوسے آج کس چور سے بلبل نے
پڑا سویا کیا گلچین کوئی پتا نہین کھڑ کا

چھپایا پردہ فانوس نہ کہ جسم عریان نے
درون استخوان ہے جس گھڑی شعلہ کوئی بھڑکا

بجز ایما کلام عشق مطلب سے معرا ہے
کسے پر راز کھل سکتا نہین مجذوب کے بڑ کا

۱۷	فصاحت کے خلاف آئی نظر سب قافیے ہمکو نسیم ایسی زمین پر کیجیے اطلاق بھڑ کا	۱۵

فصل گل آئی زمانہ ہے جنون کے جوش کا
ہمت اے ساقی یہی ہے وقت نوشا نوش کا

بات کر سکتا نہین دیوار کی ہے سامنے
دیکھکر روزن گمان ہوتا ہے مجکو گوش کا

چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے توبہ شکن
خود بخود بو دینی لگتا ہے دہن مینوش کا

کیا ہوا ہے جو مرے دل کیطرح وہ چھپ رہا
حال چلکر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا

کس غضب کے روشنی دیتا تھا شب کو آئی ہے
ہر ستارہ روکش خورشید ہے پاپوش کا

تنگ آکر دوست اوٹھ جاتے ہین میرے پاس سے
اب وہان زخم بھی منہ ہو گیا مینوش کا

ہاتھ اوٹھا کر دوست کرتی ہین دعائین رات دن
تیر آنا ہو گیا ہے مجھ مین آنا ہوش کا

نالہ بلبل سنا کرتا ہون مین آٹھون پہر
اپنے کانون پر گمان ہے مجکو گل کی گوش کا

مثل خم ابلا چلا آتا ہے دل ناصح معاف
غیر ممکن ہے سنبھلنا خاطر پر جوش کا

سر اوڑا احسان قاتل کی کہانتک شکر ہون
بعد مدت آج اترا بار میری دوش کا

پہر سبو ابلی جہکی شیشے ہوی لبریز جام
رخصت ای زاہد زمانہ ہی وداعِ ہوش کا

صبر کر سکتا نہیں ملتا ہی سب کچہ گو ابہی
بہول جاتا ہی بشر سامان رزق و نوش کا

ایک جیب پر بننے سے لاکہون رحتین ہو جو دہ مین
مٹ گئی جہگڑے ہوا احسان لبِ خاموش کا

بے ارادی بہی ہوا کرتی ہین اکثر بندشین
پیچ گیسو بن گیا آخر کو حلقہ گوش کا

ایک دو ساغر سے ڈہکتا ہی کہلا ساقی ابہی
خم اوٹہا بہر دیکہنا دل مجسی یا نوش کا

مین تعجب کیا ہون کاروانکی کاروان ہونگی اسیر
بندہ لاکہون کو کر لیا آج بندہ گوش کا

۱۶

بیخبر رکہتا ہی مجکو جوش وحشت ای نسیم
مدتین گذرین نہین یہ کہنا تعلق ہوش کا

۱۷

اسد رجہ تہا قلق سے مجھے رد سوال کا
دریا بہا گیا عرقِ انفعال کا

اللہ ری تردد خاطر کے کثرتین
تودہ بنا دیا مجھے گردِ ملال کا

ایسے سمجھے کہ اور کو سہنا محال ہی
افسانہ لکہنا چاہیی ہی میرے حال کا

ممکن نہین کہ چشم تصور سی دیکہیے
کیا وصف ہو زبان سے رخ بیمثال کا

کیون مجہ شکستہ حال کی مٹی بلا می تہی
ثابت رہا نہ ایک بہی کوزہ کلال کا

بوسہ رقیب کو ملا صد ہزار شکر
دہوکا ہوا کیا اونہین میرے سوال کا

بی پیرہن نہین ہی پس از مرگ میری روح
دامن سپہر کا ہی گریبان ہلال کا

کیا کہیی اونکی بیدہنی خود جواب ہی
ناحق کو حوصلہ ہی یتو تسے سوال کا

کیا کیا ٹٹولتا ہی جگر دل ادہر ادہر
استادہ ہی خدنگ نظر دیکہ بہال کا

جکر کیا کیا طپش دلسے مدتون
لوہا ہوا گداز جو تیرون کے بہال کا

کیا اس حرام خور کو جز مردہ ہی نصیب
آیا نہ منہ مین گور کے لقمہ حلال کا

شعلون مین آفتاب مین انجم مین ماہ مین
جلوہ کہان کہان ہی تمہاری جمال کا

تمہارا ایک بوسے مین تمکو نجات ہے — دل توڑتے ہو عاشقِ آشفتہ حال کا
جلوہ یہ وہ نہین جو نظر آسے آنکہ کو — خورشید عکس ہی تری نورِ جمال کا
روئے وہ میری لاش کو لیکر کنار مین — مرنے کی بعد لطف ملا ہی وصال کا
حیرت نکسطرحسے تصور کو ہو مرے — آئینہ سامنے ہی کسی کے جمال کا

۱۷	سہنی پڑی ہین مجکو بڑی آفتین نسیم عاشق ہوا ہون ایک بتِ خردسال کا	۲

حرفون کے ملے جوڑ بڑہا حسن رقم کا — ہر لفظ کے پیوند مین بخیہ ہی قلم کا
کیا طاعت کاہش ہی کہ اوٹہتی نہین گردن — جب دیکھیئے سر کو مری سجدہ ہی قدم کا
عاشق کو نہین دولت دنیا کی تمنا — جو داغ ہی سینے مین نمونہ ہی درم کا
آنکھونکو سکھا دیجیی بیداری کا ل — احسان اوٹھائینگے نہ ہم خوابِ عدم کا
سولین گے یہ خاک جھپک جائینگی آنکھین — آجائیگا جھونکا جو کوئی خوابِ عدم کا
آنکھونکے تقاطر سے خبردار ہو دامن — کچہ اور ارادہ ہی مرے ابرِ کرم کا
ہم خوب سمجھتے ہین یہ ایجاد تمہاری — ضبطِ لبِ خاموش اشارہ ہی قسم کا
مرنے کی بھی امید نہین خوبیِ تقدیر — پہلے ہی لہو خشک ہوا تیغِ دودم کا
یہا ئیکے ہٹا لیتے ہی داغ دل سوزان — تارے کی طرح جسسے شبِ تاریک مین چمکا

۱۸	رہتے ہین نسیم اوس رخِ گلگون کے نظاری جلوہ ہی مری آنکھہ مین گلزار ارم کا	۱۷

اوٹھانا بارِ منت شاق تھا پیراہن تن کا — ہوی خشک آنکہ مین آنسو لیا احسان نہ دامن کا
مری مستی کی بوسون مین ہی کار بخیہ گیتی دیز — کہ ازخود لب سے لب لپٹا ہوا ہی چاک دامن کا
یہانتک لاغری دیوانگی نی مجکو بخشی ہے — اوترکر پاؤنکی بیڑی بنا ہی طوق گردن کا
مری بیتابی فریاد کی جب زور کرتی ہین — کلیجہ منہ تک آجاتا ہی ناقوس برہمن کا

مدد سے غیر کے فریاد کرتی ہین ہجس ہے
کہ روحِ قالبِ ناقوس پایا دم برہمن کا

مجھے حیرت ہے کیون قسمت سپردِ دامِ گلچین ہے
کہ آنکھین بند ہین منہ تک نہین دیکھا ہے گلشن کا

وہ دورِ وحشتِ ساقی ہین یہ زنجیرونکی حلقی ہین
ہماری پاؤنکا عالم ہوا شیشے کی گردن کا

صدا دی سینۂ بلبل مین دل ٹوٹ جانیکے
سحر کو دستِ گلچین نی جو توڑا پھول گلشن کا

گداز ایسا کیا آہن کو خونِ گرم نے دیکھو
کہ کٹ سکتا نہین خنجر سے تسمہ میری گردن کا

کھین کیا ہم فروغِ زیست اپنا بعد مردن بھی
رلاتا ہی ہمین ہنسکر شرارہ سنگِ مدفن کا

نہایت ناتوان ہون زیرِ خنجر ہل سکون کیونکر
مری بالائے گردن بوجھ ہی دیوارِ آہن کا

تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو
لہو چاٹا تا جو ہی کافر مسلمانونکی گردن کا

نگہبانِ دلِ نالان بڑی مدت مین ہم سوچے
بلا لیتے ہین اب انکو ارادہ ہوگی دشمن کا

جھکے جاتی تھی گردن نیند کی جھونکون سے محشر مین
تعلق تھا جو کچھ آنکھونمین باقی خوابِ مدفن کا

مبارکباد کا انجام بھی آغازِ ماتم ہے
چھری صیاد کی دیکھی جو منہ دیکھا تھا گلشن کا

زبان سے حسرتِ پیری یہ باتین کیون سناتی ہے
ابھی تو نوجوانی ہی دکھاؤ دل نہ جوبن کا

١٣	نسیم ایسی غزل لکھی تصدق روحِ سامع ہے بشکلِ مہر چمکا نورِ مضمون طبعِ پرفن کا	١٩

اثر پیدا کیا ہے پیرہن نے جسمِ بیجان کا
نہین دیتا لہو تک زخم تو چاک گریبان کا

جنونکی زبردستی سے نہ فرق آجائے عصمت مین
عجب کیا چاکِ دامن بڑھکی بوسے لے گریبان کا

جنون کی فصل مژدہ چاکِ پیراہن کا دیتی ہے
گلے ملنے کو آیا اسلیے حلقہ گریبان کا

مجھے آسائشِ دامانِ مادر سے تعلق کیا
کہ پروردہ ہون طفلی سے مین آغوشِ بیابان کا

گلون کے زخم بو دینے لگی اوٹھ باغبان جلدی
پڑا ہے جلوۂ رخسار کس ماہِ درخشان کا

کسے صورت کو استقلال دم بھر بھی نہین ہوتا
اثر باقی ہے آنکھونمین مری خوابِ پریشان کا

لحد مین بھی نہ پھیلا پاؤن تک احسان ظالم سے
مزا بخشا مزارِ تنگ نے آغوشِ زندان کا

کسیکو بہی گوارا صحبت مفلس نہین ہوتی
کدورت سے تعلق کیا انہین جو پاک طینت ہین
جو آزاد ازل ہین قید سے اونکو تنفر ہے
بجز امید باطل اور کچہ حاصل نہین ہوتا
نظر آتا ہون زندہ مرکی اک طفل پریرو پر

ندیکہا شمع نے منہ ایک شب گور غریبان کا
نہین ممکن جدا ہو کبہی خار سے دامن بیابان کا
جدا ہر سے چاہیے موجود رہتا بیابانکا
اثر ہی وعدہ دلدار مین خواب پریشان کا
اثر بخشتا ہی مجکو عشق نی مرگ سلیمان کا

۲۰

نکیونکر بلبلین چہکین جو فور گریہ سے میرے
نسیم اب دامن رنگین مین عالم ہی گلستان کا

۱۰

اونہین ہست تب سے مجہے خواہش رہا جہگڑا انہین بانکا
بتاتی ہی وہ اپنا لطف ہین ممنون قہر اونکا
بہت یاد آونکا جس روز رخصت ہوگیا جوبن
نہین لگتی پلک اڑی ہوی ہین حسن کے جلوی
نہ کہنا تم مبارک باد مجہسی اپنی آنے کی
وہ پہلی پہلے بوسہ لے لیا مینی جو عارض کا
ندامت کیا بری شے ہے وہ پہلو سی جو ہٹ بیٹہے
مین ڈرتا ہون تمہاری خوف سے جو ہیا آتا ہے
ہٹاؤ ابر گیسو جلوہ عارض مین فرق آیا

وہان جو آہ نہین یان صاف تہا مطلع گریبان کا
اجل سے سامنا ہی آج اک ظالم کی احسانکا
تمہین بہی ایکدن ارمان ہوگا میرے ارمان کا
نگاہون مین جہکتا ہی تصور روی جانان کا
سہارا ٹوٹ جائیگا مری شبہای ہجران کا
ندامت سے عجب عالم ہوا اوس نو پشیمان کا
نہین منہ دیکہنے کے قابل امید پشیمان کا
مزا دیتی ہی حسرت سے مجہی خواب پریشان کا
نقاب شام سی منہ چہپ گیا صبح گلستان کا

۲۱

نسیم اک طرز پر رہنا نہین اچہا کہ ہر لحظہ
بدلتا ہی نیا انداز الفاظ غزلخوان کا

۱۵

عروس فکر رنگین کو خیال آیا جو تزئین کا
بلا ٹلتی ہے بخشش سی بہا ای چشم تر آنسو
کہلا قرآن تو وہ سمجہی مری شکوونکا دفتر ہی

شگاف خامہ شانہ بنگیا زلف مضامین کا
ملے کچہ دامن خالی کو صدقہ روح غمگین کا
اوٹہی شرمائی بالین سے جب آیا وقت یٰسین کا

بہار آئی جہکائی سر گلون نے کیفِ مستی ہی
پڑا ہی گردنِ ہر شاخ پر مین بلّہ گلچین کا

سیاہی جم گئی مضمون آہ سرد لکھنی ہی
ہوا پیوند ہر قطرہ شگافِ کلکِ رنگین کا

بشکلِ مرغِ بسمل اور پڑہ جاتی ہی بیتابی
دلِ مضطر کو طعنہ ہو گیا ہی نام تسکین کا

عجب کیفیتین دیتی ہین اپنی داغِ پیراہن
گمان ہی دامنِ گلرنگ پر آغوشِ گلچین کا

جگایا خواب سے سوتے ہوونکو میرے نالون نے
ہلایا آسمان پر جائی بازو مرغِ زرین کا

لگا دی ہاتہ تو تختِ سلیمان ہو کے اوٹہ جاے
جنازہ ہی ہمارا اے پری خواہان ہی تمکین کا

الجہتی ہی زبانِ کلک مثل شانہ لفظون سے
گمان ہر سطر پر ہی دامنِ گیسوی پرچین کا

درشتی جہو نہین سکتی او نہین جز نرم طینت ہین
تہی ہی استخوان سی جسم میرے شمعِ بالین کا

وہ سرعت ہے دعا کو مطلبِ بیتاب نے میرے
کہ برسون قافلہ ڈہونڈا کیا فریادِ آمین کا

سپندِ نقطہ کرتا ہی قلم پہلے سی لفظون پر
نہین کچہ خوف مضمونِ غزل کو چشمِ بدبین کا

نہ پڑہا ہی شعر ہر گز کچہ سبکدوشی ہی بہتر ہی
اوٹہائی کون احسان دوستونکے شورِ تحسین کا

۲۲	نسیم اب قدر دانی اشتیاقِ سامعین پر ہے دکہایا لطف ہنسنے ہر طرح سے طبعِ رنگین کا	۱۷

ماتم بہت رہا مجہی اشکِ چکیدہ کا
آخر کو پاس آہی گیا نورِ دیدہ کا

نامِ فراق پہر نہ لیا مینے عمر بہر
تہا ذائقہ زبان پہ عذابِ چشیدہ کا

اب وہ مزا نہین لبِ شیرین کے قند مین
چوسا ہوا ہی یہ کسی خدمت رسیدہ کا

اے چرخِ پیر زورِ جوانی سے در گذر
اب پاس چاہیے تجہی پشتِ خمیدہ کا

ابرو مین خم جبین مین شکن آنکہ مین غضب
کیا مدعا ہے قاتلِ خنجر کشیدہ کا

دولت غرض نہ تہی جو دعا سی اہو حصول
تہا اور مدعا مرے دستِ کشیدہ کا

اے ساکنانِ چرخِ معلی بچو بچو
طوفان ہوا بلند مرے آبِ دیدہ کا

وہ ناتوانیان ہین کہ جسمِ ضعیف پر
جامہ ہی عنکبوت کے دامِ تنیدہ کا

بے دید دید مین نہین آتے کسیطرح
گم آشیان ہی طائرِ رنگِ پریدہ کا

اوڑتے ہین ہوش کوئی بھلا کسطرح سنے
افسانہ تیرے وحشیِ از خود رمیدہ کا

او گل خیال ہے عرقِ جسم کا ترے
شیشہ ہی دل ہمارا گلابِ چکیدہ کا

یادِ نگاہِ مست سے ہی دل کو انتشار
پیمانہ ہی خراب شرابِ چکیدہ کا

قاتل خدا سے ڈر ہوس ذبح تا کجا
نالہ نہ سن کسیکے گلوی بریدہ کا

مستی کے ولولونکا جوانی مین لطف ہے
پیری مین ہیان چاہیی قدِ خمیدہ کا

جلوے دکھا رہا ہی یہ فرشِ زمردین
سبزہ مزار پر ہی گیاہِ دمیدہ کا

چڑھتی ہی روز چادرِ گل جلتی ہین چراغ
یہ ڈھیر ہے ضرور کسی برگزیدہ کا

۲۳

بالونکو ای نسیم رنگوگے خضاب سے
کسکو عصا بناوگے پشتِ خمیدہ کا

۲۲

جو عاشق ہو تو کچہ سمجھے یہ نکتہ آشنائی کا
ملا ہی حکم کیون سجدہ مین ہمکو جبہ سائی کا

نہین از خود فراموشی کوی گھونٹ اور بھی ساقی
کہ جکڑے ہی رہا ہی دردِ دردِ آشنائی کا

نہین ہے ایکدم فرصت بھلا دم لی سکین کیونکر
کہ ہر دم مین ہمارے دم ہی افسونِ آشنائی کا

عبث حرفِ تکلم ہی لبِ خاموش پر تیرے
وہانِ تنگ شاہد ہی سخن نا آشنائی کا

اذیت شست و شوئی پاک طینت کب اوٹھاتی ہین
مصفا ہر کدورت سے ہی خرقہ آشنائی کا

غرض پیالی سے کیا اصلِ فقیری ترکِ دنیا ہی
ہمارا ہاتہ کیا کم ہی ہمین کاسہ گدائی کا

فقیرونکے لیے دنیا و دین دونو مہیا ہین
کبھی خالی کبھی لبریز ہی کاسہ گدائی کا

وہ کافر ہی جو تجکو دور اپنی سی سمجھتا ہی
ہمارا دل ہی آئینہ ہی تیری خود نمائی کا

جھکے زاہد کے سر پاہی صنم پر سجدہ کرنی کو
خدا کی شان بت کرنی لگی دعوی خدائی کا

مذاقِ خدمتِ صیاد مدت مین ملا ہمکو
مبارک ہو قفس اب فاتحہ پڑھیی رہائی کا

نہین شرطِ وفا صیاد تنہا چھوڑ جاون مین
کہ طعنہ دینگے ہم صحبت مری مجکو رہائی کا

قفس میں قید اجل صیاد مرغ روح پر بستہ
رہا ہر روز قیامت پر بس اب وعدہ رہائی کا

تصور تجکو اے حجلہ نشین کسطرح سے دیکھے
کہ دامن پاک ہے لوث نظر سے پارسائی کا

نہین لکھا وصال شمع پروانے کی قسمت مین
حریص انکو جلا دیتا ہے شعلہ پارسائی کا

ہوا ہے کل سے جزو اور نہ جزو کل ہوتا ہے مقرر
یہ چند یکے لیے کچھ تماشا ہے خدائی کا

لباس عاریت ہے ہر حسین و زشت مین پیدا
نہین ہے کوئی شی جسمین نہین جلوہ خدائی کا

نہ آئی وہ کبھی ہم تک بسر کی عمر فرقت مین
اثر کیا کیا ہوا آہ رسا کی نارسائی کا

کہانکا وصل کسکا عیش کیسا لطف اے غافل
قریب آیا زمانہ روح و قالب کے جدائی کا

حدیث نالہ میری آرزو سے سن رہی ہے
لباس ماتمی پہنا ہے شبہای جدائی کا

رگ شمشیر منہ پھر پھر گیا قاتل کے خنجر کا
قریب آیا زمانہ جب مری مشکل کشائی کا

فروغ حسن مین خورشید تیرا ایک ذرہ ہے
قمر اک عکس ہے رخسارہ روشن کی صفائی کا

۲۴	کلام آتش مرحوم سے بھی نالہ پیدا ہے نسیم آگاہ تھا کچھ وہ بھی درد آشنائی کا	٥

حیا بڑہنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا
اشارا ہوکے رہجاتا ہے ہمپر مہربانی کا

نہین سنتا وہ سے اب دل لگا کر کوئی رغبت سے
مزا محفل مین تیری لٹ گیا میری کہانی کا

خیال وعدہ ہے اے میر آنکھین بند کیا ہونگی
نجائیگا نگاہونسے تعلق پاسبانی کا

نگاہون مین سبک ہے حسن او پی جا بجھے ظالم
لہو ہلکا ہوا ایسا مزا دیتا ہے پانی کا

۲۵	خیال وعدہ اونکا گو تسلی بخش ہے لیکن نسیم ابتک وہی عالم ہے اشکونکی روانی کا	۱٥

سامنا ہونی نہ پائی اے خدا برسات کا
بے صنم بہاتا ہے کسکو دیکھنا برسات کا

فصل کوئی ہو مگر رونا ہمارا کم نہین
رہتا ہے بارہ مہینے سامنا برسات کا

جوش گریہ تا فلک پونہچا ہجوم رنج سے
اشک تر ایسے بڑہے رتبہ گھٹا برسات کا

بے صنم بہاتی ہی کب اے دل یہ فصل برشکال
قہر ہے آفت ہی ہمکو دیکھنا برسات کا

وہ نہ آئی کسقدر ہم راستا دیکھا کیے
اس ہوا مین ہوگیا عالم ہوا برسات کا

کسکا دل ایسا دکھایا ہی کسی بیدرد نے
ہے جو اشک تر سی عالم جا بجا برسات کا

اسقدر آنسو بہائے ہمنے جل تھل بھر گئے
لوگ کہتے ہین مہینا تو نہ تھا برسات کا

وہ مہینونکا تقاطر ان مین برسونکی جھڑی
رنگ اشکون کے مقابل کب جما برسات کا

چشم گریان کو اجازت دیکی ہجر یار مین
دیکھلین گے ایکدن ہم حوصلا برسات کا

غرق ہین بحر ندامت مین سراپا آپ ہم
ابر تر برسے کسے ہی دغدغا برسات کا

مسے ملنی مین جو چمکی دانت لاوس مغرور کے
آگیا مجکو نظر اک صاعقا برسات کا

چشم ترکی ولولی ہین جا پرونکی واسطے
ای صنم رہتا نہین موسم سدا برسات کا

ہوگیا لبریز صحرا گر گئی لاکہونکے گھر
زور ایکی تو نہایت بڑہ گیا برسات کا

پھر وہی جھلین وہی اٹھکھیلیان ہون یار سے
جلد آجائے مہینا ای خدا برسات کا

٢٦ — کم ہوا رونا تو ٹھنڈی سانس بھرتا ہون نسیم
فصل سردی کی ہوی موسم گیا برسات کا — ١٨

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
وہ قسم ہون جو یار کہا نہ سکا

اسقدر ضعف تھا کہ تیرا ناز
تھے تمنا اگر اوٹھا نہ سکا

مر کے ٹھنڈا کہین نہ ہو جائے
اس لئے وہ مجھے جلا نہ سکا

بخل دیکھو تو میری تربت پر
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا

اوٹھ نہ جائے رقیب محفل سے
مجکو پہلو مین وہ بٹھا نہ سکا

تھا جو اشک عزیز خاطر مین
دیدۂ تر مجھے بہا نہ سکا

حسن تیرا وہ ماہ تابان تھا
ابر گیسو جسے چھپا نہ سکا

دار فانی مقام لغزش ہے
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا

نالہ کوسے وقت تنہائے — حالِ دل یار کو سُنا نہ سکا
جانتا تھا پڑے رہین گے وہین — اس لیے یار گھر بتا نہ سکا
نہ منا لڑکے وہ بہت چاہا — ایسے بگڑے کہ پھر بنا نہ سکا
دیکھکر بد دماغیان اونکے — نامہ بر خط مرا پڑھا نہ سکا
کسطرح عرض مدعا کرتا — غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا
آرزومند رہ گیا مجنون — میرے آگے فروغ پا نہ سکا
کینہ شوقِ رقیب تھا یدوست — کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا
کیا ندامت ہوی ہی قاتل سے — نازِ خنجر گلوا وٹھا نہ سکا
خوف تھا غش اونہین نہ آجائے — مین شگافِ جگر دکھا نہ سکا

۲۷	ناتوان تھا نسیم اسد رحبہ کہ وہ زنجیر پا ھلا نہ سکا	۱۷

آباد غم و درد سی ویرانہ ہے اوسکا — ٹوٹا ہوا جو دل ہی وہ کاشانہ ہی اوسکا
جس دل مین کہ ہی شوق وہ پیمانہ ہی اوسکا — جس آنکہ مین ہے کیف وہ میخانہ ہی اوسکا
جب دیکھیے کہتا ہی وہی ذکر سنا و — معلوم ہوا شوق ہی دیوانہ ہی اوسکا
بیہوش اگر مین ہون تو با ہوش تھا ن ہے — جو خلق ہے اس دہر مین دیوانہ ہی اوسکا
دنرات ہی یہ سکنِ انوارِ تصور — سینہ جسے کہتے ہین پریخانہ ہی اوسکا
جوبن کی صفائی سے پھسلتی ہین نگاہین — پڑتی ہے جدہر آنکہ پریخانہ ہی اوسکا
اے دل ہوسِ وصل سے مشتاق ہین محروم — جانِ اولِ دیدار مین بیعانہ ہی اوسکا
جو سینہ روشن ہی وہ ہی منزلِ الفت — جو دل صفتِ شمع ہی پروانہ ہی اوسکا
کہتے ہین جسے حسن وہ ہی شمع جہانتاب — کہتے ہین جسے عشق وہ پروانہ ہی اوسکا
جب فصلِ گل آتی ہی صدا دیتی ہی وحشت — زنجیر کا غل نالہ مستانہ ہے اوسکا

دیکھا تو سفر روح کو ہوتا ہی اوسیسے ہی / کہتے ہین جسے موت وہ پروانہ ہے اوسکا
گوہر سے فزون دیدۂ عاشق کی ہین آنسو / دامن مین ہی معشوق کی جو دانہ ہی اوسکا
گر گوش حقیقت شنو ہے تو سمجھ لے / جو شور ہی اس دہر مین افسانہ ہی اوسکا
کچھ رتبۂ عاشق سے بہے ایجان ہو خبردار / سامان کئی روز سے شاہانہ ہی اوسکا
منہ عاشق صادق کی نہ چڑہ واعظ مکار / ہر حال مین جو حال ہے رندانہ ہی اوسکا
آگاہ نہین قصۂ منصور سے اے دل / دشمن ہون زن و مرد وہ یارانہ ہی اوسکا

٢٨	کیا پوچھتی ہو حال نسیم جگر افگار دیکھا جسے خوش وضع وہ دیوانہ ہی اوسکا	٥

بگڑے وہ لاکہ طرح مگر غل نہو سکا / مین اپنے صدقے یان بہی تامل نہو سکا
گو ہچکیان رہین مجھی مینائی یاد مین / لیکن ادا ترانۂ قلقل نہو سکا
ممکن نہین مرا دل پژمردہ شاد ہو / کمہلا گیا جو غنچہ وہ پھر گل نہو سکا
اللہ رے جوش آپکی بخشش کی بعد ہے / اشکو نسے میری ترک تسلسل نہو سکا

٢٩	بگڑا ہوا مزاج سنبھلتا نہین نسیم طعنو نکا اونکے مجھسے تحمل نہو سکا	١٣

ہی رخصت جان حال مین ٹلا نہین سکتا / رہوار بہت تیز ہی ٹھہرا نہین سکتا
وہ ضعف ہے ایجان کہ کہین جا نہین سکتا / مین عمر گذشتہ کیطرح آ نہین سکتا
کچھ خال سے بہی کم ہی کنار لحد تنگ / آرام کہان پاؤن تو پھیلا نہین سکتا
قاصد کی طبیعت بہی ہوئی خاطر ناداں / سنتا ہی مگر یار کو سمجھا نہین سکتا
ہون خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق / لطف چمنستان مجھی بہلا نہین سکتا
پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ تری دل کا / ڈہونڈی بہی اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سی ہین آزاد / دام رگ تن روحکو الجھا نہین سکتا

دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کی شعلے
بہایا ہا کوئی تا زخم جگر آ نہین سکتا

تقصیرِ شبِ وصل ہے شکوہ بھی تمہارا
شرم آتی ہی تا نوک زبان لا نہین سکتا

لاکھون گرہین ہین دلِ عاشق کیطرح سے
شانہ شکن زلف کو سلجھا نہین سکتا

رکتے نہین سیاح عدم اشک کیصورت
جب آنکہ سے ٹپکا کوئی ٹھیرا نہین سکتا

رکھتے نہین گوش شنوا عاشقِ جانباز
دیوانے کو تیری کوئی سمجھا نہین سکتا

۱۷	مشکل ہے نسیم اب کہ بسر ہون وہ راتین کھوئی ہوئے آرام شبر پا نہین سکتا	۳۰

مختصر ہونے مین ای یار جو قابو ہوتا
خال بنکر مین ترا نقطۂ ابرو ہوتا

تیرہ بختی مجھے گر افعی پیچان کرتے
جب ہے ای یار ترا سایۂ گیسو ہوتا

کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسار و نیر
کاش لے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا

خوب ہی پھر تو سمجھتا مین دل دشمن سے
ایک ساعت مرے پہلو مین اگر تو ہوتا

اور چندے نظر آتا نہ اگر روے سحر
طول شب سلسلۂ دامن گیسو ہوتا

خوب پہلو مین سلاتا تجھے بی کھٹکے مین
گر مرے پاس جگایا ہوا جادو ہوتا

واہ کیا خوب گذرتی نفس چند ایدل
ہم بغل مجھسے جو وہ یار پری رو ہوتا

نقطۂ مارسیہ کا مجھے رہتا دہوکا
ذرہ افشانکا جو ہم صحبتِ گیسو ہوتا

ڈھنگ آتا جو اسے روز بدل جانیکا
میرا نالہ بھی مزاج بت بدخو ہوتا

جب سمجھتے تجھے ہم صاحبِ تاثیر ایدل
زیبِ آغوش جو وہ دلبرِ مہ رو ہوتا

دل نہ اٹکا کسی بے رحم سے ورنہ ہر دم
سامنے آنکھ کے آئینۂ زانو ہوتا

پھر تو بی آب ہزارونکی گلے کٹ جاتے
خم شمشیر جو ہم صورتِ ابرو ہوتا

کچہ نہ کچہ صورت امید نظر آجاتے
دہیان قاتل کا مری طرح جو یکسو ہوتا

سچ تو یہ ہے نہ پڑا بار محبت ورنہ
خم مر طرح سے ہر سر و لب جو ہوتا

بعد مردن بھی دکھاتی مری وحشت تاثیر
خاک ہو کر بھی ہین گرد رم آہو ہوتا

یہ ستم کاہی کو سہتے بت ظالم تری کبھی
ہمکو اپنے دل مضطر پہ جو قابو ہوتا

٣١	جا بجا شوخی خاطر نظر آتی ہے نسیم کونسے شعر مین تیری نہین پہلو ہوتا	١٠

چھپ چھپ کے وہ پردے سے نظارا نہین ہوتا
مدت ہوئی ایجان اشارا نہین ہوتا

کب جاتی ہین ہم دولت دشنام سے خالی
کس روز یہ احسان تمہارا نہین ہوتا

دربان گھر کتی ہین جفا ہوتی ہین اغیار
کس کسکا تری در پہ جارا نہین ہوتا

فرماتے ہین اغیار سے کیونکر یہ ملین ہم
آتے ہین احبا تو کنارا نہین ہوتا

اتنا تو کہو حشر مین دکھلائینگے صورت
مرجاتا ہی انسان جو ہارا نہین ہوتا

رکھتے نہین دم بھر بھی اسی سینۂ عشاق
وہ دل جو تری سر سے اوتارا نہین ہوتا

دکھلاتے ہین گو شمع صفت شعلۂ پنہان
لیکن تری محفل مین گذارا نہین ہوتا

کیون کھینچ کے شمشیر لگاتی نہین اک ہاتھ
مرجاؤن مین یہ بھی تو گوارا نہین ہوتا

بر سعے نسے سسکتے ہین کہان صورت آرام
مدفن مین بھی اپنا تو اوتارا نہین ہوتا

٣٢	آتی ہین نسیم آپ سے وہ گھر پہ ہماری گردش مین جو طالع کا ستارا نہین ہوتا	٨

شکوا ہی نہ غصا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا
کیون آپکو دہڑکا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

چپ رہتی دو دم بھر مجھے للہ نہ چھیڑو
اب اس سی تمہین کیا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

اوس لطف زبانی کو ذرا سوچیئی دل مین
یہ عذر تو بیجا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

منہ میرا نہ کھلواؤ کہ ہو جائینگے لب بند
دیکھو یہی اچھا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

ڈرتا نہین جو دل مین ہو دشمن کی لگائی
اونپر یہ ہویدا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

کیون رکتے ہو دل سے ہون مجبور وگرنہ
کچہ آپ سے پردا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

اب وہ بھی یہ سمجھا کہ یہ سمجھا میری کہاتین | اسبات سی ڈرتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

٣٣	ہر روز نئی ڈھنگ مین خاطر سی نسیم آہ کل ہی بہی سودا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا	١٢

گو طوق پڑا بوجھ مگر تن نہین رکہتا | کیا خوب گریبان ہی کہ دامن نہین رکہتا

مین سوسۂ رشتہ و سوزن نہین رکہتا | یہ اشک وہ موتی ہی کہ روزن نہین رکہتا

وہ رنج اوٹھائی ہین کہ فردای قیامت | جینی کی تمنا پس مردن نہین رکہتا

گلشن کیطرح داغ مین رکہتا ہون ہزارون | پر سینے پہ داغ ایک بہی گلشن نہین رکہتا

ہو جاتی ہین آنسو مری آغوش مین دریا | دانی کی تمنا ہو وہ خرمن نہین رکہتا

بنکہ کمر یار نہان ہون مین نظر سے | تکلیف کی امید بہی دشمن نہین رکہتا

اب کام پڑا اوس دل بیدرد سے ہمکو | بہولے سے بہی جو رغبت شیون نہین رکہتا

صحبت کو اثر ہی یہ یقین سمجھی کیونکہ | خاصیت بت ایک برہمن نہین رکہتا

ہر لحظہ ہی اک گردش نو مثل تصور | مین ایک جگہ صورت مسکن نہین رکہتا

کب سینۂ سوزان مین بہڑکتی نہین شعلے | اُس روز مین کیفیت گلخن نہین رکہتا

ظلمت کدۂ دہر مین کیونکر ہو ممتاز | جز شمع کوئی قامت روشن نہین رکہتا

٣٤	کروٹ بہی بدلنی کی نہین جا ہی نسیم آہ مر کر بہی مین آسایش مدفن نہین رکہتا	٧

کوئی شیشہ نہین ای رونق محفل ٹوٹا | آہ کی ٹہیس نہ لگی آبلۂ دل ٹوٹا

لیچلا دام مین صیاد رہائی معلوم | باغ سے رشتۂ امید عنادل ٹوٹا

گہورتا ہی نگہ قہر سے کیون پہر پہر کر | کیا مری ذبح مین خنجر کوئی قاتل ٹوٹا

قطرۂ زلف نہائی مین جو ٹپکا مہ سے | مین یہ سمجھا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا

مخلصی زور جنون سے ہوئی حاصل ہمکو | ایک ہی جہٹکے مین ہر بند سلاسل ٹوٹا

کس بلا کی یہ صدا تہی کہ جگر پانی ہے — دوڑ تا خیر نہین ہای کہین دل ٹوٹا

۳۵ — امتحان قوتِ بازو کا کیا جب کہ نسیم
شکر صد شکر کہ تنکا بہے مشکل ٹوٹا — ۱۳

وہ شعلے ہین ہجومِ آہِ آتشناک سی پیدا — صدای الحذر ہی گنبدِ افلاک سی پیدا
ہوی مضمونِ اعلی میری طبع پاک سی پیدا — ہزارون آسمان ہین ایک مشتِ خاک سی پیدا
جہکے شیشے کھلاے آغوشِ ساغر دختِ رز جہکی — اوٹہو مستو ہوا ہی آفتاب افلاک سی پیدا
لگا نا منہ نہ اسکو قصدِ گستاخی مقرر ہی — تمنا ہی زبان ریشۂ مسواک سی پیدا
بجا نا آپکو دیکھو خلافِ دابِ عصمت ہی — کہ چشمِ آرزو ہی حلقۂ فتراک سی پیدا
پسِ مردن جو دیکھا اوّل و آخر برابر ہی — وہی پہر خاک مین آیا ہوا جو خاک سی پیدا
ہوای دولتِ منعم نہین ہی خاکسارونکو — کہ ہر دم تازہ خلعت ہے لباسِ خاک سی پیدا
نکیون ہو جلوہ ہای نو عروسی لفِ مضمونمین — جو شانہ ہو ہماری پنجۂ ادراک سی پیدا
نہ پوچھی نکہتِ گل برق کو سون پیچھی رہجاتی — وہ تیزی ہی تمہاری توسنِ چالاک سی پیدا
ڈرو انکار سی دیکھو ابھی ہی تیر یوسونیر — نہون کچھ اور تکلفین دلِ بیباک سی پیدا
نگہ کی لوٹ سی آنکھونمین کیفیت نشیے کی ہی — یہ دانہ خال کا ہی یار کس تریاک سی پیدا
محیطِ موجِ خیزِ حسن لے ڈوبی نہین ملتا — کہ ساحل ہو نہین سکتا کسی پیراک سی پیدا

۳۶ — نسیم اب سینہ سی چمکا فروغِ داغِ بیتابی
طلوعِ مہر سی صبحِ گریبان چاک سی پیدا — ۱۵

خدا جانے ہوا کس فتنہ دل کے خاک سی پیدا — کہ خوشے آبلو نکے ہین نہالِ تاک سی پیدا
لحد برابر مایوسی ہوا اخلاک سی پیدا — بھلا جز خاک کیا ہوگا ہماری خاک سی پیدا
غضب کے لذتین تیرِ نگہ نی تیری بخشی ہین — کہ لاکھون جسپر تین ہین بستۂ فتراک سی پیدا
وہ جلوہ ایک ہے دیکھی اگر چشمِ حقیقت سی — کہین ہے نور ہین ظاہر کہین ہی خاک سی پیدا

تعشق مین خیال و فہم سب بیکار ہوتی ہین
محبت سے وہ ہو جو کچھ نہو ادراک سی پیدا

مقرر دل ہوا خون آہ ٹھنڈی سے اشک گلگون ہین
خبر ہی جا بجا منزل بمنزل ڈاک سی پیدا

حلاوت ہی کلام تلخ مین شیرین زبانی کی
مزا کیا کیا ہی دشنام بت چالاک سی پیدا

حجاب اکثر برہنہ خلقتون کو کام آتا ہی
کہ زینت روح کی ہی جسم کی پوشاک سی پیدا

دبے دو چار کوزے لفین تن ہی عالم کی سائل ہین
کہان تھی سانپ ایسی شانہ ضحاک سی پیدا

نہین قوس الفت سے کسی طفل برہمن کی
نشان رشتۂ زنار ہی افلاک سی پیدا

ادب آموز ہون مدت سے طرز بیحجابی مین
مری کیا کیا نہین ہین خاطر بیباک سی پیدا

اثر تھا گردش پیہم کا ایسا میری مٹی مین
ہوا دور تسلسل کاسہ گر کی چاک سی پیدا

سخن نافہم سی تکلیف تحسین نا مناسب ہے
نہو یہ مرتبہ بیگانہ ادراک سے پیدا

عجب دور تسلسل ہی سمجھ مین کچھ نہین آتا
کہ پیدا تاک دانی سی ہی دانہ تاک سی پیدا

٣٧ — ٥

نسیم اپنی سخن کی خوف سی حاسد دہلتی ہین
یہ رتبہ ہی ثنای صاحب لولاک سی پیدا

دل ہی قابو مین نہین زور چلے کیا میرا
آج پر خاش پہ ہی مجھسی ارادا میرا

کھینچ شمشیر یہان بھی ہین ارادے کچھ اور
آج جھگڑا ہی مٹا جاتا ہی تیرا میرا

نہ اوٹھا منہ ہی کفن لوگ سمجھ جائین گے
ہای رہنے دی پس مرگ تو پردا میرا

حسرتین دید کی جنبش نہین کرنے دیتین
روکنی آئی ہین دشمن مری رستا میرا

ہای مرنے سے بھی راضی نہوا جی افسوس
حوصلہ کوئی نہی تمنے تو دیکھا میرا

٣٨ — وله — ١٦

وصل کیواسطے کل کہگیا جانان میرا
آج کیا حال کرے گی شب ہجران میرا

بوسے لینے نہ لیے گو کہ اجازت ہی ملی
آپکا مجھپہ کرم آپ پر احسان میرا

ہای کیا قہر ہی کچھ میری طرح اب یہ بھی
منہ چھپا لیتا ہی دل مین ہی ارمان میرا

خوف تکلیف ہی مرکا ہی اپنا کیونکر
روز شرماتا ہی آکر مجھی احسان میرا

ناتوانی سے اجازت نہ ملی گرچہ ہی
ہاتہ ہوجائیگا پیوند گریبان میرا

مجکو باتین تری تاثیر کرین کیا واعظ
پاس ہی اوس بت بدکیش کے ایمان میرا

آنکہ کو دہیان ہے زلفونکی کہان ہی وحشت
ساتہ رہتا ہی مری خواب پریشان میرا

سوؤن کیا ساتہ عدو کے تجھے پھر دیکھونکا
وہر کے دیتا ہی مجھی خواب پشیمان میرا

خبر وصل ہے سنکہ یہ نہین خوش ہوتا
اسقدر یار سی آزردہ ہی ارمان میرا

چاہون جب چاک گریبان کو کرون قل وہ ہون
روح کیطرح مری ساتہ ہی احسان میرا

کب مجھی وصل پہ پیروئی خوشی تھی ای غم
کیون مکدر رہی مزاج شب ہجران میرا

صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر
ہای منہ دیکھی گا آکر وہ مسلمان میرا

ہای اس پاس مروت نے گرانبار کیا
پھر گلے آکے پڑا میرے گریبان میرا

چارہ گر رکہ نہ کسی داغ جگر پہ پہاہا
کیون بجھاتا ہی چراغ تہ دامان میرا

بوسے لیتے ہین لبون کی گلۂ بدعہدی
روز منہ چومتی ہین شکوۂ جانان میرا

۳۹	کثرت گریۂ الفت سی یہ عالم ہی نسیم کم سمندر سے نہین گوشۂ دامان میرا	۱۵

مبدل بے سبب کب ہے احباب رنگ رو میرا
کسی کی جستجو مین ہے دل پر آرزو میرا

پریشانی کی پہلو مین دل افگار کی شکلین ہین
خبر کچہ اور دیتا ہی یہ لطف گفتگو میرا

مہیا ہی مجھی سامان ہر دم بادہ نوشی کا
جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہی دل ہی سبو میرا

نہین ممکن جو کچہ ممکن نہو مرجانی والون کو
لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا

امید بخیہ سی عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین
رہیگا تا قیامت چاک سینہ بی رفو میرا

ہوا ہون پاک دامن اوس ستمگر کی محبت سے
یقین ہی دوست ہوجائیگا شرما کر عدو میرا

جسے سمجھی تہی اپنا اوسیکو مدعی پایا
کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہی عدو میرا

انہین رسوا کریگا مجکو نادم غیر کو دشمن
عضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوشِ آرزو میرا

محبت کا تعلق عاشقو نسی چہوٹ نہین سکتا
جدا ہو نہین ملجاتا ہی خنجر سے گلا میرا

ندیکہین آنکہ اوٹہا کر اس طلسمِ چند روزہ کو
کسیکی کیا رہی پروا اگر حامی ہو تو میرا

اجازت تجکو دیتا ہون خوشی سی قتل کیا لیکن
مناسب ہے رہی قاتل خیالِ آبرو میرا

کہی جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا
انہین یاد آئیگا برسون یہ حسنِ گفتگو میرا

نچہوٹے گا چہڑائی سی ہزارون صورتین بدلی
بہارِ دامنِ جلاد دیکہی گا لہو میرا

تشفی کی لیی احباب کہدیتی ہین خاطر سی
نہ لے گا نام بہولے سے بہی یارِ خوبرو میرا

۴۰ — نسیم اس رنج ہی سی اب مجہی ثابت یہ ہوتا ہے
بہت ابتر کریگی حال زلفِ مشکبو میرا — ۱۰

حشر کے روز اگر داد طلب دل ہوگا
لب ہلانا مرے جلاد کو مشکل ہوگا

ہاتہ پڑ جائینگے لالہونکی دم حشر بیل
چاک زخمونکی طرح دامنِ قاتل ہوگا

حشر کو کاغذِ اعمال دکہائینگے بشر
میرے ہاتہون مین فقط آبلۂ دل ہوگا

کیا عجب چونک پڑے ہی خوابِ گران سے ہر گل
نالہ کرنے مین بہی احسانِ عنادل ہوگا

بوسے ہنسکر جو لبِ یار کی لی لیتا تہا
ساقیا جام نہوگا وہ کوئی دل ہوگا

کہتے ہین قتل کرین گے وہ لحد پر آکر
فیصلہ آج ہمارا سرِ منزل ہوگا

ہو گئی قتل مین تاخیر تو یہ جوش کہان
قصد قاتل کیطرح شوق بہی باطل ہوگا

دلولے ہین نفس چند کی تا فرصتِ عمر
کچہ دنو نہین نہ یہ لیلی نہ یہ محمل ہوگا

آج غنچون نے صدائین جو نہین دین شاید
کچہ صبا کو ادبِ خوابِ عنادل ہوگا

۴۱ — قدر رہنی کی نہین بات جو بگڑی کی نسیم
قدح مہر بہی اک کاسۂ سائل ہوگا — ۱۸

اس سے مرنا مجہے اپنا قلق جان ہوگا
کہ نہ دیکہے گا مجہے وہ تو پشیمان ہوگا

گر یہی آپکے انکار رہین سے گے تا صبح
تو سلامت ہی تو عالم کو کری گا مجسا
ہای میرا یہ ہوا حال کہ تجسا بیدرد
مین تو عاشق ہون غلط آپسے لوگون نے کہا
ایکدل اوسمین ہوس تیر ستم سی افزون
دم تو نکلا ہی مگر دل سے نہ پیکان نکلا
کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خبردار رہو
زندگی ہی نہین مشکل شب تنہائی مین
کیا سبب ہاتہ نہ دی قیس کو مجبر ترجیح
تم بہری بیٹہی ہو بگڑوگی کہون یا نہ کہون
قتل کر رحم کے بدلی کہین حل ہو مشکل
مین تو مرتا ہون فقط حشر مین جینی کی لیی
دینگی کیون رخصت خبر ستم تمہاری آنکہین
سخت جانون کے لیے موت کہان او ظالم
بیٹہنے دیگی نہ کونی مین بہی وحشت مجکو
دیکہین کیا اوسپہ گزرتی ہی خدا رحم کرے

وصل کی شب یہ گمان شب ہجران ہوگا
ہای پہر کون مری حال کا پرسان ہوگا
خاص اسواسطے آتا ہی کہ پرسان ہوگا
شکوہ اوسکو نہ سمجہی کوی ارمان ہوگا
یہ وہ آئینہ ہی تو دیکہ کے حیران ہوگا
یہ بہی شاید اوسی رحم کا ارمان ہوگا
کیا جہنم بہی کوی کوچۂ جانان ہوگا
بی تری مجکو تو مرنا بہی نہ آسان ہوگا
آدمی مین بہی ہون وہ بہی کوئی انسان ہوگا
ابتو جو نکلے گا منہ سی مری ارمان ہوگا
مجکو اس جینے سی مرنا بہت آسان ہوگا
کہ مری ہاتہ مین وان آپکا دامان ہوگا
جو یہان آئیگا وہ آپکا مہمان ہوگا
سم بہی دیگا تو مری حق مین وہ درمان ہوگا
صبح کو زیر قدم صحن بیابان ہوگا
ہای وہ اشک جو میری تہ دامان ہوگا

۱۱	کثرت داغ جدائی جو یہی ہی تو تسلیم ابتو اپنا بہی جگر رشک گلستان ہوگا	۴۲

زمانے مین کوئی ایسا نہوگا
ازل سے ہی سے عصمت مآبی
اوٹہاتا ہے ندامت کس لیے تو

جو تیرے حسن پر شیدا نہوگا
کسی نے آپ کو دیکھا نہوگا
یہ دردا ہی چارہ گر اچہا نہوگا

ہزارون مر گئے لیکن نہ دیکھا — کوے تمسا بھی بے پروا نہوگا
کہے دیتی ہین یہ نیچے نگاہین — کہ بالاے زمین کیا کیا نہوگا
وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا — کہ اوس رستے مین پھر رستا نہوگا
قیامت جسکو کہتے ہین وہ ہی ہجر — کنارِ قبر مین مردا نہوگا
اگر خادم کوے جنت مین پونہچا — وہان کیا آپکا چرچا نہوگا
سنے دہمکی ہے یہ تو بندہ پرور — نہ دوگے دل تو پھر اچھا نہوگا
بنا کر حضرتِ واعظ کو نافہم — نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہوگا

۴۳	نسیم اب اونکی باتون پر نجاؤ بھلا کل وعدۂ فردا نہوگا	۱۱

ہمیہ جو کچھ ہو سب آپ پہ کھل جائیگا — بندہ پرور دیکھنا جب دل کسی پر آئیگا
بخت بد دشمن فلک بیزار خویش و اقربا — کسکو رحم آئیگا مجپر کون اونہین سمجھائیگا
تیغ زنگ آلودہ خنجر کند بازو ناتوان — مجکو مرنے کی لئے جلاد بہی ترسائیگا
فاتحہ پڑہی کہ رکہی کا نہین تیر نگاہ — اونکو اس سے کیا غرض کوئی اگر مر جائیگا
کیون نہ صدقے ہو نہین اپنی جرم بی تقصیر کے — قتل کے بعد ایک مدت تک انہین شرمائیگا
منہہ پہ گلگونہ لہو کا میری بلکہ شرم سے — دیدۂ جوہر نیام تیغ مین چھپ جائیگا
پاکدامن فیض ابرِ تیغ کرسکتا نہین — رنگ خون قاتل کی پیراہن سے کیونکر جائیگا
صدقے اوس دشنام کی جو آپکے منہہ مین ہے — ایسے جای مختصر کوئی کہان سے پائیگا
جان جائیگی بلا سے ذبح پر راضی ہون مین — اونکا زانو تو بھلا سینے پہ میری آئیگا
گو تقاضای اجل سے جان لب پر ہے مگر — اور بہی کچھ دن ہمین وعدہ ترا ٹھہرائیگا

۴۴	تار تک رکھتی نہین دامن کہان ہی ای نسیم اشک اگر آنکہہ مین کیا کیا ہمین شرمائیگا	۱۱

قصۂ روزِ گذشتہ آنکھہ کو شرمائیگا
ہمکو بیچلتے ہو کیون اونکو لحاظ آجائیگا

حال میرا سُنکے بولی فلک کرنی کیا ضرور
نالی کرتے کرتے اکدن آپ ہی مر جائیگا

ہاتہ گردن مین اگر ہونگی تو مر آغوش مین
میرا مرنا بھی تجھی قاتل نزعی کھلائیگا

تنگ ہین اطرافِ عالم تو چلی نکلینگے کیا
فکر ہی عاشق ترا دامن کہان پھیلائیگا

یہ بلا کے پیچ ہین مشکل ہی انسی نکلنے
عقدۂ گیسو مین شانہ آپ ہی ہجائیگا

شکوہ ایسا ہو کہ شرما کر اوسی کر لون مین یہ
ورنہ ناصح کی طرح تسی بھی دل بھر جائیگا

یار کی انداز رہتی ہین مری پیشِ نظر
اشک گیسو کی طرح بڑہکر قدم تک آئیگا

فصل گل آئی جنونکی بڑہ چلی ہین ولولے
دل دھڑکتا ہی کہ ناصح آکی پھر سمجھائیگا

صبح سے تا شام ہٹ کرتی ہو لاکھون بار تم
اسقدر کثرت سی دل کوئی کہانسے لائیگا

میری افسانی مین شکوہ غیر کا بھی ہی شریک
دوستو کہتی ہو کیون غصہ انہین آجائیگا

۴۵

دیکھکر تر دامنی گھبرا گیا کیون ای نسیم
دیدۂ پرآب دریا سیکڑون برسائیگا

۴۰

ہاتھونمین آجکی شب مہندی لگائیگا
سمجھے یہ رنگ ہم بھی کچھ رنگ لائیگا

یہ شوخیان تمہاری لکھی ہوئی ہین دلبر
آخر کبھی تو میری قابو مین آئیگا

پھر مین سے کچھ کہونگا دیکھو زبان روکو
پھر منہ چھپا کے مجھسے آنسو بہائیگا

ذاتِ شریف ہو تم مین خوب جانتا ہون
طوفان اور کوئی مجھپر اوٹھائیگا

ہان شمع کا مین گل ہون ناصح کی گفتگو ہون
بڑہ جاونگا جہانتک مجکو گھٹائیگا

امیدوار باقی کچھ اور رہ گئی ہین
پھر بھی نقابِ گیسو منہ سی ہٹائیگا

بیوجہ یہ نہین ہی انداز گفتگو کا
پھر کل کیطرح ایجان باتین سُنائیگا

مین ہون مزاجِ قاتل لازم ہی خوف مجھسے
جھوٹی قسم نہین ہون ہر دم جو کھائیگا

یہ کیون ہی نا امیدی درگاہِ کبریا سے
جو کچھ کہ آرزو ہی ویسا ہی پائیگا

مشتاق نی تو جان دی گلگون لباس کرکے — یہ رنگ تو عدو سے کہو دکہائیگا
دیکھو رقیب آتے دیکھو رقیب آتے — کیا منہ اب آپکا ہی جو منہ چہپائیگا
ہم خوب جانتی ہین استادیان تمہاری — محفل مین بیٹھے بیٹھے آنکھین ملائیگا
آخر کچہ انتہا بہی ہے بیرحمیونکی صاحب — کبہی تو عاشقونکو کبتک ستائیگا
ممکن نہین جو نیت بدلی تمہاری ایجان — کیا پہر آج کی شب ہمپر نہ لائیگا
کچہ لحظہ اور ٹہرو تا روح تن سی نکلے — آئینگے اور آفت گر آپ جائیگا
سمجھے ہوی ہین جو کچہ دلمین بہرے ہوی ہے — کاہیکو آئیے گا کلہ ہمیکو آئیگا
آؤ تو جلد آؤ دم بہر کی بعد ایجان — مجکو نہ پائیے گا مجکو نہ پائیگا
سن لیجیے گا جو کچہ مدت سے آرزو ہی — فرصت ہو گر ہمیں دم بہر کو آئیگا
کچہ دور مین نہین ہون لازم ہی یاد کرنی — مانند دل مجھی ہی پہلو مین پائیگا

۴۶	ٹہنڈی کبہی نہو نگی کیا گرمیان تمہاری آخر نسیم کا دل کبتک جلائیگا	۷

بڑہتی بڑہتی لاغری پنہان بدن ہو جائیگا — تن گمان ہو گا گمان آخر کو تن ہو جائیگا
گر یہی ہی ناتوانی فکر عریانی ہی کیا — دامن نظارہ تن پہ پیرہن ہو جائیگا
ایک چادر خاک کی ہی اک ردای آسمان — اس تن عریان کا بی منت کفن ہو جائیگا
لذت تکلیف تازہ سی نہو نگی سیر ہم — زخم کہائینگے جو داغ دل کہن ہو جائیگا
اشک دیدہ ہین ہمین کیا خانہ ویرانی کی فکر — گر پڑی جس جا وہین اپنا وطن ہو جائیگا
خار ہو نگی نخل گل ہو گا حنا ہر برگ کاہ — اشک خونین سی ہر صحرا چمن ہو جائیگا

۴۷	بسکہ ہی مضمون نازک ہین تیغ کا دل ای نسیم شہرہ آفاق تیرا بہی سخن ہو جائیگا	۱۰

چار دن کے بعد فرق درمیان ہو جائیگا — دوست تو ہو گا تو دشمن آسمان ہو جائیگا

شعبدہ اک اور اوقاتل عیان ہوجائیگا
تیر اگر زخم کی منہ مین زبان ہوجائیگا

کسقدر شوقِ شہادت سے ندامت ہی مجھی
یہ نہ سمجھا تہا کہ قاتل مہربان ہوجائیگا

سینۂ سوزان پر اشک آتین تو آئی دیجیی
جلتے جلتے اگ پہ پانی دہوان ہوجائیگا

گر خدنگِ نالہ کردینگی مشبک غم نہین
دود دل پیوندِ زخمِ آسمان ہوجائیگا

میری تلوونکا لہو چکہی تو ہر ہر خارِ دشت
توبہ کرنیکے لیے مثلِ زبان ہوجائیگا

آرزو جنت کے مین کرتا نہین اسواسطی
نام سنکر حور کا وہ بدگمان ہوجائیگا

آب ہوجاتا ہی آہن وہ اثر نالو مین ہے
دیدۂ زنجیر سے آنسو روان ہوجائیگا

یا کمر جانین گے تیری یا دہن سمجہین گے ہم
جو نشان آنکہون کی آگی سی نہان ہوجائیگا

۸	شعر مضمون تراکہی جارہ نہ افسردہ نسیم ایکدن تو کوئی نہ کوئی قدردان ہوجائیگا	۴۸

رنگ کیا کیا نہ نئے چرخِ جفا جو بدلا
ہان مگر او دلِ بیتاب نہین تو بدلا

کنجِ مدفن مین یہ تہا چین کہ جبسے سوئے
ایک پہلو سے نہین دوسرا پہلو بدلا

لذتِ ذبح زبانسے نہ گئی برسونتک
سالہا سال نہ جلاد نے زانو بدلا

رنگتی کو نسے منت جو نہین کے لیکن
نہ کسی طرح مزاجِ بتِ بدخو بدلا

کیا بلا جوشِ جنونکو ہی ترقی ہر روز
ڈہنگ وحشی کا تری کچہ نہ پریرو بدلا

وسمہ و آبِ حنا سی نہین ہوتا ہی شباب
جب ہوسے پیر تو رنگِ ہر ہر مو بدلا

ایک سا حال ہی خونابۂ دل کا میرے
آج تک دیدۂ ترکا نہین آنسو بدلا

۱۴	کم ہوا جوشِ جنون کچہ اطبا سی نسیم آبِ نارنج کبہی شربتِ آلو بدلا	۴۹

مزا دیوانگی کا زیرِ شمشیرِ دودم نکلا
گہ زنجیر ہوا بنکر مری سینے سے دم نکلا

جبین سائی کو ہم کس حوصلی سے آپ تک آتی
نہ بل زلفو نمین کم پایا نہ کچہ ابرو سی خم نکلا

بڑی ثابت قدم یارانِ ایذا دوست ہوتے ہین
کہ اشکِ دیدہ بھی لختِ جگر ہو کر بہم نکلا

پتا ملتا نہین یہان بھی یہان ہار کیا ہی ہمنے
یہی کہتا ہوا ہر قافلہ سوی عدم نکلا

نہ ڈوبی کشتیِ افلاک جوشِ چشم گریان سے
بہت سمجھی تھی اس دریا کو ہم افسوس کم نکلا

غضب کیا کیا نہین لائی نگاہ شرمزا تیری
جسے ہم لطف سمجھی تھی وہ آخر کو ستم نکلا

ابھی تک ہی وہی سودا تری افعی گیسو کا
طبیعت کو نہین ہے سیر عجب مرغوب سم نکلا

پکارا مجکو وہان اسکو ہوی منظور حسن جا
جو نکلا نام بھی میرا تو مانند قسم نکلا

نہین سہتے ہین اولی آسمان سے یہ بہی پہونچے ہین
مگر چرخِ ستم پیشہ بہی پامالِ ستم نکلا

ہوا ہی شغلہ یادِ خدا اسی عہد کے پیری مین
گیا دل سے تو نکلا دہیان کعبے صنم نکلا

وہی زورِ جوانی مین ابہی پشت خمیدہ ہے
کمانِ آسمان پیر کا ابتک نہ خم نکلا

نجہوڑا خاک نی جز خاک کچہ انکا نشان باقی
نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا

ابہی پردے مین ہے جسپر پیامِ مرگ آتی ہین
قیامت اور آئیگی اگر باہر قدم نکلا

۵۰

زمانہ ہمسکو ہنسے اے نسیم آبادہی ابتو
بہت ڈہونڈہا مگر کوئی نہ اربابِ کرم نکلا

۱۱

ہوس یہ رہ گیی دل مین کہ مدعا نہ ملا
بہت جہان مین ڈہونڈہا پر آشنا نہ ملا

ہوا ہی کونسا معشوق باوفا اے دل
گلہ عبث ہی اگر وہ ملا ملا نہ ملا

عجیب قسمت بد تہی شب فراق مین ہم
کمال ڈہونڈ پہرے خانہ قضا نہ ملا

ندی تو ہاتہ سی ہون ضعف سے مین رنگ حنا
ہوا ہی شوق فنا مین جہان اوڑا نہ ملا

جواب دیگی بہلا روز باز پرس تو کیا
اوٹا اوڑا کے ہمین خاک مین صبا نہ ملا

وہ کشتۂ نگہ قہر تہا کہ محشر مین
مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا

غریق بحر ستم عمر کے ہوی کشتے
بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا

کمال و عیش و جوانی و ملک و مال طرب
یہ سب ملے ہمین پر یارِ باوفا نہ ملا

عجیب جوش جنون میں ہوئی تھی پامالی
کہ ایک آبلہ تک دوستدارِ پا نہ ملا

چبھے ہزار تمنا سے کیون نہ بی کھٹکے
کہ خار کو کوئی ہمسا برہنہ پا نہ ملا

۵۱ — ۹

بہت سی کرتی رہی باغ دہر میں گلگشت
پر اپنے بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا

ساغر پلا کے بیخبرِ دو جہان بنا
اوس پیر میفروش سے ہمین بھی جوان بنا

اللہ ری درازیِ آغاز مدعا
نکلا جو حرف منہ سے مِری داستان بنا

تھا کچھ تو جب بھی یہ نہ کہو تم کہ کچھ نہ تھا
گر کچھ نہ تھا تو کاہی سے سارا جہان بنا

اوٹھا مرا غبار جو تعظیم یار کو
ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا

وہ بی نشان تھا میں کہ یہانتک ہوا پسند
مجھ سے دہانِ یار بنا لامکان بنا

لیل و نہار گیسو و رخسارِ یار میں
جی چاہتا ہے بیٹھ رہین اک جہان بنا

ہستی کا بس مری وہین اطلاق ہو گیا
جسجا کہین کسی کی قدم سے نشان بنا

عشاق جان فروش کی دیکھو تو حوصلے
مقتل تمام معرکۂ امتحان بنا

۵۲ — ۱۰

بیکار تھی نہ خاکِ دودِ جگر نسیم
اوس سے زمین اس ہی سے ہر اک آسمان بنا

پوشیدہ ہی بہا ہو نسی ہر اک زخمِ تن اپنا
پامال خزان آپ کیا ہی چمن اپنا

مصروفِ تبسم ہین یہ شیادیسی اجل کے
رکھتے ہین کھلا زخمِ جگر تک دہن اپنا

ہین وہم فراموش پتا کچھ نہین ملتا
مسکن ہے تسیجا نہ کہین ہی وطن اپنا

اللہ ری بیتابیِ دل بعدِ فنا بھی
سو جاسی مشبک ہے مزار کہن اپنا

ہم گریۂ گلرنگ سی یادِ گلِ تر مین
صیاد بنالین گی قفس مین چمن اپنا

اک دل تھا سو وہ بھی نہ رہا پاس صد افسوس
پایا نہ کسیکو سبھی شریکِ محن اپنا

اے غم ہمین اسدرجہ کھلا دی تری صدقے
ہے بار احبا نہ خیالِ کفن اپنا

ساقی وہ پلا مے کہ دو عالم ہو فراموش
ہو جائے خدائی سے نرالا چلن اپنا

وہ اشک تھی جو آنکھ سے ڈہلتی ہی ہوئی خشک
دم بھر نہ ہوا گوشہ دامن وطن اپنا

۵۳	خاموش نسیم اب نہ بکو چپ ہو بس بس بیہودہ سناؤ نہ کسیکو سخن اپنا	۱۰

کسے صورت تو دلکو شاد کرنا
ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا

دعائین دینگے چھٹکر قیدی زلف
جہانتک ہو سکے آزاد کرنا

کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتہ
نہ مجبور رحم اوجلاد کرنا

مسیحائے دکھانا بعد مردن
جو دل چاہے تو کچہ ارشاد کرنا

اوڑادو خاک میری ٹھوکرونسے
اگر منظور رہی برباد کرنا

ادب سیکھے نہین ہون نو گرفتار
بتاکر قاعدے بیداد کرنا

مزا تھا بے بسی کی گالیون مین
اوسے بھولے سبق کو یاد کرنا

بہت مشکل ہی ان سنگین دلونسے
خیال خاطرِ ناشاد کرنا

جنازہ اوٹھ چکے میرا تو تم بھی
ادا رسمِ مبارکباد کرنا

۵۴	نسیم خستہ دل نے جان دیدی غضب لایا ترا بیداد کرنا	۹

اونکی آنکھے مجھ وہی پر جو شادان دل ہوا
زندگی خوش ہی کہ اب مرنا مجھے مشکل ہوا

راحتِ مرگ محبت اوس سے پوچھا چاہیے
جو یہ سمجھے اپنے جی مین مین بھی اس قابل ہوا

موت بھی قسمت نے کھوئی کیا بُری شے ہی امید
جب ہلی گردن مری وہ اور کا قاتل ہوا

مہربانی مجھپہ کیون کی تھی کبھو ترنے کہ ہائے
مین ہان زندہ وہ میرے واسطے بسمل ہوا

بل بے ظالم جو نیچھے یہ بھی تیر ناز سے
کسطرف کوئی ہوا کس جا کوئی بسمل ہوا

نوجوانی کا برا ہو اوسکو ہرجائی کیا
جی ہٹا جاتا ہی جب وہ پیار کے قابل ہوا

قدر مینا عزت جام و سبو جاتی رہی بیمروت تند خو نا آشنا برہم مزاج		جو تمہارے بزم مین ٹوٹا وہ میرا دل ہوا رو ئیے اوس بخت پر جو تجھسے کچھ سائل ہوا
۵۵	گھیری ہتی مین عزیز و اقربا اونکی آہ مین ای نسیم اب دیکھنا بہی یار کا مشکل ہوا	۷
پہچیڑا جو بینے یار کو سب مین خجل ہوا تدبیر نیک دیتی ہی آخر کو آبرو حاصل تہا وہ فروغ چراغ فراق کو ہر استخوان بدن مین مری خاک ہو گیا رخسار کے جو وصف مین مضمون ہوے رقم اظہار آرزو سے ندامت ہوی مجہی		اے جوش شوق آج تو تو ہی مخل ہوا شیشے مین آئی قطرہ می مثل دل ہوا خورشید داغ سینہ سی میری خجل ہوا شعلہ تپ فراق کا جب مشتعل ہوا عارض کا نقطہ صفحۂ کاغذ پہ تل ہوا سنکر وہ حال شوق مرا منفعل ہوا
۵۶	پہر سامنی مصیبت سابق ہی ای نسیم پہر اندنون فریفتہ اک بت پہ دل ہوا	۱۷
یہانتک اوج جنون مین مجہی کمال ہوا عروج حسن مین وہ یار کو کمال ہوا ہزار شکر کہ میرا بہی اب وہ حال ہوا نہ گھوری مجہے بوسہ اگر لیا تو لیا فروغ زیست ہوا سر کٹا کی صورت شمع خیال زلف اگر ہی تو دل کی خیر نہین مرا فسانہ ہی مانند مژدۂ دشنام مزار مین نظر آتی ہی خاک تک رنگین نہین ہی حرص سی خالی کبہی نہال بشر		خراش ناخن دیوانگی ہلال ہوا کہ آفتاب بہی اک نقطۂ جمال ہوا دعا کو ہاتہ اوٹہے آپکو خیال ہوا رقیب دلمین سمجہ لو اگر ملال ہوا حیات بعد ہوی پہلے انتقال ہوا وہ ٹوٹ جاتا ہی شیشہ کہ جسمین بال ہوا کہ آتے آتے در گوش تک ہلال ہوا غبار تن شہدا کا ترے گلال ہوا اوٹہا جو دست دعا کاسۂ سوال ہوا

تری کمر تو نہ تہا مین جو موت کو نملا
بسانِ آخرِ روز و بشکلِ اوّلِ شام
برہنگی کی ندامت رہی یہ تن کی ساتہ
درازی شبِ غم کا وہ ایک لمحہ ہی
کہلا یہ عقدہ قدمبوسِ زلف سی ہمکو
کنارِ قبر سے لاشے نی میری مس نکیا
گہلا گہلا کے گہٹایا یہ سوزِ پنہان نے

شبِ فراق مین مرنا ہی کیون محال ہوا
وہی عروج ہی میرا کہ جب زوال ہوا
کہ بعد مرگ ہی مزدورِ انفعال ہوا
جسے زمانی مین کہتی ہین دورِ سال ہوا
چڑہا جو سر پہ وہ آخر کو پائمال ہوا
ترے گمان بد انجام کا خیال ہوا
گلو مین طوق گمان صورتِ ہلال ہوا

٥٧	بصورتِ ورقِ گل خزان سے ابتر ہی نسیم کا چمن دہر مین یہ حال ہوا	٩

مین وہ ایذا دوست تہا راحت سے مجکو غم ہوا
موسم پیری مین اپنا کچہ عجب عالم ہوا
شب گہٹی ہر پردہ دارِ عشق محو غم ہوا
جان لی یا دلبِ شیرین نے تیری ای صنم
رات بہر دیکہا تماشا ہمنے برق و ابر کا
درد دل زخم جگر کو انسے ایذا تہی مگر
زخم پڑ کر کہل گئے سینون پہ اہل بزم کے
پہر وہی سامان ہوا رہتا تہا جسکا ہمکو خوف

زخم کو ناخن سی چہیڑا درد دل جب کم ہوا
جسقدر بڑہتا گیا سن ہر ارادہ کم ہوا
رک گئین آہین مزاج آرزو برہم ہوا
میری حق مین التفات انگبین بہی سم ہوا
آہ کی شعلون سے جب دودِ جگر باہم ہوا
ترک صحبت جسنے کی آخر کو اوسکا غم ہوا
تہا جو شادی مرگ ہنس ہنس کر مرا ماتم ہوا
پہر مزاجِ زلفِ جانان اندنون برہم ہوا

٥٨	عمر کاٹی آرزوی وصل جانان مین نسیم کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا	١١

خون ٹپک کر آنکہ سی پہر شک تر پیدا ہوا
دہر مین بی سایہ کب جسم بشر پیدا ہوا

معدنِ لعل بدخشان مین گہر پیدا ہوا
ہر بدن کی ساتہ اوسکا ہم سفر پیدا ہوا

سر ترا اوٹہا فلک سے تیغ ابرو پڑ گئے
ماہ نو کا ہیکو سے ہے زخم جگر پیدا ہوا

خود بخود زنجیر کیچ آئی تعجب ہے مجھے
سنگ مقناطیس کا پا مین اثر پیدا ہوا

جس زمین پر پڑ گیا عکس لب شیرین ترا
تخم جو دہقان نے بویا نیشکر پیدا ہوا

کیا غلط فہمی ہوی تار نظر اپنا وہ تہا
جانتی تہی جسکو ہم وہی کمر پیدا ہوا

رات دن پڑتی ہین تیہرا یکدم فرصت نہین
وہ شجر دیوانہ ہی جسمین ثمر پیدا ہوا

کچہ نہین ثابت کہان تہی کیا ہین کیا ہو جائین گے
آدمی ہستی سی اپنے بیخبر پیدا ہوا

عمر گذری جستجو مین حوصلہ کچہ کم نہین
بی کمر تو ہی تو مین بہی بی جگر پیدا ہوا

کیا غضب ہے جسم خاکی کی قفس مین جان ہو قید
یہ وہ طائر ہی جو بام عرش پر پیدا ہوا

۵۹	پیس ڈالا آسیای چرخ نی اوسکو نسیم جب زمانی مین کوی صاحب ہنر پیدا ہوا	۱۱

عاشقو نمین کون مجہسا ناتوان پیدا ہوا
نالہ بہی میری دہن سی بی فغان پیدا ہوا

بی نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا
یہ وہ طائر ہی کہ جو بی آشیان پیدا ہوا

پردہ پوشی قاتل بی رحم کی منظور تہی
ہر دہان زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا

خاکساران محبت کو نہین رفعت پسند
آفتاب داغ دل بے آسمان پیدا ہوا

دوست کے آمد مین دشمن کا بہی مژدہ سا تہا
جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا

دیکھنا اسکا بہی مشکل یار نا محرم رہا
شوق اپنی دلکا آنکہو نسی نہان پیدا ہوا

وای قسمت اہل دنیا ہوتی ہین مردہ پسند
اوٹہ گئی جب جسم تو اپنا قدردان پیدا ہوا

انتہای اوج کو پستی بہی ہوتی ہی ضرور
دیکہ لو ہر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پر رہا ہے صورت مانند خیال
جب ہوی ہستی مجہی نقل مکان پیدا ہوا

کس بلا کی شام گیسو تہی نظر آئی نہ صاف
آنکہ جب اوٹہی نگاہو نمین دہوان پیدا ہوا

۶۰	روز اک آفت ہی سر پر اسکی شاید ای نسیم	خاک کا پتلا برای امتحان پیدا ہوا	۱۷

ہر حرف سی پیدا اثرِ جوشِ بلا تہا
نامہ ترا کیا تہا مری قسمت کا لکہا تہا

کسطرح نہ بگڑون کہ یہ انداز نیا تہا
ایسا نہ ہوا تہا کبہی ایسا نہ کہا تہا

عادت سے ہے مین واقف ہون مگر چوک گئی تم
راضی ہوئے بوسے پہ خدا جانی یہ کیا تہا

کیون جی دہی پہر ہرزہ خیالی کی سمائے
کچہ یاد نہین کیا ابہی اقرار ہوا تہا

اب آئی تو آئے وہ تمنا نہین باقی
آتے شبِ ہجران مین تو احسان قضا تہا

دیکہا جو گیا روزِ جزا نامۂ اعمال
جس لفظ کو پڑہتی تہی تمہارا ہی گلا تہا

گرمی وہ دکہائی نفسِ سرد نے مجکو
اولی کیطرح آنکہ مین ہر اشک جما تہا

شکوہ بہی وہ کرتا ہون کہ جو یاد نہین ہے،
کہتا ہون مجہی رنج مین کیا تمنی کہا تہا

نالونکی اجازت تہی کبہی آہ کی رخصت
تا صبح اسی طرح فراق رفقا تہا

آنسو کی ٹپکنے سے نہو کیون مجہی ماتم
ہستی مین ملا ہی جو آنکہون مین رہا تہا

بیتاب ہوا یار تو سو بار بولایا +
تکلیف کا باعث مجہی احسانِ دعا تہا

افشای محبت کا جو تہا خوف تو ہر اشک
آنکہون مین نہان تہا لہو ہی دامن مین چہپا تہا

اب دردِ جگر ہو کی نکلتا ہی دہن سی
وہ جوش جو برسون مری سینی مین بپا تہا

کیا قوتِ بازو تہی رہی ہمتِ قاتل
دیکہا تو کئی کوس گروہِ شہدا تہا

بخشا دمِ قسمت مجہی قسامِ ازل نی
وہ نالہ جو تاثیر فراموش بنا تہا

بیوجہ تو خود رفتہ نہین ہوتی ہین لاکہون
یہ بہی وہی افسون ہی جو خادم پہ ہوا تہا

٦١

سیکہا یہ نسیم اونسی فریبِ ستم آمیز
ہر زخم رلانیکے لیے ہیری ہنسا تہا

خلش نا آشنا گو ہر عدو تہا
نگہہ ہمکو خیالِ گفتگو تہا

مجہے حیرت ہی یہ کیا ہو گیا آج
ابہی کل تک مری پہلو مین تو تہا

خفا ہو ہو کے دلمین رہ گئی کیون
تمہین کسکا خیالِ آبرو تہا

جدا تمنے کیے کیون میرے اعضا
اجی کیا مین سب ہے لفظ آرزو تہا

مرا داغ جگر کیا اوسکو بہاتا
کہ وہ گل تہا مگر محتاج بو تہا

نچہوٹا آب خشک دامن سے تیری
یہ کیسا داغ تہا کسکا لہو تہا

۶۲ قصور اپنی نظر کا تہا نسیم آہ
وگرنہ اوسکا جلوہ چارسو تہا ۸

کہل گئے ہر ہر کڑی مجکو وہ فسون یاد تہا
خندۂ زنجیر سامان مبارکباد تہا

آپ کو آزاد دکہلا کر کیا اونکو قید
مین وہ صید خیرخواہ خاطر صیاد تہا

کم نہ تہی زخم جگر سے ایکدم خندیدگی
خاطر دشمن کیصورت بی سبب ہے شاد تہا

مدتون تک اپنی ہمجنسون سے بہی ڈرتا رہا
طائر جان حزین اک مرغ نوآزاد تہا

اس لیے مرتا ہون رہتا ہے مجکو انفعال
جو ترے خاطر مین اے ظالم پسین ہے یاد تہا

جب قریب نخل آیا ڈر کے پہر پرواز کی
طائر خایف کیصورت آشیان برباد تہا

خشکی اعضا نے دونو کو برابر کردیا
مین ادہر محجوب شرمندہ اودہر فصاد تہا

۶۳ خاک گلزار جہان مین جی بہلتا اے نسیم
دید کے قابل نہ لطف گلشن ایجاد تہا ۱۰

بل بے تیری کاوشین جینا مجہی دشوار تہا
اے مری درد جگر تو بہی مزاج یار تہا

جب مین بیتابی سے گہبرایا تشفی آپ کی
مونس جان حزین شب بہر ترا اقرار تہا

دلکی گہبراہٹ سے جب تڑپا شب فرقت مین
تیری وحشی سے متصل اپنے پس دیوار تہا

رات بہر سنتا رہا اب عذر لاعلمی نکر
سب بے سبب آہین نہ تہین آخر کوئی بیمار تہا

ہای مین نی تو بہت چاہا مگر ایجان جان
مجکو مرنا بہی شب غم مین ترا دیدار تہا

داستان شوق میری ہو نہ چکتی عمر بہر
خاک سنتا وہ اسے اک حشر کا طومار تہا

یہ تو مضمون گذشتہ کچہ وفا آمیز ہے
کیا نعیب دشمنان تو بہی کسیکا یار تہا

دینی محرومی گوارا کی نگی لیکن خبر
جی دہل جاتا ترا وہ حال میرا زار تہا

غیر نے تیری سوا پائی نہ آنکھوں مین جگہ
پاسبان خواب راحت دیدۂ بیدار تھا

۶۴

صدقی مین اس سرعت تیر نظر کی ای نسیم
اُف بھی ہم کہنے نہ پائی وہ جگر کی پار تھا

۱۸

کب اس زمین پہ مجھے آرمیدہ ہونا تھا
ہوا سے خاک کو بر سون پریدہ ہونا تھا

اگر تھی دامن جاناں کی آرزو ای دل
تو چند دم کے لیے آب دیدہ ہونا تھا

کسیکے چھریہ ہوتا کسیکے دامن مین
مجھے بھی آنکھ کا اشک چکیدہ ہونا تھا

کبھی نہ خدمت دامن سے سرفراز ہوا
وہ ہاتھ ہون کہ جسے نارسیدہ ہونا تھا

کمال بے ادبی سے یہ عرض کرتی ہین
ہمین سے اے قد جانان کشیدہ ہونا تھا

اگر تھی لذت پامال کی ہوس ای دل
بشکل سبزہ زمین پہ دمیدہ ہونا تھا

کجی نہ ہے میری دکھاتی بہار لاکھو نکو
بشکل ابروی جانان خمیدہ ہونا تھا

عجب نہ تھا کہ اوسی رحم کچہ نہ کچہ آتا
مری امید سے تجھے ابر دیدہ ہونا تھا

نہ برگ و گل نہ ثمر سب ہی پاکدامن ہین
مری نصیب مین شاخ بریدہ ہونا تھا

بہانہ موت کا تھا جسم ور وحکو ورنہ
ہر اک کو اپنی طرح پر جریدہ ہونا تھا

امید راحت آغوش یار تھی جو مجھی
بصورت دل عاشق تپیدہ ہونا تھا

کمال ربط مین ہوتے ہین سیکڑون باتین
نہ اسقدر تمہین ہمسے کشیدہ ہونا تھا

زبان قطع نہ کام آی سرکشی ای سرو
نہ جانتا تھا کہ آخر خمیدہ ہونا تھا

خفا نہو جو ٹپک نکلے آنکھ سے آنسو
یہ ابر عشق ہی اسکے چکیدہ ہونا تھا

یقین تھا کہ وہ ملین کمال خوش ہوتے
کچہ ان ز چاک جگر کو دریدہ ہونا تھا

وہ آبلہ ہون نہ تھا جسکو نشتر بھی نصیب
درون قلب مین مجکو تپیدہ ہونا تھا

ترا جمال بنا مین کبھی کبھی احسان
غرض یہ تھی کہ مجھی برگزیدہ ہونا تھا

بہار صحبت رندانہ بہاتی ای واعظ
تجھے بھی عشق کا لذت چشیدہ ہونا تھا

۶۵	کھلے اب آنکہ تو کیا فائدہ نسیم افسوس نہ سمجھے زیر لحد آرمیدہ ہونا تھا	۱۵

لب بستگی سے لطف عروسی سخن مین تھا	مثل زبان کلام حجاب دہن مین تھا
جبتک کہ تھا خیال رہا دل مین یار کے	ظاہر ہوا تو مثل سخن انجمن مین تھا
مانند روزگار بدلتا رہا ہون رنگ	صحرا مین سبزہ تھا تو گل تر چمن مین تھا
مثل رقیب روح کو اوس سے خلش رہی	جبتک کہ درد میری حجاب بدن مین تھا
اے اضطراب شوق تری عمر ہو دراز	راحت سفر مین یہ نہ تحمل وطن مین تھا
بیہوشیان نصیب رہین سامعین کو	کیف شراب ناب مری ہر سخن مین تھا
دن کو زبان خلق پہ ہوگا مرا مقام +	وہ ذکر ہون جو شب کو تری انجمن مین تھا
ہرگز مرا فریب نہ ثابت ہوا تجھے	دشنام بن کی یار مین تیری دہن مین تھا
دیکھا گیا جو لاشۂ عاشق تو بعد مرگ	اک ڈھیر استخوان کا حجاب کفن مین تھا
دل اوسکو جانتا ہی زبانسی مین کیا کہون	جو کچھ مزا فراق کی رنج و محن مین تھا
جلتا رہا ہون رشک عدو سے تمام رات	مین مثل شمع شب کو تری انجمن مین تھا
گر تھی حلب مین آئنہ روکی تیری ہوم	شہرہ شمیم زلف کا ملک ختن مین تھا
بیوجہ اوسنے پانون نہین ہاتھ سے چھوے	اوبت خیال اور دل برہمن مین تھا
کیون آتش غضب سے جلایا کہ باغبان	وہ دنکو آشیانۂ بلبل چمن مین تھا

۶۶	کیا سرگذشت دہر کی مجکو خبر نسیم مین تو خیال دلبر گل پیرہن مین تھا	۱۰

بعد از فراغ روح بھی قید عدو مین تھا	مین صورت فوالحد کے گلہ مین تھا
کیسا مزا ہمارے جگر کے لہو مین تھا	خنجر زبان نکالے ہوی آرزو مین تھا
ٹانکے ہمارے زخم جگر کے اوبجھ گئے	بل مثل ہوی زلف جو تار رفو مین تھا

بادہ کوی عرض ہی ساقی کہ رات بہر ہر مست کی نظر سے حجاب سبو مین تہا
افسانہ میرا کیون نہ سراپا فریب ہو یہ مدعا وہ ہی جو ترے گفتگو مین تہا
پیوند نالہ چاک دہن مین ضرور ہو آج انتہا کا ضعف صدا شور ہو مین تہا
دشمن سے بہی ہمیشہ رہا مجکو اتحاد مانند دست یار میان عدو مین تہا
تہا گو کہ ایک نقطہ تنہا ہزار شکر اتنی تو آبرو تہی کہ مین آبرو مین تہا
مطلب کی بات کہہ نسکے اُس سے رات بہر معنی بہی منہ چہپای ہوی گفتگو مین تہا

۶۷	منظور تہی جو شہرت حسن سخن نسیم مانند غنچہ پرورش رنگ و بو مین تہا	۷

کچہ خون مین تر تیر نظر تہا کہ نہین تہا کیون جی مری سینے مین جگر تہا کہ نہین تہا
دو روز بہی بیٹہا نہ گیا آپ سی گہر مین کیون جذب محبت مین اثر تہا کہ نہین تہا
دو بوسی تو دیتی جو نہو سکتی تہی پس پانچ آخر تمہین کچہ مد نظر تہا کہ نہین تہا
اس درجہ ستم عاشق بیچارہ پر ای جان کچہ بہی تمہین اللہ کا ڈر تہا کہ نہین تہا
کیون دیکہ لیا جا کے ہوی ابتو تسلی بیمار ترا شمع سحر تہا کہ نہین تہا
لو دیکہ چکے ابتو تشفی ہوی کہیے پیوند جگر تیر دو سر تہا کہ نہین تہا

۶۸	بہولی رہی کیون غفلت ہستی پہ نسیم آپ آخر کبہی در پیش سفر تہا کہ نہین تہا	۹

لو مسلمان سمجہے وہ طفل برہمن سمجہا دوست نے خوبی تقدیر سی دشمن سمجہا
بیشتر مینے خس و خاک سی آنسو پوچہے اُڑ کے جو چہرے پر آیا اُوسی امن سمجہا
وقت گلگشت جو ہر دامن گل تر دیکہا آب شبنم عرق چہرۂ گلشن سمجہا
منہ چہپائے ہوے سینے سے جو شعلہ نکلا مدعی شب کو چراغ تہ دامن سمجہا
دلسے آتی تہین جو بوئین ہوس مردہ کی رخنۂ سینہ کو مین روزن مدفن سمجہا

عکس گیسو نظر آیا تو ڈرا یہ ظالم
آئنہ پھینک دیا ہاتھ سے ناگن سمجھا

مدتوں خون سے مری پرورش خنجر کی
ہای اسپر بھی وہ قاتل مجھے دشمن سمجھا

٦٩ جا بجا خون کے دھبے نظر آئے جو نسیم
گوشۂ دامن رنگین کو میں گلشن سمجھا ١١

پیار سے دشمن کے وہ عالم ترا جاتا رہا
ایسے لب چوسے کہ بوسونکا مزا جاتا رہا

دل جو پہلو میں نہیں کچھ مجکو بیہوشی سی ہی
ڈھونڈتا ہوں یہ نہیں معلوم کیا جاتا رہا

دم شب فرقت میں نکلا منتو نسی موت کی
ابتو تیرا بھی وہ احسان جفا جاتا رہا

اسقدر آنکھیں بچھیں میں نی ہجوم شوق میں
پاؤں سے اوس شوخ کی رنگ حنا جاتا رہا

یہ تلافی کس لیے کچھ یاد وہ باتیں کرو
مر گیا دشمن تو کیا میرا گلا جاتا رہا

کہ کی تم کچھ رہ گئے سمجھوں وسی کیا خاک میں
لفظ جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا

وہ نہ سمجھی میری بیتابی میں بہکی گفتگو
ہای عرض شوق سی بھی مدعا جاتا رہا

مجھسے وہ میں منہ سے لپٹا از دیاد شوقمیں
یاں لحاظ وضع واں پاس حیا جاتا رہا

تم رقیبوں سی ملی ہمنے بھی دل بہلا لیا
اب ہمارا آپکا وہ واسطا جاتا رہا

کیا گلا اسکا خلاف وضع دونو ہو گئی
ضبط مجھسے تمسے انداز وفا جاتا رہا

٧٠ عالم پیری مبارک باد مدفن ہی نسیم
ولولے ٹھنڈے ہوی سب حوصلہ جاتا رہا ٨

کب میں فارغ قید وحشت سی لڑکپن میں رہا
پاؤں میں زنجیر پہنی طوق گردن میں رہا

دل پریشان تھا آنسو بھی پریشان ہو گئے
ایک ٹھہر آنکھ میں تو ایک دامن میں رہا

آتے آتے تا گلو سوز نفس سی جل گیا
ایکدم بھی کوئی پیراہن نہیں تن میں رہا

رنج ناحق فرق کب عصمت میں آیا آپکے
پردۂ نظارہ میرا چشم روزن میں رہا

گھٹتے گھٹتے تن بسان رشتہ باریک تھا
مدتوں مسکن ہمارا چشم سوزن میں رہا

کی صفائی غیر سے لیکن کدورت کم نہین		بعد صیقل مورچہ ویسا ہی آہن مین رہا
کافر و دیندار ہم مشرب محبت مین ہوی		فرق کیا تسبیح و زنار برہمن مین رہا
۷۱	ابتدا مین راحت دامان مادر تھی نسیم انتہا کا پھر مزا آغوش مدفن مین رہا	۱۱

بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا	ستانے کے لیے ہمکو بنایا
بشکل اشک ہون با قدر و بیقدر	وہ گوہر ہون کہ کھو یا جسنے پایا
نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام	عجب ہی تیرے لب پر کیونکر آیا
سر شک چشم کوئے آبلہ تھا	جو نشتر نوک مژگان نے لگایا
وہ مشتاق شہادت تھا دم ذبح	گلے سے مجکو خنجر نے لگایا
نہ اوٹھا گر کے آنسو کی طرح سے	عدم کا لطف ہستی مین دکھایا
ہوا ہر مہ بھی شاید حسن اغیار	جو ایسا تیرے آنکھون مین سمایا
مزا جوش محبت نے یہ بخشا	گلہ بھی شکر ہو کر لب پر آیا
ہوئی جھوٹی قسم کہانی جو منظور	خوشا قسمت مین اونکو یاد آیا
مگر واعظ بھی کوئی درد دل ہے	کہ بیٹھا آپ اور مجکو اوٹھایا

۷۲	نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ ہمین یارون نے مٹی مین ملایا	۲۰

کب یہان ہین خلش غیر سے دل شاد آیا	ساتھ قالب کی مری سایہ ہمزاد آیا
حشر مین جبکہ دم پرسش بیداد آیا	آپ کو لنگ بنا کر وہ پری زاد آیا
صدمۂ قید تعلق جو مجھے یاد آیا	الف وصل کے مانند مین آزاد آیا
موج مے جام و صراحی مین نہ ٹھہری دم بھر	تیری آنکھون مین جو رہنے کا مزا یاد آیا
دہن زخم سے ہنس ہنس کی نکل جای گی جان	گدگدانے کو گلو خنجر جلاد آیا

یہ غلط ہے کہ مرا ذکر کیا ہو تو نے
کوئی طعنہ تو نہ تھا مین جو تجھے یاد آیا

ایک نے بھی نہ سنا روز جزا صد افسوس
شکوہ یار جو بنکر مری فریاد آیا

دوست کیا تونی تو دشمن بھی نچھوڑا ایچرخ
اب وہ دہر کا نرہا دلمین کہ صیاد آیا

گلۂ یار مین مصروف ہوے ہین یہ دو حین
کیا فلک پر بھی کوئی عالم ایجاد آیا

بلبے غفلت کہ رقیبونکی گلی سے کچھ کچھ
اپنی ہستی کا مجھی آج نشان یاد آیا

تھا خیال لب شیرین جو دم نزع مجھے
مینے سمجھا ملک الموت کو فرہاد آیا

روح قالب مین نہ ٹھیری کہ ہوا غیر کا دخل
رشک تھا جسم مین کیون نشتر فصاد آیا

مردہ و زندہ زمین سے نہین باہر کوئی
ایک آغوش مین کیا مجمع اجساد آیا

خانہ زاد دل بیتاب ہی کچھ غیر نہین
نہ ٹرہ و لب پر اگر شکوۂ بیداد آیا

کر دیا اوس نگہ مست نے مجکو غافل
آج آنکھونمین مرے خواب خداداد آیا

جب اٹھتا ہی مری سینہ سے نالے دیلطن
آسمان اوسکو سمجھتا ہی کہ ہمزاد آیا

صورت جام ہون آغوش کشادہ ہر وقت
دہیان رہتا ہی کہ اب کوئی پریزاد آیا

بدمزاجی نگر اسدرجہ دم مرگ ای روح
تجہ مین بھی کیا اثر خاطر ناشاد آیا

ذبح کے وقت جو بیرحمی قاتل دیکھی
اپنے مرجانے پہ احسان قضا یاد آیا

۱۹	نذر کیا دیجیے اوس قاتل عالم کو نسیم ایک سر تھا سو تہ خنجر جلاد آیا	۷۳

ہوئین جب بند آنکھین خوف پرسش کا یقین آیا
ہوی بیدا ہم جب وقت خواب اپسین آیا

اوٹھی شعلی درون سینہ سے تعظیم فرقت مین
سرشک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا

تڑپ کر رات کاٹی ہی مگر افسوس ظالم
نہین آیا نہین آیا نہین آیا نہین آیا

وہ تھا محروم راحت مین وہ مقبول جفا تھا مین
کہ ایذا ڈہونڈہنے کو جو کوئی آیا یہین آیا

نیا یا کوئی لہجہ سا ہی زبان شاید زبانی مین
کہ ناصح سرزنش کرنیکو جب آیا یہین آیا

وہان تم گھر مین بیٹھے ہمنی توبہ کی محبت سے / تمہین عصمت کا دھیان آیا ہمین یاس دین آیا

ملا اعلیٰ سی اعلیٰ پست پستی سے ہوا باہم / فلک پر روح جا پہونچی بدن زیر زمین آیا

نہ ڈالی آنکھ مینی اسقدر تیرا تصور تھا / فرشتہ موت کا سو سو طرح بنکر حسین آیا

کہانتک شکر ہو او صید افگن تیری احسانکا / کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا

ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستون کا / بہار اپنی دکھائی کونسا خلوت نشین آیا

نہین تن جای آبادی یہ ویرانہ ہی او غافل / ہوا اک روز راہی اسکا نہین جب مکین آیا

خدا کی یاد تحفہ ہی جہانسے جانی والونکو / وہی کچھ لیگیا دولت جسی کچھ پاس دین آیا

ادب او نالۂ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا / ٹھہر آہ شرر زا پاس اب عرش برین آیا

خبر اپنی نرکھی اور کا کیا حال بتلاتا / ہدف ہوکر گیا اوس کوچے مین جب تماشا بین آیا

غرض کیا تشنۂ دیدار کو ہی اس سے پیالے / اگر لب تک چھلکتا جام آب آتشین آیا

اذیت دوست سے ہر چند لیکن دل بہلتا ہے / سبب کیا ہی ابھی تک تا صبح مشفق نہین آیا

پھر آئی فصل گل اٹھکھیلیان کرتی ہین دیوانے / ترقی پر ترا سودا ای زلف عنبرین آیا

کلام معترض کی جا سخن ہین ہم نہین کہتی / گیا محروم ہوکر جب کوئی یہان نکتہ چین آیا

۷۴	نسیم اک اور بھی رنگین غزل اس طرح مین کہیے / کہ ابتک جوش مضمونکا طبیعت مین نہین آیا	۲۱

غرض کیا ہی بھر ساقی جو وہ میکش نہین آیا / پھپھولے ڈالنے کو دلمین آب آتشین آیا

فغان بی صدا فریاد پنہان آہ پوشیدہ / اوٹھے دلسے جو تیرا ذکر چشم شرمگین آیا

دورنگی ابلق ایام کے طرفہ تماشا ہے / جسنے بالای زین دیکھا وہی زیر زمین آیا

حیات چند روزہ پر غرور اتنا نکر غافل / کہ مرغ روح اوڑکر آشیانتک پھر نہین آیا

ابھی سے فکر کر انجام مین آغاز عقبیٰ کے / کہ پھر افسوس ہی بیجا جو وقت واپسین آیا

بہت مدت مین دیکھا آج تجکو یار دیرینہ / کہان تھا کسطرف سے ای دل اندوہگین آیا

ہمہ اپنی روح سے منظور ہے پردہ جسم خاکی کو
الگ کاشانہ دل مین کوئی خلوت نشین آیا

یہ رغبت ہے تری صید افگنی کی ہر طبیعت مین
کہ خود صیاد آہو بنکے پہن کر پوستین آیا

اثر جذب محبت نے بڑی مدت مین دکھلایا
کہ جاتا تھا کہین وہ اور گھبرا کر یہین آیا

زبان تیغ دل ہرگز نہ پایا اوسکی سینے مین
ہدف تیر نظر کا ہو گئی جو آہوی چین آیا

ہمین تک اوپری دیوانگی کی یادگار تھے
ہماری بعد صحرا مین نہ کوئی جانشین آیا

مقرر ظالمونکو بھی پسند آتا ہے جھک جانا
خم شمشیر قاتل دیکھ کر ہمکو یقین آیا

ترا جلوہ وہ ہے قربان جسپر دونو عالم ہین
تمنا مین تری دنیا مین یوسف سا حسین آیا

لحد مین آکے دم بھر بھی نہ ہم اپنی کسی سینے کی
نہ کوئی دوست یان آیا نہ کوئی ہمنشین آیا

سمجھ لینگے قیامت کو نظر سے اوسکی حسرت ہے
لگایا جام مے منہ سے بغل مین مہ جبین آیا

دعا مستونکی بر آئی او نڈیلی تو نے مے ساقی
غنیمت ہے سبو تک تیرا دست نازنین آیا

غنیمت جان مہلت زیست کے یہ چند دن ہیں
کہ پھر فرصت کہان جب حکم رب العالمین آیا

کبھی کسو وقت مشق چاک مین کی دست وحشت نے
گریبان کونسا دن تھا جو دامن تک نہین آیا

وہ ہیبت تھی کہ جسپر آنکھ ڈالی روح گھبرائی
اجل مشتاق تھی قاتل کے آگے سہمگین آیا

یہ سچ ہے خلقت اصلی بنائی سے بگڑتی ہے
صفائی پھر کہان جب نام کی نیچے نگین آیا

٥٠

نسیم ایسی غزل لکھی کہ اب حس ہی پیدا ہے
ہوئی نیچی منہ حاسد ہنر ورونکو اب یقین آیا

١١

مجھکو احسان نظر یاد آیا
جب ترا ہوے کمر یاد آیا

جب نظر جانب خورشید گئی
جلوہ داغ جگر یاد آیا

بیکسی اپنی وہ رونا تیرا
مجھکو ہنگام سفر یاد آیا

کھینچ لائی کشش دل اونکو
بعد مدت یہ اثر یاد آیا

کیون لگادی ہے جھڑی برسن کی
کیا تجھے دیدہ تر یاد آیا

خلد مین جا کے نہ ٹھہرا دم بھر	اپنا ٹوٹا ہوا گھر یاد آیا
بوسہ مانگا تو کہا شرما کر	تھا فراموش نگہ یاد آیا
کیا قیامت ہے یہ جلدی تیری	بات تک کی نہین گھر یاد آیا
دل ہوا چاک کتان کی صورت	پھر کوئے رشک قمر یاد آیا
ہمسے رخصت طلبی کا باعث	کیا کسے اور کا گھر یاد آیا

٦٦	بر ہی پھر نظر آتی ہی نسیم طرۂ زلف دو سر یاد آیا	١٢

پر یونکا پس و پیش جو سامان نظر آیا	تابوت مرا تخت سلیمان نظر آیا
سمجھا مین اوسے عاشق دیوانہ یہانکا	جو کوئی یہان چاک گریبان نظر آیا
بے قید کیا جسم کو احسان جنون نے	دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا
ہے گلشن ایجاد بہار نفس چند	مہمان دو روزہ یہ گلستان نظر آیا
دیکھا نہ کہین در نہ کہین صورت دیوار	گھر اپنا مجھے صحن بیابان نظر آیا
افزائش وحشت سے رہا حال یہ برسون	جب آنکھ کھلی مجکو بیابان نظر آیا
تھا پرورش طفل مین آرام بھی لازم	ہر اشک نہ سایۂ مژگان نظر آیا
پایا دل آشفتہ کو گیسو مین تمہاری	پہلو مین پریشان کی پریشان نظر آیا
کیا سلسلۂ دہر بھی ہی طرۂ گیسو	جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا
ٹپکا جو مری آنکھ سے خون دل مجروح	ہم رنگ چمن گوشۂ دامان نظر آیا
انجام محبت کو جو سوچا ستم ایجاد	کچھ میری طرح وہ بھی پشیمان نظر آیا

٦٧	افسوس نسیم جگر افگار محبت پھر زلف کی مانند پریشان نظر آیا	٧

رخ پر جو ترے سایۂ گیسو نظر آیا	خورشید نہ سلسلۂ مو نظر آیا

ظلمت مین مجھے نور کا پہلو نظر آیا
رخسار چراغ شب گیسو نظر آیا

قربان اجل تھا کبھی جلاد کے صدقے
ای یار جدھر آنکھ پڑے تو نظر آیا

میزان عدالت ہین مرے دیدۂ پرآب
ہم وزن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا

سمجھا ہین ہم بدر و ہلال ای فلک حسن
رخ پر جو تمھارے خم ابرو نظر آیا

قاتل ادب ذبح سکھایا کیا ہر روز
برسون مرا سینہ تہ زانو نظر آیا

سرمی کا جو دنبالہ تری آنکھ مین دیکھا
اک ناوک پران پس آہو نظر آیا

۷	ولہ	۷۸

گلی مین بخت کی اونکا بھی کچھ قصہ نکل آیا
ہوی تھی صلح کس مشکل سی پھر جھگڑا نکل آیا

مین اپنی شور کی صدقی کہ دیکھا آج تو اونکو
بھرا غصے مین گھر سی شوخ بی پروا نکل آیا

ندامت جو ہوی ین گالیان افسانہ گو یونکو
وہ سنتی تھی کہانی ذکر کچھ میرا نکل آیا

کسیکا گھر نہین یہ تو گلی ہی سوچ او ظالم
گھر کتا کس لیی ہے بھولکر اسجا نکل آیا

مری تقدیر بدلی ضعف سی آواز کیا بدلے
وہ اپنی دل مین دشمن کے صدا سمجھا نکل آیا

جو سچ پوچھو تو صدقے مین تمھارے عکس عارض کے
کنول پھولے دلونکی رنگ غنچونکا نکل آیا

۱۲	نسیم اونکو جو اپنا جذب خاطر اسطرف لایا گلی بلبل کی روئی حوصلہ دلکا نکل آیا	۷۹

قلق سے دم لبو پر خواہش دیدار مین آیا
وہ آیا بھی تو چھپکر پردۂ اسرار مین آیا

رقیبونکو جلایا آئنہ کی دید بازی نے
دل عاشق نئی صورت سی بزم یار مین آیا

سواد حسن گلشن کم نہین تحریر رنگین سی
صحیفہ ہو سم گل کا خط گلزار مین آیا

برابر عاشق و معشوق کو رکھا مقدر نی
وہ ملک حسن مین من عشق کی سرکار مین آیا

ہمارا بھی خدا ہی زاہد و اتنا نہ اترا تو
وہ کافر ہی جسے شک رحمت غفار مین آیا

مجھے حیرت ہی حالت دیکھ کر شیخ و برہمن کے
کہ ہر ناداں فریب سبحہ و زنار مین آیا

بہت مشکل ہے رہنا پاکدامن لعبت دنیا سے ۔ اولجھ کر رہگیا جو وادی پرخار مین آیا
برہمن دیر کو راہی ہوا اور شیخ کعبی کو ۔ نکل کر اس دو راہی سی مین کوی یار مین آیا
خط عنبر رنگ نی آکر ہٹائی حسن کی قیمت ۔ خبر تو نہی کہ بال آئینہ رخسار مین آیا
برا ہی جان جان دل توڑنا امیدوار و نکا ۔ خلاف وضع ہی گر فرق کچھ اقرار مین آیا
نہین کرتے تمیز نیک و بد کچھ رند بدمشرب ۔ بنی گا محتسب گر صحبت میخوار مین آیا
گڑے جاتی ہین شمشاد و صنوبر فرط غیرت سے ۔ الٰہی کونسا سرو رواں گلزار مین آیا

۱۵	وله	۸۰

بہلا کیا خاک زیر خاک پایا ÷ ۔ گریبان کفن تک چاک پایا
ملا کیا اور رونے سے مگر اشک ۔ حجاب دیدۂ نمناک پایا
مزا بخشا تری صید افگنی نے ۔ کہ مر کر گوشۂ فتراک پایا
کھلی گر آنکھ بہی تو کچھ نہ دیکھا ۔ کہ سر پر سایۂ افلاک پایا
دم خلقت جو ہستے پر نظر کے ۔ بشر کو ایک مشت خاک پایا
لیا بوسہ تو فرمایا بگڑ کر ÷ ۔ نہایت آپ کو چالاک پایا
زمانے مین زبان یار تہا مین ۔ کہ جب پایا مجھے بے باک پایا
کہاں خونریزۂ عالم اور ایسا ۔ غنیمت تجھکو او سفاک پایا
نتہا کچھ زلف برہم الجھنون مین ۔ جو یون ہر تار دامن چاک پایا
دل ناخن زدہ کیونکر نہ چمکے ۔ کہ اسنے جلوۂ حکاک پایا
دم مستی نہالان چمن کو ۔ بہت تاکا تو نخل تاک پایا
ٹھہرا ے حسرت دل اور تجکو ۔ انیس خاطر غمناک پایا
اثر زا تہا وہ حال وحشت دل ۔ قلم کے بہی جگر کو چاک پایا
وہ گرمی تہی تب سوز نہان سی ۔ ہما نے استخوان کو خاک پایا

۸۱	محبت مین نسیم دہلوی کو غلام سرور لولاک پایا	۱۴

یقین کو اپنی عاشق نے ہمیشہ بی خلل پایا	تصور جب ہوا صادق تجہی زیر بغل پایا
مقام ناز کیا ہی سینۂ عاشق مین آنی سے	جناب عشق نی ٹوٹا ہوا دل کا محل پایا
فراغت کب میسر آی روحونکی کشاکش سے	نہین خالی مشقت سی کبھی دست اجل پایا
نہ غم ہی رنج اوٹھانیکا نہ کٹھکا ہی جگانے کا	نہایت بی تردد آنکہ نی خواب اجل پایا
دم طفلی سے جانین سیکڑون قربان ہوتے ہین	تمہاری مردم دیدہ کو بیمار ازل پایا
نہین ہوتے وہ سیدھے جنکو قسمت پیچ دیتی ہی	ہمیشہ طرہ ہای لف مین شانی نی بل پایا
اسیکے مہربانی سے یہ تکلیفین اوٹھاتی ہین	دل مضطر کو ہمنے دشمن زیر بغل پایا
پسند طبع ہوتا ہی جو معشوقونکو مرجانا	ہمیشہ روح کو عاشق کی مشتاق اجل پایا
حقیقت مین پسند طبع صانع بی لباسی ہے	کہ جانے تن کو تن نی جان عریان ازل پایا
مقرر صحبت ناجنس سے توقیر گھٹتی ہے	ملے جب نقرہ و مس رتبۂ سیم دغل پایا
خدا کی راہ مین مرنا حیات جاودانی ہی	فنا ہو کر بقا کی لطف کو نعم البدل پایا
نہین خالی رہیگا کوئی آسیب زمانہ سے	کسیکو آج حاصل ہی کسینے رہ کی کل پایا
الٰہی روز سوجائی یوہین فتنۂ عالم	مزا بوسونکا ہمنے آج بی ردوبدل پایا

۸۲	نسیم اطراف مضمون کسقدر سر سبز ہین دیکھو زمین شعر مین جس روز سے ہمنی عمل پایا	۱۶

جہانمین نقص پر سیسے سفر ظالم نی کم پایا	کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا
مکان ہو تو مکین ہوتی ہین از خود غیب سے پیدا	کہ چشم مردہ کو بہی منزل خواب عدم پایا
بشر کا ایکصورت پر ارادہ رہ نہین سکتا	کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا
کبھی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نی	مرے آنکھونکو دامن نے سدا ابر کرم پایا

نہین ممکن جدائی رات اور دنکی تسلسل مین
بشکل عاشق و معشوق دونونکو بہم پایا

کہلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنیکے
او سے بالا ہی کو دیکہا جسے زیر قدم پایا

رہا ترک ادب کا پاس مجکو اسقدر باقی
مین دوڑا سر پہ لینی کو جسے تیر ستم پایا

بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکہتا ہی
ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دودم پایا

ہزاروں منتین کین بر خلاف اسکی نہین دیکہا
تمہاری ہٹ کو بہی یکجان جان ہمنی قسیم پایا

جہان سینی مین دل ہی آرزو بہی ساتہ ہی اسکے
ہمیشہ دو لبونکی طرح دونونکو بہم پایا

جہکا دیتی ہی حاجت بیشتر عالی فراجون کو
سدا اپنی سر مضمونکو پابوس رقم پایا

نکل جائینگے دلمین جمع صلے جو جو کہ آئین گے
کہ گردش کو مری مضمون نی میدان قلم پایا

تصور ہے میرا جسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہے
کہ جب مینی اسے دیکہا ہم آغوش صنم پایا

فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل
ہجوم خواب کو بہی ہمنی سامان عدم پایا

تصدق جائیے سو طرح تقدیر عاشق کے
ملی راحت نہ دنیا مین نہ آرام علم پایا

۸۳	نسیم اب شکر کی جا ہی لحاظ انکار کا ٹوٹا ملی ہمکو اجازت لطف پہلو ہی صنم پایا	۶

مقام شکر ہی جلاد سے گر زخم تن پایا
نہ مدفن بہی ہستی کے لیی ہمنی دہن پایا

نہ خوش آیا ہمین کچہ اس دل افسردہ کی باغ گشت
نہ راحت دشت مین دیکہی نہ لطف انجمن پایا

بشکل شمع ساری رات رو رو کر بسر کی ہی
یہی اس عالم فانی مین لطف انجمن پایا

پریشانی مین کاٹی عمر جبتک دم رہا باقی
نہ کچہ لطف سفر دیکہا نہ راحت در وطن پایا

ہوئی بخشش جو قسّام ازل کی مہربانی سے
تو روح ناتوان نی اپنی خاکی پیرہن پایا

۸۴	نسیم اب تک وہی خم دم ہی پیری مین جوانی کی کسی دن بہی نہ ہمنی گم تمہارا بانکپن پایا	۷

افتادگی نے اور ہی عالم دکہا دیا
نقش قدم سمجہ کے ہر اک نی مٹا دیا

پر درد اسقدر تہی مری داستان غم
دریا بہا دیا جسے قصہ سُنا دیا

احسان بڑا یہ تو نی کیا ہمپہ اے صبا
اک مشت خاک تہی سو وہی بہی اوڑا دیا

سمجہا وہ کہیل کار قضا و مسیح کو
مارا جو چشم سے تو لبون سے جلا دیا

ہین عندلیب نالہ کی زورون پہ چہچہے
داغون نے بوستان مرا سینہ بنا دیا

یہ حسن تہا کہ آنکہ ہماری جہپک گئی
پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹہا دیا

۸۵

گم گشتگی نصیب کے دیکہو تو ای نسیم
قاتل نی یاد کرکے مجہی پہر بہلا دیا

۱۰

دل کسی مشتاق کا ٹہنڈا کیا
خوب کیا آپ نے اچہا کیا

آج حیا آنکہ کی کچہ اور ہے
چاہنے والا کوئی پیدا کیا

ہای رے پیمان شکنی کی مزے
جب مین گیا وعدۂ فردا کیا

کچہ تو کسی نے انہین سمجہا دیا
ہم جو گئے آج تو پردا کیا

گو کہ نہ تہا میری طرف منہ مگر
ترچہی نگاہون سے وہ دیکہا کیا

آہ کے تقصیر نہین ہے مگر
بے اثری نے مجہے رسوا کیا

کہہ کے لے آتی ہین تمہین ہوشیار
یہ نہ کیا ہمنے تو پہر کیا کیا

موت کے صدقے کہ یہ کہتی تہی وہ
آج نہ اوسنے کوئی پہیرا کیا

آپکی احسان کی تعریف ہے
مینے اگر شکوۂ اعدا کیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے
تمنے تو خود آپ کو رسوا کیا

قدر میری تمنے نہ کی ورنہ مین
کیا کہون کیا آپ کو سمجہا کیا

مینے تو ایجان جہان جان دی
تمنے ادا حق وفا کیا کیا

پہر وہ نہائے عرق شرم مین
کسنے مری عشق کا چرچا کیا

مین دل صد چاک کا کہتا تہا حال
شانہ عبث زلف سے اولجہا کیا

۱۷	اوسکی نظر مین ہوا ہلکا نسیم مجسے مرے شوق نے یہ کیا کیا	۸۶

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا
نہین تو دوست دشمن کا گلا کیا

نہ آیا نامہ بر گہبرا رہا ہون ؛
نہین معلوم کیا گذری ہوا کیا

بہت اچھی نہایت خوب گذری
اجی آفت زدونکا پوچھنا کیا

ندو مجبکو مبارک باد بے سود
بُری تقدیر والونکا بہلا کیا

یہ کیون چتون پہری کیون آنکہ بدلی
بہلا مینے قصور ایسا کیا کیا

کبہی اوس کوچے مین ٹہیریگی مری خاک
نہوگا کوئی احسان ہوا کیا

امید اوس سے غلط سمجہایا او دل
ستمگر سے تمنائے وفا کیا

بڑہا کر ہاتہ لین اونکو یہ مشکل ؛
نصیب ایسے مبارک پہر دعا کیا

نہ گہبراؤ اجی کروٹ نہ بدلو
ارادے ہین ابہی خاطر مین کہیا کیا

یہ کبتک پارسائی عاشقونسے
محبت ہی تو پہر ہمسے حیا کیا

جگر پانی ہے صدمونسے لہو دل
مرے سینے مین او ظالم رہا کیا

کیا ہوتا کوئی احسان تو ظالم
کرینگے شکر تیرا ہم ادا کیا

نہین ممکن کہ تجبکو رحم آئے
وہ مین کیا اور میرے التجا کیا

معاذ اللہ گر ہے نوجوانی
رہوگے عمر بہر تم پارسا کیا

کہان ہی درد دل مین جو کبہو ہی
مزا دیگا ہمارا ماجرا کیا

کسے دیکھا کہ بہولا آپ کو بہی
تعجب ہی یہ مجبکو ہو گیا کیا

۹	نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو یہ چرچا ہو رہا ہے جابجا کیا	۸۷

رحم سوئے خاطر ناشاد کیا
مہربان بہولے ہوؤن کی یاد کیا

کب وہ آتی تھے کہ مین راضی ہوا
مُنہ دکھائے گی مجھے فریاد کیا
راحتین ہونگی نصیب دشمنان
مجپر احسان مبارک یاد کیا
کس ستم سے تیرسے پھیرا ہمنے منہ
کہہ رہا ہے اوستم ایجاد کیا
قتل ہی کرتا نہین اتنا تو کہ
آرزو ہے تجکو او جلاد کیا
چاہتے تھے جنکو اونکی لو خبر
پھر رہے ہو اپنی گھر مین شاد کیا
ہائے وہ حسرت جو میری لمین ہی
اوسکی پرسش اوستم ایجاد کیا
یہ وہ لذت ہے کہ جو آئے نہ یاد
بھول جائینگے تری بیداد کیا

۸۸	لکہ بطرز خود غزل کوئی نسیم امتحان خاطر آزاد کیا	۷

وہ نہین تمکو نہو سگے یاد کیا
ایسے ملنے کی مبارک باد کیا
کچہ اثر مجہ مین نہ میری شور مین
ہائے مین کیا اور مری فریاد کیا
بندہ پرور یہ بناوٹ تو معاف
تم بھلا مجکو کروگے شاد کیا
مین ابھی راضی نہین ہان اور بھی
کچہ نئی کہاتین نہین ہین یاد کیا
دل دھڑکتا ہی تامل سے تری
سوچتا ہی جی مین او جلاد کیا
چاٹتا تھا تیغ خون آلود کو
تھا حریص لذت بیداد کیا

۸۹	فکر بے پہلو سے حاصل کیا نسیم ہوگے اس مضمون سے خاطر شاد کیا	۱۹

ای مرگ دیکھتی ہی انہین بار بار کیا
سینے کے زخم بھی ہین شگاف مزار کیا
بدلو جو رنگ روئیطرح اختیار کیا
ای جان امید وعدۂ بی اعتبار کیا
اس وصل مین فراق فلک بھی نکر سکا
لیتے ہوے ہین ہنج اس لیل و نہار کیا
آنکھین کھلی ہوی ہین جھپکتی نہین پلک
تکلیف نزع بھی ہی شب انتظار کیا

بھری ہو تم بھی ناصح نافہم کیطرح
جو پوچھتا ہون پوچھتے ہو بار بار کیا

مانے نہ مانے مرگ سہی کیونکر کرون سوال
جسطرح تیرا دل کہ مجھے اختیار کیا

کب ہی فریب راحت دشمن پر اعتماد
تلوے کھجای گی خلش نوک خار کیا

رکھتی ہے مثل روح جو آغوش میں خراش
معشوق آبلہ ہی کوی نوک خار کیا

سائل ہون ایک بوسیکا درکار گا نہین
مین طول مدعا مین کرون اختصار کیا

انجام دیکھتی نہین آغاز کے سوا
ہے طول زلف رحمت پروردگار کیا

بیتابیون کے ناز اوٹھانی مین رات بھر
تھا جوش شوق جلوہ دیدار یار کیا

ہنگام وصل یار بہی یہ بھولتا نہین
داغ فراق ہے ستم روزگار کیا

قاتل نے بعد ذبح کی آنکھین نکال لین
دیکھین گی شکل راحت خواب مزار کیا

مانند بوی چارہ رلبو مین نہان ہی ہمین
پوشیدہ گی ہو میری بھلا آشکار کیا

نیلی سے دیدے اک کفنی دود آہ کی
اے روح پوشش بدن سوگوار کیا

جکڑ مین ہی نصیب تو گردش مین آرزو
ہمدور آسمان ہی مرا روزگار کیا

جھگڑے مین ہون کشاکش انفاس کیطرح
کم ہو سکے گا مشغلہ انتشار کیا

مانند روح قید تعلق سے عار ہے
جب جسم ہی نہین تو نشان مزار کیا

۱۷	بدلا ہوا ہی رنگ مزاج اندنون نسیم دیکھین جہانکا گلشن ناپائدار کیا	۹۰

قالب ہوا خراب ترے غائبانہ کیا
او مرغ روح بھول گیا آشیانہ کیا

مجنون کی سرگذشت نہایت ہوی پسند
ایدوست بے اثر تھا ہمارا فسانہ کیا

شب کیا ہوئی جہان مین اندھیر ہو گیا
بدلا ہی ایک رنگ مین رنگ زمانہ کیا

یاران غمگسار بہت جلد اوٹھ گئے
کیا ہو گئے وہ لوگ ہوا وہ زمانہ کیا

مانع ہوی حنای قدم گل خرام کی
دیکھین تو آج یار کرے گا بہانہ کیا

دو دن کے شوہر مین تری حسن ملیح کی
ایدوست یہ رہی گا ہمیشہ زمانہ کیا

آغاز گفتگو ہی سے ہین بدگمانیان
سمجھا ہی کوی دوست انہین دشمنانہ کیا

یہ بے کہی کہتا ہی چالاکیونکے زور
رہوار عمر کو خلش تازیانہ کیا

ثابت ہوا کہ عالم ہستی ہی بی ثبات
کھینچے گا پھر عدم کیطرف آب و دانہ کیا

زلفونکی بھی ہوس ہی محبت ہی خال کے
لائی گا اپنے دام مین ہمکو یہ دانہ کیا

منظور جبہ سائی عاشق نہین تجھے
خالی پڑا رہی گا یون ہی آستانہ کیا

مقتل مین ہے اجازت جاروب بعد قتل
قاتل مگر پڑھے گا نماز دوگانہ کیا

عاشق کا دل نہ دیکھ کہ جاتی رہین حواس
نظارہ سوی سینۂ صد چاک شانہ کیا

رو دیا یہ آسمان کہ ہی تر دامن زمین
مطرب نی میرے حال کا گایا ترانہ کیا

دیکھا ادہر کو تو نے پڑا تیر ناز ادہر
استاد رخ بدل کے اڑایا نشانہ کیا

خط ناتمام سائل رخصت ہے مرغ روح
قاصد سی پہلی ہو گا یہی خود روانہ کیا

۹۱

کیا تاب مدعی جو زبان تک ہلا سکے
لکہی تبسم نے غزل عاشقانہ کیا

۱۵

وہ نمانینگے احبا اونکو سمجھائینگے کیا
پہلی ہی قسمت نے ٹھہرا دی ہی ٹھہرائینگے کیا

وای قسمت کہ رہی ہین دو ہرے سے یکیک
کس لیے تکلیف کی ہی آپ فرمائینگے کیا

دیکھ لے تاثیر اونکی بھی فراق یار مین
نالی خود دشمن مندہ ہین منہ تک مری آئینگے کیا

غیر ممکن ہے کبھی آرام سی سوئین حریص
ہاتھ تو کچھ نہین ہے پانو پھیلائینگے کیا

اونکی ہر جمی سی کب ڈرتا ہون جنکو یہ لحاظ
منہ تو دکھلاتی نہین آنکھین وہ دکھلائینگے کیا

آپکو فرصت ملی رسوائیون سی یہ محال
اور پھر یطرح سی عاشق نہ ہو جائینگے کیا

کب تعرفع سی وہ آئین لاش عاشق دیکھنے
ہمنے مانا جان ہی کھوئی تو پھر پائینگے کیا

بعد مرنے کے رہین گے داغ سینہ جلوہ گر
گلشن تصویر ہون مین پھول مرجھائینگے کیا

مر بکف پھرتی ہین بہت سی امید مرگ مین — کھینچ کر تیغ دو دم ہمکو وہ دکھا تینگے کیا
یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان سے پائین گے — حور و غلمان و پری مجکو بہلا بہا آئینگے کیا
رہ گئی ہین ٹوٹ کر شانی ہین گیسو کی جو بال — افعی مردہ ہین یہ ای دوست لہرا ئینگے کیا
جہوٹے وعدے کا ارادہ دلمین آیا شاید آج — کیون بلایا ہی اگر پھر لی قسم کہا ئینگے کیا
کسطرح بہلائین گے مجکو یقین آتا نہیں — حور و غلمان بھی تمہاری شکل بن جائینگے کیا
گھورتا ہی یہ ادھ نہین وہ میل کرتا ہی ادھر — دیدہ و دل میری مجکو پائین [illegible] تینگے کیا

۹	یہ غلط ہی حشر کو پردہ کرین ای نسیم عاشقو نکو دید سے بہی اپنی ترسا ئینگے کیا	۹۲

اضطراب دل مرا آخر فراد کہلا گیا — اپنی بیتابی کی ہین صدقی او بھی رحم آگیا
ہای قسمت مینتو نسے میری راضی تہی مگر — کچہ لحاظ پاک دامانی او نہین سمجھا گیا
دیکھکر خنجر بکف مجکو امید مرگ مین — ہنسکے قربانی لگے مرنا تجھی بھی آگیا
کیا کہون ذبح کی دی کس کس نے جوش عشق مین — تیری صورت بن کی جو آیا مجھی ترسا گیا
دی کی حکم قتل میری لاش پر رونے لگا — ذی مروت تہا نہایت وہ بہ الفت آگیا
کی صبا نے کوئی گستاخی مقرر زلف سے — سامنی آنکھو نکے آگ دو جگہ سایہ چھا گیا
تو نے اتنا بہی نپوچھا لی سبب پر کیون — مدتو نتک ابر گریہ روز منہ پر سا گیا
ایک بوسہ بہی نہین اچھی طرح لینے دیا — بولے جہنجلا کر اجی بس دم مرا گھبرا گیا

۷	دیکھیے عمر دو روزہ مین ہو کیا صورت نسیم ایک ہی لغمی مین غم سارا کلیجا کہا گیا	۹۳

خندہ کیون لب پر تری او مجو بیدا دا گیا — کیا تجھی کوئی ستم بھولا ہوا یاد آگیا
شومی تقدیر بد پر ناز کرنا چاہیے — سوی گل دیکھا نہ تہا ہمنے کہ صیاد آگیا
وصل کی شب تا سحر ہو ہی تبسم نی لیے — ہجر مین منہ چومنی کو جوش فریاد آگیا

دی مبارکباد آزادی اسیرونکو اجل
پانوسے زنجیر نکلے سر پہ جلاد آگیا

رک گیا ساقی کا جی رندونکے چھری ہین اودہس
دیکھہ تو محفل مین تیری کون ناشاد آگیا

ہای بہیجا ہی رقیبونکو عیادت کی لیی
ہمکو تیری رحم مین بہی لطف بیداد آگیا

٩۴ — ١۴

دید کی قابل ہی اوسکی ناامیدی اے نسیم
ہاے وہ طائر جو زیر دام صیاد آگیا

زخم بالیدہ ہوے داغونپہ جوبن آگیا
پرورش پا یا گیا جو زیر دامن آگیا

دوری امید آخر کہینچ لائی متصل
دشنۂ قاتل قریب خطِ گردن آگیا

اشک خون آلودہ سی ہی پیرہن بلبل فزا
اور ہی رنگینیونپر اب تو دامن آگیا

کونسا یہ خاکسار آتا ہی دیکہہ او شہسوار
اک بگولا سا قریب گرد توسن آگیا

دست وحشت نے مٹادی آج دونونکی خلش
کچہ گریبان جہک گیا کچہ پاس دامن آگیا

شورش رستخیز محشر نے جگا یا تہا مگر
میری آنکہونکو لحاظ خواب مدفن آگیا

بہ گیا دل خون ہوکر رہگیا درد فراق
دوست کے بدلی مری پہلو مین دشمن آگیا

توڑکر تسبیح میل رشتۂ زنار ہے
بعد مدت یاد اک طفل برہمن آگیا

دشمنونکی پردہ پوشی کی ہوائی شوق نے
گردنونمین خار سے پیراہن تن آگیا

آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی
مثل اخگر دل تہ دامان گلخن آگیا

باغ عالم مین بشکل بلبل تصویر ہون
کچہ غرض رکہتا نہین گر سوی گلشن آگیا

صورت سوزن بنا کر بخیہ گر کی ہاتہ مین
بوسۂ چاک جگر لینے کو آہن آگیا

ای فلک شاید گمان خندہ اپر بہی ہوا
جو لب ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا

٩٥ — ١٠

آج راحت پاے احسان اجل سہی ای نسیم
فاتحہ پڑہنے لحد پر یار بدظن آگیا

گیا آج جلد تیر نظر کام کر گیا
اُف تک نہ کر سکے کہ جگر سے گذر گیا

جوش سرشک دیدۂ ترمین کبھی کہان
دریا یہ وہ نہین کہ چڑھا اور اوتر گیا

اللہ ری سیاہی شام شب فراق
مجسا امیدوار اجل صاف ڈر گیا

روز جزا بھی پاس رضا آگیا مجھے
منکر ہوی وہ قتل سے مین بھی مکر گیا

چلا رہا ہون یاد دل گم شدہ مین مین
ای میرے لاڈلی میری پیارے کدہر گیا

جاگو غنودگان اجل خواب تا کجا
تا جیب طول چاک قبای سحر گیا

اللہ رے کرشمہ تیغ ادائے یار
کوی ذبیح کوی طپان کوی مرگیا

اب دست احتیاج اوٹھانی سے فائدہ
برسون گذر چکے کہ دعا سے اثر گیا

تنگی نے اعتقاد دہن دلسے کہو دیا
افراط نازکی سے گمان کمر گیا

۹۶

سمجھا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم
طی جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا

۱۵

کس منہ سے کہتی ہو کہ ترا وقت ٹل گیا
کچہ آپکا مزاج نہ تہا جو بدل گیا

خالق کو تہی پسند جو برگشتگی مری
پتلا ہزار بار بنا اور بدل گیا

اب جای خون دہان جراحت مین پیپ ہے
کیا انقلاب ہے کہ لہو تک بدل گیا

مانند طفل اشک ہون ابتر سرشت مین
پیدا ہی ہوتی آنکہ سے باہر نکل گیا

انجام عمر سے بڑہی کیا کیا خمیدگی
دن کم رہا تو سایۂ دیوار ڈہل گیا

اللہ ری بیکسی کہ یہ نوبت ہی آج کل
ارمان تک بھی دلسے ہمارے نکل گیا

پہبتی سنائی یار نے آئے ہلال عید
ملنے کو جہک کی مین جو قریب بغل گیا

ہان التفات یار سے بیمار جان بلب
اچہا تو کیا ہوا ہی مگر کچہ سنبہل گیا

بوسے نسے غیر کی لب شیرین ہوی مین تلخ
بگڑی وہ چاشنی وہ قوام عسل گیا

کب برہمی کی شکل نہ پیش نظر رہی
کس روز تیرے طرۂ گیسو سے بل گیا

ممکن نہین کہ راست کبھی کج مزاج ہو
اس چرخ پیر کا نہ جوانی سے بل گیا

پھر کہدیا کچھ اوس بت وعدہ خلاف نے
پھر کچھ دنون مریض محبت سنبھل گیا

تھا خوف اسقدر چمن روزگار سے
جب کوئی گل ہنسا تو مزاجی دہل گیا

صیاد ساتھ ہی چمن کائنات مین ÷
قسمت تو کیا کرین گے اگر دل بہل گیا

۱۱	مدت کے بعد ربط سخن پھر بڑھا نسیم مضمونکی تازگی سے ذرا دل بہل گیا	۹۷

ٹھہرے اولٹر کے سانس یکوقت ٹل گیا
منت کچھ اور مان کہ مین پھر سنبھل گیا

شانے کی راستی یہ کجی کیا مٹائیگی
ہم بندگی کرینگے جو زلفونسے بل گیا

دوڑو خدا کیواسطے دیکھو تو کیا ہوا
کہتا ہی کوئی ہائی کلیجا نکل گیا

کیون لائی دوستا وسکو عیادت کیواسطے
دیکھا جو میرے زخم جگر کو دہل گیا

موقوف کر لگائیگا پھاہی کہان کہان
اے چارہ گر تمام کلیجا ہی ہل گیا

چھوٹے تسلیون کی توقع گذر گئی
جلد آ ترے مریض کا منکا بھی ڈہل گیا

افسوس کر رہا ہی وہ پہچانتا نہین
اس حال پر نثار مین ایسا بدل گیا

توبہ تو ہی بلا سی جو ویسا نہین ہے دل
زاہد بشکل شیشۂ مے کیون ابل گیا

افسوس ہم جہان سے بے آرزو چلے
لو وہ بھی آکے خود کف افسوس مل گیا

دیکھا جو اوسکو آنکھ جھپکی کچھ نکہ سکا
واعظ کا بھی قدم نجما لو پھسل گیا

۱۴	سامان سفر کی ساتھ ہین ہر وقت اے نسیم کیا خاک اس جہان مین مزاجی بہل گیا	۹۸

ہیبت سے مرغ روح بدن سے نکل گیا
تیر نگاہ جب کوئی سن سے نکل گیا

تکلیف ہو نہ بازو قاتل کو اسلیے
اک ایک استخوان مری تن سی نکل گیا

کیا تنگ گور کین دل بیتاب سی رہے
تڑپا مین جب مزار کہن سی نکل گیا

کیا کیا نہ دود آہ نی کین ہین بلندیان
ایسا بڑھا کہ چرخ کہن سے نکل گیا

اللہ رے سوز ہاتہ ابہی تک بندہی تہے نہ
شعلہ بھڑک کے تارِ رسن سی نکل گیا

بخشی درازدستیِ وحشت نے مخلصی
لاشہ مرا حجاب کفن سے نکل گیا

اب جائی حسن سبزہ نوخیز ہے نمود
آب حیات چاہ ذقن سے نکل گیا

لاشہ مرا لحد سے ہوا جاکے ہمکنار
دولہا کا اشتیاق دلہن سی نکل گیا

مضمون آبدار نے جنبش لبونکو دی
گوہر سخن کا دُرج دہن سے نکل گیا

تن کاہشِ فراق سے مثل خیال تہا
گذرا لحد سی صاف کفن سے نکل گیا

پائی نہ قدر سیدہی بہی قد کے روبرو
بل راستی کا سروِ چمن سے نکل گیا

اصلاح کی یہ نکہت گیسوی یار نے
سودا دماغ مشکِ ختن سی نکل گیا

رخ جلوہ گر ہوا شب زلف سیاہ سی
مدت کی بعد چاند گہن سے نکل گیا

یاران رنج دوست نے دین وہ اذیتین
مین منہ چہپا کے اپنی وطن سی نکل گیا

۱۳	مانع ہوئی نہ کچہ سپر آسمان نسیم ہر تیر آہ چرخ کہن سے نکل گیا	۹۹

جب اختیار قید سخن سی نکل گیا
نالہ کلام ہو کے دہن سے نکل گیا

کیا رنج ترک صحبت احباب کا ہوا
دو چار کوس جب مین وطن سی نکل گیا

آئی نظر نہ تربت پروانہ جب کہین
ہر اشکِ شمع بہ کے لگن سے نکل گیا

کیا حال دل چہپے کہ جہان دو گواہ ہون
رو کا نگاہ کو تو دہن سے نکل گیا

باقی رہے صراحیِ غنچہ نہ جام گل
سامانِ انبساط چمن سے نکل گیا

دنیا کے رابطے سے مُرادِ دلی ملے
مردونکا کام صحبت زن سی نکل گیا

زلفین ہٹا کے بوسہ رخسار لے لیے
مطلب ہمارا سانپ کے منہ سی نکل گیا

ایدل ہزار حیف جو مقتل سے پاس ہٹے
وہ سور پہر نہین ہی جو رن سے نکل گیا

دامن تک اشک آکی نجائینگے آنکہ مین
پہرتا نہین گُہر جو عدن سے نکل گیا

رشک اسقدر دیا لب و دندان یار نی — گوہر عدن سے لعل یمن سے نکل گیا
رہوار عمر کی نظر آئی نہ گرد تک — توسن کمال تیز تہا سن سے نکل گیا
افسون دلفریب سے ہم آشنا نہ تھی — آخر کو یار حیلہ و فن سے نکل گیا

۱۰۰ — ۱۱

اُس ہوم کی پڑہی ہی غزل آپنے نسیم
تحسین کا شور بزم سخن سے نکل گیا

دل لگے آتے ہی یہ نقشا ہو گیا — کیا بتاؤن دوستو کیا ہو گیا
تمنے فرصت پائی گہر بیٹھے طبیب — مر گیا بیمار اچھا ہو گیا
کر چکا تھا کام افسونِ رقیب — آج ہمسے اونسے برچہا ہو گیا
اونپہ دل آیا بڑی مشکل پڑی — مدعی پہلو مین پیدا ہو گیا
ہای بیتابی نے میرے کیا کیا — حال سب اونپر ہویدا ہو گیا
ایک ظالم پر طبیعت آ گئی — پہر وہی اب حال میرا ہو گیا
شکر ہی پیدا کیا خالق نے جسم — روح کا کچہ دنکو پردا ہو گیا
کہل گئی زخمون کے مُنہ اچھا ہوا — درد کے بڑہنے کو رستا ہو گیا
تو ہی چل ای روح جوش شوق ہی — خط کے آنے مین تو عرصا ہو گیا
وقتِ بد کچہ پوچہ کر آتا نہین — ہنستے ہنستے اونسے جھگڑا ہو گیا

۱۰۱ — ۱۰

حال کیون ابتر ہی اسدرجہ نسیم
سچ کہو دل کسپہ شیدا ہو گیا

مجکو سمجھاتا تھا یا تو آپ شیدا ہو گیا — مین تو دیوانہ تھا ای ناصح تجھی کیا ہو گیا
آدمی کیسے فرشتے سیکڑون موجود تہے — میری لاشی پر جو وہ آئی تماشا ہو گیا
مین نہ کہتا تھا نہ دیکھو آئنہ اچھا نہین — صدقی جاؤن حال میرا سا تمہارا ہو گیا
ابتو افسانی کی میری ہر طرف اک دہوم ہی — مر گیا گو مین بلا سے نام تیرا ہو گیا

شکر ہی دنیا سے اوٹھا آج شیدا آپکا — جان دینا اس مرض والی کو اچھا ہو گیا
دشمنی کی مجھسے میرے ازدیادِ شوق نی — اضطراب ایسا بڑھا آخر کو پردا ہو گیا
سو گئی اونکی فریب وعدہ سے شب کٹ گئی — ہائی اب چونکے کہ جب ایسا سویرا ہو گیا
کوئی ناواقف اگر کہتا تو کہتا غم نہ تھا — کیون جی تم بھی مجھکو کہتی ہو کہ سودا ہو گیا
یہ ہذ کا یہ عقل ایسے ہوش سب جاتی رہی — مجھکو حیرت ہی خدا جانی مجھے کیا ہو گیا

۱۰۲	پھر وہی دہومین پڑین حشت کے میری ای نسیم پھر وہی جوش گذشتہ دلمین پیدا ہو گیا	۱۲

تیری بالائی کا شہرہ سب سے بالا ہو گیا — تو نرالا کیا ہوا عالم نرالا ہو گیا
شام مرقد چاندنی تھی تیری رخ کی دہیان سے — چاند ہیر اسامنے آیا اوجالا ہو گیا
وہ سخی تھا بعد مردن دین ہما کو ہڈیان — گوشت باقی تھا سو مرقد کا نوالا ہو گیا
حلقۂ رخ زلف تھی تھا نور رخ کا گرد زلف — ہالۂ مہ شب ہوئی مہ شب کا ہالا ہو گیا
اوس گل کو زندگی تھی زہر ہو دی کو ہوئے — سانپنے چاٹی جو شبنم منہ مین چھالا ہو گیا
ساغر امید بن جاتی ہی انسان کی دعا — ہاتہ جب سوی فلک اوٹھا پیالا ہو گیا
دل مشبک ہی تو سینہ ہر طرف سی ہی شگاف — تیرے مژگان کا تصور ہمکو بھالا ہو گیا
ابر نیسان کی پڑین بوندین تجوری کی لف پر — موتیونکا گردن افعی مین مالا ہو گیا
مر گئے تیغ نگاہ یار سے جھگڑا مٹا — چین برسون کا ہوا دم بھر کسالا ہو گیا
انتظار سنگدل مین سنگ برسی آنکھ سے — تا بدامن اشک آتی آتی ژالا ہو گیا
پھر خم شمشیر ابرو کا ہوا سودا مجھے — زخم جنبش کی پر نہ آیا تھا کہ آلا ہو گیا

۱۰۳	ناسخ مغفور تھا اوستاد کیتا ای نسیم لکھنؤ والون مین وہ سب سے نرالا ہو گیا	۱۱

جان بلب ہون جسی وہ رحم بد ظن ہو گیا — حال میرا اب مبارک باد دشمن ہو گیا

کچھ عجب تاثیر تھی اوس بت کی زنار مین بھی
ہو مسلمان اسطرف گذرا برہمن ہو گیا

...قی مین کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا
چھد گیا پہلو کبھی سینے مین روزن ہو گیا

سے ہوا اوڑتا ہون جب بیتابیان کرتا ہے دل
کاہش الفت سی کیا ہلکا مرا تن ہو گیا

مین بھی مرنے کے لیے آیا ہون آزردہ نہ ہو
اب یہ وہ کوچہ کہان لوگونکا مدفن ہو گیا

ہای کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا
اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہو گیا

وہ توقع تجھسے بر آئی جو مجکو اوس سی تھی
او عدو کے دوست تو بھی ہو دشمن ہو گیا

حلقۂ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا
پاؤن میرا شاہد آغوش آہن ہو گیا

بڑھ کے تھیرا جب یہ سمجھا مین کہ وہ آتی ہین وہ
بار ہا میرا تصور مجکو رہزن ہو گیا

سوز پنہان کی یہ کثرت تھی کہ ہر استخوان
رات کو مثل جبین صبح روشن ہو گیا

۱۰۴	سر اوٹھانی کی کہان طاقت پس مردن نسیم آج تو احسان قاتل بار گردن ہو گیا	۹

لو فراغت ہو گئی کیسا سبک جان ہو گیا
چاک دامن ہو گیا ٹکڑے گریبان ہو گیا

عشق مین زلف و رخ دلدار بی تمثال کی
کوئی ہندو ہو گیا کوئی مسلمان ہو گیا

گھٹتے گھٹتے ناتوانی سی وہ ہون کاہیدہ تن
ذرۂ افتادۂ ریگ بیابان ہو گیا

آنکھین کہلاتی ہین مثل پاسبان منکر نکیر
کنج مدفن بھی مجھی قسمت سی زندان ہو گیا

کی گہر ریزی ہماری آبلون نی ٹوٹ کر
تھا متاع عمر جو وقف بیابان ہو گیا

حسن جانان نے کیا گر ماہ کامل کو خجل
داغ میری داغ سی مہر درخشان ہو گیا

آتش جانسوز نالہ شعلہ ہای آہ دل
ایک مشت استخوان پر سبکا احسان ہو گیا

ناتوانی نے یہانتک آج کم کل تاثیر کی
نالۂ زنجیر کا بھی شور پنہان ہو گیا

۱۰۵	کچھ نہین لطف چمن کی ہمکو خواہش ای نسیم شکل گل ہر زخم دل سینے مین خندان ہو گیا	۹

التماس شکر ہین دل رہ گیا
سر پہ کچہ احسان قاتل رہ گیا

رحم آیا ناتوانی پر مرے
ذبح کرتے کرتے قاتل رہ گیا

تمنے اک بوسہ دیا احسان کیا
بات میری رہ گئی دل رہ گیا

صلح کی امید پہر کل پر گئے
سہل ہو کر کارِ مشکل رہ گیا

تیری جلدی سے نہ برآئی مراد
اے اجل دیدارِ قاتل رہ گیا

کاوشِ صیاد نے فرصت نہ دی
دلمین ارمانِ عنادل رہ گیا

جلوۂ رخسار نے ساکت کیا
آئنہ ہو کر مقابل رہ گیا

غیر ممکن ہے کہ آسان ہو سکے
رہ گیا جو امرِ مشکل رہ گیا

۱۰۶	پہر طبیعت اپنی گہبرائی نسیم امتحانِ فکرِ کامل رہ گیا	۱۰

ہر رفیق بیکسی منزل بمنزل رہ گیا
گر پڑا آنسو کسی جا پر کہین دل رہگیا

صیدِ لاغر کر دیا تاخیر قاتل نے مجھے
ذبح کے لائق نہین مرنیکی قابل رہگیا

ای اجل فرصت نہ دی افسوس ہے افسوس ہے
آرزو مند جفا احسان قاتل رہگیا

وای قسمت بخل قاتل سے نہ برآئی مراد
تشنۂ آب دمِ شمشیر بسمل رہگیا

جوش حیرت نی نہ دی فرصت کہ جنبش کر سکے
آئنہ میری طرح اونکی مقابل رہگیا

سخت جانی نی مری کیا کیا دکہائی تیغ تیغ
گر گیا خنجر کبہی بازوی قاتل رہگیا

زمزمہ سنجی بہلا دی خطرۂ صیاد نے
آتے آتے کان تک شورِ عنادل رہگیا

سایہ افگن کاکل پیچان ہی رہی رخِ صاف پر
ابر مین پوشیدہ ہو کر ماہ کامل رہگیا

دی نہ فرصت ہمرہی کی اضطرابِ روح نی
دلمین پروانے کی سوزِ شمعِ محفل رہگیا

۱۰۷	سر جدا تن سے کیا آنکہونپہ پٹی باندہ کر ای نسیم افسوس ہے دیدارِ قاتل رہگیا	۱۴

دونو جانب شرم مطلب شوق پنہان رہگیا
کچہ مجہے حسرت رہی کچہ اونکو ارمان رہگیا

ناتوانی نے جو دہر کے ناامیدی کی دبی
سو ہی دامن دیکہکر چاک گریبان رہگیا

سونے ہی مہلت نہ پائی شوق نی رخصت نہ دی
پانو پہیلا کر تری کوچے مین مہمان رہگیا

جو غضب آیا زمین پر عالم افلاک سی
میرے سر پر صورت احسان جانان رہگیا

خاک ہوکر خاک مین عشاق کی لاشین ملے
ہای خالی پہلوی گور غریبان رہگیا

کیون خفا ہی باغبان مین گلشن ایجاد مین
چند لحظہ صورت صبح گلستان رہگیا

لاکہ چاہا پر نہ نکلا صورت ارمان کبہی
آرزو بنکر مری سینی مین پیکان رہگیا

اسکو بہی معشوق ہونی کی تمنائی آرزو
منہ چہپا کر میری دلمین داغ پنہان رہگیا

آئینے نے کردیا آئینہ میرے یار کو
دیکہکر وہ جلوہ اپنا آپ حیران رہگیا

فکر کامل کو پریشانی نے جب برہم کیا
کہلتے کہلتے عقدۂ زلف پریشان رہگیا

شعلۂ داغ تن عاشق نہ تجہ سی بجہ سکا
اے صبا اپنا چراغ زیر دامان رہگیا

زیست بہر آیا نہ راز عشق ہرگز تا زبان
ہای بے تعبیر یہ خواب پریشان رہگیا

ہمکو محرومی رہی تا عمر وصل یار سے
یہ مرض وہ تہا کہ جو محتاج درمان رہگیا

١٠٨	بعد مردن جسم سی الفت نہین ہوتی نسیم روح چہوٹی قید سی بیکار زندان رہگیا	١٥

مین نگاہون مین بہار زلف جانان ہوگیا
دیکہتے ہی دیکہتے خواب پریشان ہوگیا

تہا ستم پر چاہنے والونکو ارمان ہوگیا
ظلم جانان کیطرح آخر مین احسان ہوگیا

ناز سے فرصت نہین دیتی کسی دم سب کسی
مین تو اپنی جیتے جی گور غریبان ہوگیا

طعنۂ کم ہمتی اوٹہی نہ میری اشک سے
گو کہ قطرہ تہا مگر دریا کی طوفان ہوگیا

تہا مین طفلی سے بغل پروردۂ بی رفیقی
صبح مایوسی کبہی شام غریبان ہوگیا

رحم نے جلاد کے چہوڑا جو مجکو نیم ذبح
خط خنجر میری گردن کو گریبان ہوگیا

طول عمر درد فرقت کا نہو جیہو مجہسی حال
اسقدر دلمین رہا میری کہ ارمان ہوگیا

جو یہان تشریف لائی پہر نیائی مخلصی
دل مرا ہر آرزو کی حق مین زندان ہوگیا

عشق مین رنگ دو رنگی عمر بہر دیکہا کیے
ہای ہم کافر بنے جب تو مسلمان ہوگیا

شہر ویران کر دیا تاثیر وحشت نے مرے
قصد ہی دو چار دن پہلی بیابان ہوگیا

زیر دستونکو زبردستونسی کچہ چارا نہین
درد فرقت جبر ہی سینے مین مہمان ہوگیا

ایک ہی دو داغ دو ہی چار پہر تو سیکڑون
کہلتے کہلتے پہول سینے پر گلستان ہوگیا

اشک خونین مثل گل رہتی ہین ہمین ہر گہڑی
ابتو دامن بہی مرا جیب گلستان ہوگیا

ساغر می نہتی ہی دو صورتین پیدا ہوئین
زاہدونکی توبہ مین رندونکا ایمان ہوگیا

۱۰۹	خونکی دہبونسی کیا کیفیتین ہین ای نسیم گوشۂ دامن مرا رشک گلستان ہوگیا	۱۹

پابند زیست تہا نہ اسیر مزار تہا
تہا جوش اشتیاق قدمبوس یار تہا

کیا پوچہتے ہوا بتو اسیر قفس ہو نمین
دو دن کی بات ہی کہ شریک بہار تہا

کیون جانتا تہا حسن پریشانیان مری
ای روزگار مین بہی مگر زلف یار تہا

دونون سے شرمسار رہا اضطراب مین
پاس کفن مجہی نہ لحاظ مزار تہا

وہ بہی مٹا خیال سیاہی زلف سی
کچہ دم کو عکس مہ جو ردای مزار تہا

اس جسم پر ذلیل کیا تونی ای ہوس
دو استخوان کیواسطے شوق مزار تہا

ہیبت سی بخیہ گر کے مری جان نکل گئی
ہر ہر دہان زخم دہان مزار تہا

کرتے تہے مرگ بازو قاتل پر آفرین
جو زخم تہا بشکل شگاف مزار تہا

پاتے تہی اہل درد خبر سرگذشت کی
مین بعد مرگ خط جبین مزار تہا

ای جوش شوق تونی کیا پہر امیدوار
ورنہ مجہے تہیۂ خواب مزار تہا

کہٹکا کیا ہون خاک کو بہی خاک ہوکی آہ
مین سینۂ مزار کا اپنے غبار تہا

برسون رہا زبان صغیر و کبیر پر
میرا فسانہ بھی ستم روزگار تہا

منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سُنی
مانند قول یار مین بے اعتبار تہا

سینے دہان آبلہ مین اوسکو لے لیا
میدان مین زبان نکالی جو خار تہا

ای روزگار مجہسی دورنگی تہی کیا ضرور
مین حسرت خزان نہ امید بہار تہا

مثل خیال یار رہین گردشین مجھے
آیا اوسکے دلمین جو امیدوار تہا

پوچھی نہ مجہسے یار نے کچہ میری سرگذشت
مین روز باز پرس بھی ننگ شمار تہا

ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمین
تہے رنج چند نام فقط روزگار تہا

۱۱۰

آئے لحد مین بالش و مسند سے ای نسیم
انجام عیش دہر یہ کنج مزار تہا

۱۵

نہین شکوہ جدا ہی گو کہ ہر پارہ مری دل کا
کیا صانع نی وہ [illegible] لفظ قاتل کا

بلا کر لطف سے گردن تہ شمشیر رکھتا ہی
فریب آئینہ دیکہا وقت مردن چشم قاتل کا

اجازت دی اگر شوق شہادت نے کہ منہ کھولو
کہا ہمت نے ہم احسان نہ لینگے دست قاتل کا

زبان تک شکوہ بیداد آیا تہا کہ شرم آئی
کہا دل نی یہ کیا کرتی ہو منہ دیکہا ہی قاتل کا

نہ ٹھہرا یا نو ان گھر مین وہ اجل کی بیقراری ہی
بشکل جذب الفت کھینچ لایا قہر قاتل کا

یہ کسکے قتل سے بالیدگی ایسی ہوئی حاصل
کہ ٹوٹا آج ڈورا خود بخود شمشیر قاتل کا

ہجوم شوق کی بیتابیون مین اسقدر رچو سا
کہ دم رک رک گیا زخمونکی منہہ مین تیغ قاتل کا

وہ لذت تہی دہان زخم مین میری کہ خون بنکر
ٹپکتا ہی لعاب اب تک زبان تیغ قاتل کا

اوٹھاتی ہین ملک کہتی نہین جو کچہ گذرتی ہی
دہان زخم مین بھی ضبط ہی شمشیر قاتل کا

وہ اشک گرم تھی ٹپکی جو وقت ذبح آنکھون سے
نہین جاتا ہی چھالا آجتک شمشیر قاتل کا

عجب اسکا نہین گر چشم جوہر کور ہو جائے
ٹپک کر اشک ہوگا آبلہ شمشیر قاتل کا

مجھے فریاد کرنی یا نہ کرنی دونو مشکل ہی
ندامت وہ مجھسی حاصل لحاظ آتا ہی قاتل کا

اوٹھانی اسقدر رگڑی زمان پیچ گردن کے — کہ چھالا اچھل گیا سینے مین آخر تیغ قاتل کا
خوشی کرتا ہی کیسی لیکے خنجر دست نازک مین — الٰہی تو نگہبان ہوجیو بازو ہی قاتل کا

۱۱۱	بدل کر قافیہ لکھو غزل ایکی نسیم ایسی کہ مضمون و معانی مین اثر ہو تیغ قاتل کا	۱۹

عجب عالم ہی اوس گل پیرہن کی یاد مین دل کا — کہ نالہ مُنہ سی نکلا زمزمہ بنکر عنادل کا
بنایا جوشش ہمت نی ارادہ دست باذل کا — وہ دولت ہون کہ مُنہ تکتا ہو میرا اہل سائل کا
نہین دیتا ہون فرصت ایکساعت بیقراری سے — بدلتا ہون مین کروٹ درد ہو پہلوے بسمل کا
تمنائین بہت کچھ ہین مگر جا نہین سکتی — ازل سے غیند کو حاصل ہی شکوہ چشم بسمل کا
تردد ہی مری آنسو کو دامن تک پہنچنی مین — مسافر کو لگا رہتا ہی کھٹکا بُعد منزل کا
فراق جسم سی ہی روح تکلیفین گذرتی ہین — بہت یاد آئیگا لیٹی تجھی آرام محمل کا
مناسب ہے بشر کو فکر آخر روز اوّل سی — پھر آسانی کہان ممکن جب آیا وقت مشکل کا
مٹادی آپکو بنا اگر منظور خاطر ہے — ہوئی مشکل اور ہی بی سرہو اجب لفظ مشکل کا
وہ رہجاتا ہی اونکی پاس ہر دم پلٹتا ہی — زیادہ شوق سی ہی ابتو گھبرانا مری دل کا
ہجوم شوق مجنون اسقدر تہا ساتہ لیلی کی — کہ ناقہ سی نہ اوٹھا اک قدم بھی بوجہ محمل کا
دم تکلیف ہرگز پاس الفت نہین سکتا — نہین منظور قالب کو چھوڑنا روح بسمل کا
بڑہادی بیکسی ایسی کمال ناتوانی نے — کہ نالہ بہی نہین منہ چومتی اب تو عنادل کا
تمنا ہی عدو آخر وبال زیست ہوتی ہی — پس مردن نہ ہی آشنا ہی تھر قاتل کا
بشکل جام خالی ہر نفس دوری ہی مقصد سے — مجھے میری مقدر نے بنایا ہاتہ سائل کا
ہوس کو آدمی کی آدمی پر پیش دستی ہی — کہ بڑہتا ہی زیادہ تر قدم سی ہاتہ سائل کا
بشر ہو صاحب ہمت تو ہر تکلیف آسان ہے — نہ گھٹتا ہی آخر چلتے چلتے طول منزل کا
رہا یہ پاس یکتائی کہ توڑا اوسنی آئینہ — نہ دیکھا منہ کہ تا دیکھی نہ منہ عکس مقابل کا

جگر مین ڈوب کر دِلسی گذر کر تم تک آیا ہی — مزا تیر نظر سی پوچھ لو تکلیف بسمل کا

۱۱۲ — عنان توسن خاطر نسیم اب اودہر جانب ہو — که دلمین حوصلہ ہی بندش مضمون مشکل کا — ۱۰

مژدۂ صحت سُنا دل دُکہ گیا آزار کا — آگیا گہٹنے پر اب بڑہنا شب بیمار کا

ایدل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہی — لیگیا ساغر مزا اسنہ چوم کر دلدار کا

جہانکتے ہین آرزوئین میری تجکو بار بار — گیا شگاف سینہ روزن ہی ترے دیوار کا

دن مین سوسو بار گہبراتی ہین جذب شوق سے — ابتو میرا سا ہوا عالم مزاج یار کا

بارش گریہ سے میری ابتو یہ نوبت ہوئی — تہم نہین سکتا ہی آنسو روزن دیوار کا

تجکو ای واعظ مبارک ہو یہ اسباب ورع — مین نہین رکہتا ہون سوع دا جُبّہ و دستار کا

اشک میری آنکہ سی ٹپکا جو اسکی زلف پر — بہتے بہتے ہو گیا چہالا زبان مار کا

ابتو مثل دانۂ الماس آنسو ہو گئے — بعد مدت رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا

پارہای قلب سے زان آگی کہائی تو ہی — دیکہ لینگے حوصلہ ہم مرغ آتشخوار کا

ایک عالم ہی دل دیوانہ کا ابتک نسیم — کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

۱۱۳ — ردیف بای موحدہ — ۱۲

بلبل سے کرتی کب ہی عروس چمن حجاب — ہمسے ہی کس لیے تجہی ای گلبدن حجاب

افسون شرم باعث تسخیر ہو چکا — کبتک رہی گا او بت پیمان شکن حجاب

حسن برہنگی سے اوٹہاتی بڑی مزے — ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب

ہر بزم مین نثار ہے پروانہ شمع پر — عاشق کیواسطے نہین کچہ انجمن حجاب

کجباز یونکے لطف جوانی مین خوب ہین — پیری مین ہی لبشر کے لیے بانکپن حجاب

دنیا کا ترک بعد فنا بہی نہین حصول — اس شرم سی ہی لاش لبشر پر کفن حجاب

نافہ نہین یہ پردہ غیرت ہی اوپری
رکھتا ہی تیری زلف سی مشک ختن حجاب

بے پردہ دیکھتے ترے نور جمال کو
ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب

برسون ہوے کہ عاشق خدمت گزار ہون
مجھسے بجا ہیے تجھے اے سیم تن حجاب

دیکھے آنکھ اوٹھاکے یار کہ عالم شکار ہو
کسکا تجھے ہی ظالم ناوک فگن حجاب

آخر کدورت آہی گئی اتحاد مین
کرنے لگے خزان سے بہار چمن حجاب

۱۱۴	اچھا کلام شاہد بے پردہ ہی نسیم رکھتا نہین کسی سے ہمارا سخن حجاب	۱۱

جی مین آتا ہی دکھائین مستیان پی کر شراب
جلد لا ساقی برنگِ لالۂ احمر شراب

دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو
فرقت دلدار ہی ساقی پیین کیونکر شراب

ابر ہی امنڈا ہوا گل دی رہی ہین نکہتین
آج کی شب ہو جدا منہ سی نہ اے دلبر شراب

آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی
یہ تمنا ہی پیین قاتل تہ خنجر شراب

لے خدا حافظ چلے مستور رہو کر اپنے گھر
پی چکے محفل مین تیری اوپری پیکر شراب

بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا
غیر ممکن ہی رہی بے شیشہ و ساغر شراب

پھر سنا ہی مژدۂ آمد کسی مینوش کا
ڈھونڈھتا ہی آج پھر اے دل مضطر شراب

وعدۂ دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے
آج دی ساقی ہمین جو سب مین ہو بہتر شراب

اسطرف بھی آج بدل جھر بانی چاہیے
ساتھ غیرونکی تو اے جان پی چکے اکثر شراب

بھن گیا ہر لخت دل ٹکڑے جگر کی ہین کباب
گریہ میان کرتی ہی ہمسے صورت دلبر شراب

۱۱۵	ہم بھی بیشک ہین غلامان علی مین اے نسیم ساقی کوثر سے لینگے پی چلکے اک ساغر شراب	۸

کیا دیکھتا ہی طائر بسمل کا اضطراب
بڑہ کر ہی اس سی عاشق بیدل کا اضطراب

امیدوار مرگ سی کیون منہ چھپا لیا
اب کون لی گیا مرے قاتل کا اضطراب

تہی کس کے آرزو کہ ہر شب سی تا سحر
دیکھا کیے ہین صاحب محفل کا اضطراب

مدت سی آرزو ہی کوی لحظہ بیٹھ کر
تم بہی تو دیکھ جاؤ مری دل کا اضطراب

ممکن نہین کہ عشق کی تاثیر کچھ نہ ہو
لیکن تہان ہی صاحب محمل کا اضطراب

اوسکو قرار ہی اسے پرواز دمبدم
سیماب سی فزون ہی مری دل کا اضطراب

قاتل کوی دم کا تماشا ہے دیکھ پھر
لیجائیگی اجل ترے بسمل کا اضطراب

۱۱۶	تدبیر کچھ ضرور ہی بیٹھے ہو کیا نسیم جاتا نہین ہی آج مری دل کا اضطراب	۸

گرا بروکشیدہ ہین شمشیر کا جواب
مژگان تیز مین ہی ترے تیر کا جواب

فریاد بیکسی پہ کسی کو نظر کہان
دیتا ہی کون عاشق دلگیر کا جواب

اچھا ہوا کہ آینی کا منہ ہوا سیاہ
لایا تہا تیری زلف گرہ گیر کا جواب

آمادہ ہی مژہ بہی خدنگ نظر کے بعد
آتا ہی اور تیر غضب تیر کا جواب

ای انتظار یار یونہین آنکہ وا رہے
دینا ہی مجکو دیدۂ زنجیر کا جواب

کیا دخل بیش وکم کو ہمارے خیال مین
لکھنا محال ہی خط تقدیر کا جواب

لاکھون ستم کیے ہین جوانان دہر پر
دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب

۱۱۷	اچھی زمین سمجھ کے کہے شعر کچھ نسیم لکھا نہین ہی آتش دلگیر کا جواب	۲۰

جتنے قفسے ہین مرے شکوۂ بیداد ہین سب
ذکر کاہی کو ہین افسانۂ فریاد ہین سب

شکر الحمد کہ ہین رنج فراموش نہین
جو ستم تمنی کیے ہین وہ مجہی یاد ہین سب

جسطرف دیکھیے دو تین پھڑکتے ہین اسیر
کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہین سب

خواستگاران قضا ہین خنجر بیتاب
شائق حسن اجازت تری جلاد ہین سب

انکو تکلیف رسائی کی عبث ہے تعلیم
نالہ وآہ وفغان تیری ستم زاد ہین سب

پہوٹ جائے جو پہپولا تو روان ہون آنسو
اشک ایجان جہان آبلہ ہنیا دہین سب

طوق و زنجیر کے خواہان ہین تری دیوانے
روز و شب منتظر خدمت جلاّ اد ہین سب

کفر و اسلام برابر ہین زبان رحمت
حسن جتنی ہین زمانی مین خدا داد ہین سب

تاکجا کاوش صیاد اجل ہی نزدیک
ایکدن اس قفس جسم سی آزاد ہین سب

اب یہ حالت ہی کہ دشمن بہی عادیتی ہین
دست بر داشتہ میری لیی جلاد ہین سب

ناتوان وہ ہون کہ ہر بال و بال جان ہے
ضعف سی موی بدن خنجر فولاد ہین سب

سخت جان ہون مری تسکین کو بتادی قاتل
کسقدر گہر مین تری خنجر فولاد ہین سب

مین ہوا قیس ہوا وامق بیچارہ ہوا
دل گرفتار ہین سب عاشق ناشاد ہین سب

عاشق و وحشی و دیوانہ و رسوا کہکے
جسطرح چاہی بُلا تیری ہی ارشاد ہین سب

آمد آمد ہی مگر میری سہی قامت کی
باغ مین ہر طرف استادہ جو شمشاد ہین سب

ایک سی ایک نرالا ہی زمانی مین حسین
جلوۂ نور الٰہی یہ پریزاد ہین سب

تیری آنکہونکی جو مضمون لکہی ہین مینی
حرف جتنی نظر آتی ہین مجہی صاد ہین سب

دور تک تیری گذرگاہ جفا ہی او ترک
ہفت افلاک مری مسکن فریاد ہین سب

اپنے اشعار کا آتش نی دیا آپ جواب
معترض ہو بہی تو قابل ایراد ہین سب

۹	راست کہتا ہون یہ مین ناسخ و سودا و نسیم اپنی انداز مین بیمثل ہین استاد ہین سب	۱۱۸

طرۂ مشکبار ہی جلوۂ آبدار شب
نسبت زلف یار ہی باعث افتخار شب

مشفق من خطا معاف جہوٹ ہی آپکا گذاف
چشم غنودہ مین ہی صاف حسرت انتظار شب

آکہین جلد بہی وفا دل نہین مانتا مرا
چہرۂ روز پر جہکا گیسو تابدار شب

حال نپوچہ ہمنشین ہی غم دلبر حسین
شعلۂ آہ آتشین ہوتا ہی ہمکنار شب

وعدہ ہی وصل یار کا واہ ری بخت نارسا
اوّل شام سی ہوا پہلی ہی اختصار شب

ہی کوی آسمان جناب حسینی کیا یہ انتخاب
حافظ روز آفتاب ماہ ہی پاسدار شب

نالہ آتشین سی ڈر آب کہین نہ ہو جگر
ہوتی ہی شام صبر کر اے دل خواستگار شب

سہتے کبھی نہ ایکدم فرقت یار کے ستم
صبح ہونے دیتے ہم ہوتا گر اختیار شب

۱۱۹

دیکھتے ہین نسیم ہم لحظہ بہ لحظہ یہ ستم
ہجر مین طول روز غم وصل مین اختصار شب

۱۵

پونہچی ہین تحفہای دل دوستان قریب
آئی ہین ای فلک بہت آہ و فغان قریب

کنج لحد کا حال کہین ہم کسی سے کیا
ہمدرد پاس ہی نہ کوی مہربان قریب

لب وا ہین اشتیاق مین آنکھین ہین منتظر
پونہچا ہی لخت دل کا مری کاروان قریب

ہر روز بعد چرخ مین تہکتی ہین بال و پر
اے مرغ روح ڈہونڈ کوی آشیان قریب

اے عندلیب جان قفس جسم سے نکل
جلدی پونہچ بہشت کا ہی بوستان قریب

فریاد جا نگزا سے زمانہ تنگ ہی
بدلینگے کوی اور لباس فغان قریب

ای آہ ہی محل ادب بس ٹہہر یہین
اب آچکا ہی مسکن کروبیان قریب

ایمرگ اب وصال مین تاخیر چاہیے
آیا ہی وقت وصل بت دلستان قریب

کبتک یہ انتظار کہ فرصت قلیل ہے
رخصت طلب ہی یار ترا میہمان قریب

شاید یہان سے کوچہ جانان ہی متصل
آتا چلا ہی دغدغہ پاسبان قریب

اے دل بتا بتا کہ سکونت وہین کرین
ہو چہ میفروش کی جس جا دکان قریب

اے عندلیب رنگ چمن بی ثبات ہی
آخر ہوی بہار اب آئی خزان قریب

جینا ہجوم آہ شرر بار سے محال
تن پہونکدینگی شعلہ سوز نہان قریب

ایدل سنبہل کہ دام مصیبت ہی سامنے
دیکہ آچکا ہی کوچہ زلف بتان قریب

کسطرح وہ داہ سی جیتا ہی تو نسیم
رکتا ہی دم وہان کہ جہان ہوون قریب

۱۲۰ — ردیف یای ہندی — ۱۹

تیوری چڑہی ہوی ہی کشیدہ نظر ہین آپ
کچہ اور حوصلہ ہی جو آئے ادہر ہین آپ

صیاد رنج فکر اسیری ہی کس لیے
سوز نفس سی خاک مری بال و پر ہین آپ

ناحق اوٹہائین منت فصاد ہم نفس
ہو جسم ناتوان پہ یہان نیشتر ہین آپ

ہی آمد آمد نفس واپسین حضور
پونہچا یہان یہ حال کہ بیخبر ہین آپ

آگاہ سے ضرور نہین عرض مدعا
کیا کہیے خوب واقف درد جگر ہین آپ

ہر ذرہ شان حسن نئی ہی جمال مین
خورشید ہین کبہی کبہی رشک قمر ہین آپ

حسرت فزا ہین جذب محبت سے حوصلی
یہان اپنی نالہ ہای سحر بے اثر ہین آپ

ای آہ و نالہ بعد فنا بہی کم ہو جوش
اتنا رہی خیال شریک سفر ہین آپ

کوسون ضیای حسن نے بخشے ہی روشنی
کہلتا یہی ہی نور کے شاید بشر ہین آپ

ہی انتہای عشق یہی پرواز مرغ روح
قاصد ہم اپنی حال کے خود نامہ بر ہین آپ

بگڑے ہین اشک مخمصۂ آہ کیا سنون
ہنگامہ آفرین مرے نور نظر ہین آپ

آنکہون ہی ہی لحاظ تبسم فزا ہین لب
شکر خدا کہ آج تو کچہ راہ پر ہین آپ

فریاد ای جرس شب وصلت ہین کس لیے
ہم دلفگار نالۂ مرغ سحر ہین آپ

جلاد روزگار ملا ہے کسے خطاب
اب شکر کیجیے کہ بڑے نامور ہین آپ

قربان جان و دل سی کسطرح مین ہون
رونق فزای شعلۂ داغ جگر ہین آپ

باتون مین ہی فریب تو افسون نگاہ مین
ہر ہر طرح سے ہوش ربای بشر ہین آپ

پروانی سے حجاب نہین کچہ بہی شمع کو
عاشق سی کیون گریز ہی معشوق گر ہین آپ

وا کیجیے نہ عقدۂ زلف دراز کو
اتنا رہی خیال کہ نازک کمر ہین آپ

۱۲۱

پایا غزل نے طول نہین کم ابہی امنگ
کچہ خیر ہی نسیم کہان ہین کدہر ہین آپ

پہر خفا رہنے لگے عاشق ناچار سے آپ
پہر چہپانے لگے منہ طالب دیدار سے آپ

کیا گرفتار محبت کی بہی ہے تعذیر
بات بہی کرتے نہین اپنی گنہگار سے آپ

ابتو وہ بہی نہین مدت سے میسر ہمکو
جہانکتے تہی جو کبہی روزن دیوار سے آپ

وہ بہی کیا دن تہے جو گاتی تہی غزل کو پہرن
لطف اوٹہاتی تہی ہی بندش اشعار سے آپ

نزع کے وقت بہی آتی نہین دم بہر کے لیے
ایسے آزردہ ہوے اپنے دل افگار سے آپ

گو غرض کوی نہین ہی مگر اے جان جہان
متہم ہوجیے گا صحبت اغیار سے آپ

۱۲۲	پہر پہنسے دام محبت مین مبارک ہو نسیم آشنا پہر ہوی اک کافر عیار سے آپ	۱۱

جانتے ہین ہمسے شرمائینگے آپ
عمر بہر ایسے جان ترسائینگے آپ

کب بہلا ہمکو یقین آتا ہے یہ
مہربانی آج فرمائینگے آپ

کوئی دم تسکین دل ہو جای گی
میرے پہلو مین اگر آئینگے آپ

جانتا ہون بندہ پرور عادتین
کسطرح دل میرا بہلائینگے آپ

یہ نصیحت حضرت ناصح معاف ؛
رند ہون کیا مجکو سمجہائینگے آپ

دیکہیے مین بہی کہونگا کچہ ضرور
پہر بشکل زلف بل کہائینگے آپ

کیا ارادہ ہی ذرا ہم بہی سنین
بندہ پرور کس طرف جائینگے آپ

بے سبب آرائش گیسو نہین ؛
سمجہے ہم کوئی بلا لائینگے آپ

آئیے اب جلد مین مہمان ہون
پہر بہلا مجکو کہان پائینگے آپ

کل کے سب اقرار پورے ہو گئے
آج بہی کوئی قسم کہائینگے آپ

۱۲۳	خیر ہی بستر اوٹہایا کیون نسیم اب یہان سے کسطرف جائینگے آپ	۲۰

بیٹہہ رہتے نہ ملی ایسی کوی جا دلچسپ
نہ لگا جی کہ نہ تہا سبزۂ صحرا دلچسپ

تنگ آئے ہین بہت خاطر بدہم سی ہم
ساقیا دے کوئی پیمانۂ صہبا دلچسپ

بڑہ گئی آہ و فغان اور وہانسے آگے
نظر آیا نہ مگر عرش معلا دلچسپ

جاے آرام زمین کو تو نپایا افسوس
ہان مگر سنتے ہین ہی عالم بالا دلچسپ

کچہ تسلی نہوئی گلشن ایجاد سے آہ
ڈہونڈہتے ہین اور ہی مسکن کوئی اچہا دلچسپ

ہین تری چشم فسون خیز سے نسبت کیا دون
آنکہ رکہتی نہین کچہ نرگس شہلا دلچسپ

دام گیسو سے تمنا ہی رہائی ہے خطا
ہی دل آویز بلا وہ مجہے سودا دلچسپ

سر سے پا تک نظر آتا ہی ہر اک شعلۂ نور
کیا بنائے ہین خدا نے تری اعضا دلچسپ

جابجا مسکن یاران فنا دست ہلا
نظر آتا ہی عدم کا مجہے رستا دلچسپ

کردیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج
ساقیا اوٹہ کہ ہی دور مے و مینا دلچسپ

لطف بوندون مین پسینے کی جو ہی عارض پر
اسطرح سی ہی کہان عقد ثریا دلچسپ

اوس جفا کی بہی تصدق کہ تسلی بخشے
ظلم بہی ہو تو کوی اے ستم آرا دلچسپ

کم پریشانی خاطر نہ ہوئی صد افسوس
نہ اوٹہا داغ درون سے کوئی شعلا دلچسپ

ہوس سیر چمن کا ہی یہان کسکو دماغ
کیا نہین خانۂ زنجیر ہمارا دلچسپ

جان ہی جاتی ہی آیا ہر عاشق شیدائی کی
کسقدر ہی تری زنجیر مطلا دلچسپ

جا ہی دل سینے مین آئینے نے رکہا اوسکو
بسکہ تہا یار کا عکس رخ زیبا دلچسپ

جابجا ہین مئی گلرنگ کے چہینٹے زاہد
خوب ہی آج تو ہی رنگ مصلا دلچسپ

نقش دل مانی و بہزاد نے اوسکو سمجہا
کسقدر تہا تری تصویر کا نقشا دلچسپ

جز تری نقشۂ تصویر ہزارون دیکہے
ڈالتی آنکہ نپایا کوئی اتنا دلچسپ

۱۹	سرگذشت اپنی سنا رو ذرا اسی طرح نسیم کہ نہین اس سے زیادہ کوئی قصا دلچسپ	۱۲۴

لہرا رہی ہین طرۂ زلف دوتا کی سانپ
بل کہا رہی ہین پیش نظر گیسوِ بلا کے سانپ

اوٹہنے لگے ہین سینۂ سوزانسے پہڑ پہوین
لائی صبا ہی زلف مسلسل کی نکہتین
اچھا نہین ہی طول بلا او ستم شعار
دہوکا ہی حسن گیسوی پیچان یار مین
دشوار کیون نہو تری الفونسی جان بر
کافر کہلے گا حال حب اسلام و کفر کا
تریاق کیا کرے کہ یہان ہر چڑہ چکا
زلفونکو کہول بیخبر آگاہ ہو رہین +
جنبش ہی بات بات مین افعی زلف کو
دلسے خیال زلف کسیوقت کم نہین
آنیکی میری سنکے خبر اوڑ گیا رقیب
شانی کیے ہین یار کی زلف سیاہ مین
کیا کیا نہونگی منکر عقبی کو حسرتین
خوگر ہوے جو الفت زلف سیاہ کے
دیوانہ تیرے طرۂ گیسو نے کر دیا
ہوجہ کب ہین رخ پہ تری حلقہ ہای زلف
زلفین چہوی گا یار کی یہ منہ تو دیکہیے
انصاف ہی تو جلوۂ حسن سیاہ دیکہیے

اوڑنے لگے زمین سے فلک تک بلا کے سانپ
اوترے ہین آسمانسے زمین پر ہوا کے سانپ
پاؤن تک آچکی تری زلف دوتا کی سانپ
ابدل بنی ہوی ہین فریب و دغا کی سانپ
زور و نپہ چڑہ گئی ہین یہ قہر خدا کی سانپ
ہنگام مرگ آئی ڈسین گی قضا کی سانپ
کام اپنا کر چکے تری زلف دوتا کی سانپ
سوتے ہوون کو یار دکہادی جگا کی سانپ
لائی کہانسے آپ یہ منتر پڑہا کی سانپ
نکلے نہین ابہی مری ماتم سرا کی سانپ
بہاگا کمال خوف سی کیا دم دبا کی سانپ
پالی ہین ہمنی ہاتہ پر اپنے کہلا کی سانپ
دکہلای جائینگے جو عذاب خدا کی سانپ
کیا کیا بلائین ہمنی اوٹہائین بلا کی سانپ
کیسا الگ ہوا مجہے رستا بتا کی سانپ
محفوظ گنج حسن کیا ہی بٹہا کی سانپ
سر پہ عدو کی کہیل رہی ہین قضا کی سانپ
پیدا کیے نسیم نی ڈس ڈس بلا کی سانپ

۱۲۵	ردیف تای فوقانی	۷

چشم فلکی سے ہی نہان ہین تغیر بارات
رہ دیکہو یہان مدفن اعدا پہ جو تہا رات

گویا مری عریان بدنی کی تہی عبارات
زندونکی مدارات ہوی مردونکی زیارات

خنجر کی زبان زخم کے لب آبلونکے مُنہہ
کس کس مین مری بی سخنی کے ہین اشارات

گردش نے تہکایا ہی تواب ہل نہین سکتے
شاید کہ مری طرح ہوئی آبلہ پا رات

اے ہجر ملا لے شب گیسوئی سیاہی
ہوجای دوتا تا صفت زلف دوتا رات

کانونمین چلی آتی ہین فرقت کی صدائین
جھنکار سے نالونکی ہوئی زنگلہ پا رات

زنجیر سے جکڑا او سے ہاتہونکی خطونے
باندہا گیا ای جان ترا دزد حنا رات

۷	ولہ	۱۲۶

افزائش و نیہ تہا قلق دل تمام رات
کاٹی ہے ہمنے یار بمشکل تمام رات

ہر لحظہ دلمین شوق شہادت کی جوش تہے
ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات

محفوظ تہا وہ دیکہ کے اپنا فروغ حسن
آئینہ ماہ کا تہا مقابل تمام رات

فرصت نپائی ریزش گریہ سے ایکدم
جاری رہا ہی قافلۂ دل تمام رات

کیا پوچہتی ہو عاشق مضطر کی سرگذشت
بیتابیان تہین صورت بسمل تمام رات

فرصت نہین تصور جانانسے ایکدم
رہتا ہی سامنے مہ کامل تمام رات

۱۷	دامن مین آ کی اشک ٹپکتی ہین ہای نسیم لٹتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات	۱۲۷

تہا وصلت جنونکا جو سامان تمام رات
لپٹے رہی ہین دست و گریبان تمام رات

پہائی جو داغہای فروزانسے رہ گئے
شعلے تہی جلوہ گر تہ دامان تمام رات

گہیرے رہی ہین دلکو خیالات حسن یار
پریان رہی ہین گرد سلیمان تمام رات

جہپکی نہین ہی آنکہ اسیران عشق کی
شاہد رہی ہین روزن زندان تمام رات

پیش نظر تہے عارض گلرنگ کی بہار
دیکہا کیی ہین لطف گلستان تمام رات

آئینہ جمال مین وہ تہین صفائیان
تکتے رہی ہین دیدۂ حیران تمام رات

اللہ رے شوق دید رخ یار ہم رہے
مصروف منت سگ دربان تمام رات

کس کسطرح سے دل تہ و بالا ہوا کیا
برہم رہی جو زلف پریشان تمام رات

پڑھتا رہا مین مصحف عارض کی آیتین
پیش نظر رہا مری قرآن تمام رات

ہاتھون سے اپنے مین دل بیتاب کو لیے
پھرتا تھا گرد کوچۂ جانان تمام رات

ہٹ ہو چکی بس اب سر انصاف آئیے
انکار پھر رہیگا مری جان تمام رات

گھر مین بلا کے رنج دیے آپنی ہمین
کیا خوب کی ہی خدمت مہمان تمام رات

فرصت جنون سے ایک گھڑی بھی نہین ملی
زیر قدم رہا ہی بیابان تمام رات

کشتون کے زخم ہنستے تھے کنج مزار مین
روتی تھی شمع گور غریبان تمام رات

تھا قید پیرہن مین مرا جسم ناتوان
طوق گلو رہا ہی گریبان تمام رات

گھیری رہی ہی روی زمین پشت آسمان
تاریکی مزار غریبان تمام رات

۱۲۸	آسان نہین ہی دشت نوردی کچہ ای نسیم دن بھر ہی دھوپ خار مغیلان تمام رات	۱۶

غنچے نے تاج گل نے کیا پیرہن درست
شادی بہار کی ہی ہوا ہی چمن درست

پیغام رستخیز ہے آمد بہار کے
مرکر ہوئی ہی نرگس بیمار تندرست

رکھا دہان تنگ نے مطلب کو ناتمام
نکلا تمہارے منہ سے نکوے سخن درست

گل جلوہ گر ہین آمد فصل بہار ہے
کرتا ہی باغبان نشیب و فراز چمن درست

پیوند مہر و ماہ لگاتا ہی روز و شب
کرتا ہی چرخ پیر ردائے کہن درست

دست جنون نے قید تعلق سے دی نجات
پہنچا نہ ایک تا بہ گلو پیرہن درست

کرتی ہی جمع باد صبا خاک منتشر
ہوتا ہی پھر نشان مزار کہن درست

ہوتی ہین جوش عشق مین حجت جو شکایتین
کہتا ہی ناز سے وہ بت سیم تن درست

فرہاد نے فریب محبت مین جان دے
سمجھا کہ ہے معاملۂ پیرزن درست

ساقی بھلا ہو خیر سبو کوئی جام دے
رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست

ناحق خراش زخم کی دیتا ہے زینتین
کرتا ہی شانہ زلف بت سیم تن درست

کس رشک گل کے شہرت نظارگی ہی آج
کرتے ہین غنچہ ہاسی چمن پیرہن درست

زنگ دوئی سے آئنہ دل ہی پاک وصاف
رہتا ہی اپنا گوشۂ بیت الحزن درست

بیفائدہ ہین چارہ گرون کی مشقتین
ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست

چاٹا ہی ایک عمر لعاب زبان تیغ
زخمون کے منہ تو نہین ہوئی ہین ہنوز درست

۱۲۹

بدلو ردیف اور کہ جی بہر گیا نسیم
ہو اور طرح زلف عروس سخن درست

۱۴

کعبہ نہین ہے زاہد غافل نشان دوست
دل مین ڈہونڈ عاشقونکا ہی ہی مکان دوست

افسانہا ہی دوست ہین کٹتی ہین رات دن
رہتی ہی لب پہ آٹھ پہر داستان دوست

گر خاک بہی ہوا تو ہوا کوی یار کے
بعد فنا بہی چہٹ نسکا آستان دوست

جہگڑا امٹا عذاب گیا مخلصی ملی
رکہتے تہے ایکدل سو ہوا میہمان دوست

نکلے نہ منہ سے بات بجز ذکر یار کے
لب آشنا کسی سی نہین جز بیان دوست

بینا ہی تو تو دیدۂ بینا سے دیکہ لے
پیدا ہی ہر خفی و جلی مین نشان دوست

کیا تاب مدعی جو لگائے نظر اونہین
رہتے ہین آہ و نالہ مری پاسبان دوست

جان لیکے بہی خوشی نہوی میری یار کی
راضی نہو سکا دل نامہربان دوست

ہوتی ہی مشق بے ادبی گالیونکی ساتہ
رکہتی ہے اور طرح کا چسکا زبان دوست

ہی سر فروشیونپہ بہا سے جمال یار
ارزان ہی آجکل تو متاع دکان دوست

ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہی
ہان آج کل بہار پہ ہی گلستان دوست

مانند گل وہان جراحت شگفتہ ہین
ہی اور رنگ پر چمن بے خزان دوست

دل صاف ہو تو راز حقیقت کہلے تمام
دیکہا کرے بصورت آئینہ شان دوست

دیکہے جو برگ گل تو لبونکا ہوا گمان
غنچہ نظر پڑا تو مین سمجہا دہان دوست

۲۱	دہو کے دیے نزاکت جانان نے انسی نسیم پایا عدم مین بہی نہ نشان میان دوست	۱۳۰

آئینہ بنکر رہون ہر وقت پیش روے دوست
سیر جنت خوب جب رضوان مجہی دکہلا چکا
بدر کو دیکہا تو سمجہا عارض تابان یار
آہ دل سے کہینچتا ہون دیکہکر ہر سرو کو
دل سے بہتر روشنی یاقوت و گوہر مین نہین
ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہی محال
عشق وہ شی ہی کہ پتہر مین بہی کرتا ہی اثر
کچہ نہ کچہ ہر شخص کو اوس سی تعلق ہی ضرور
حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب
ہی ترا معشوق بہی عاشق کہین اے عندلیب
قسمت اپنی اپنی آہمین کیا کسی کا اختیار
دلفریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سی
ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتے ہین شکار
کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور
خاکسار و نکو نشیب آرزو درکار ہی
چاہیے قاتل زمان چاک تن اتنا لحاظ
سچ تو یہ ہی مرگ عاشق کے تصدق جائیے
فتنہ ہای چشم سحر آلود کی ہین شہر تین
ہان خدارا ای اجل اتنا توقف چاہیے

وہ مجہی دیکہا کری دیکہا کرون مین سو ی دوست
بے تامل منہ سی نکلا ہای لطف کوی دوست
جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہی ابروی دوست
کیسا کیسا یاد آتا ہی قد دلجوی دوست
نور تن کیا یہ نگین ہی قابل بازوی دوست
چاند کوئی ہو مگر مین دیکہتا ہون روی دوست
جای دل سینے مین ہی در نجف کے موی دوست
کو ہی محو روی جانان کو ہی محو خوی دوست
تا قفس لائی صبا جسدم چمن سی بوی دوست
سونگہ لے پہر آمن گل دی ہا ہی بوی دوست
ہم ہین ہم پہلوی ہجران دل ہی ہم پہلوی دوست
ہی زمین تکیہ بجای تکیہ پہلوی دوست
صید کیا صیاد افگن ہو گئی آہوی دوست
ہی بعید از شرط الفت بخشش بازوی دوست
عرش سی بہتر سمجہتا ہون زمین کوی دوست
یہ وہ پہلو ہی کہ جو ہوتا تہا ہم پہلوی دوست
چشم مصروف نظارہ سر تہ زانوی دوست
کسطرف کس جا نہین افسانۂ جادوی دوست
چلتے چلتے اک نظر پہر دیکہ لین ہم روی دوست

زینت جاوید رکہتا ہی للباس دوستی
پیرہن ہی خاکسارونکا غبار کوی دوست

۱۳۱	سخت جانی کا برا ہو ول ہی شرمندہ نسیم پہر گیا خنجر کا منہ شل ہو گیئی بازدی دوست	۹

ناصحا لے راہ اپنی جاتے ہین اب سعی کوی دوست
ہم تو بے قابو ہوی دلبر ہوا قابوی دوست

بے تکلف افعی رہزن کا ہوتا ہی یقین
جب نظر پڑتی ہی ییری جانب گیسوی دوست

سر پہ چڑہکر ہی نچہوڑین عاجزی کی عادتین
چومتی ہین پانوں اگر بارہا گیسوی دوست

جان نثاری کی مزی عاشق سی پوچہا چاہیی
اے خوشا وہ سینہ جو آئی تہ زانوی دوست

عاشقونکی آرزو بعد فنا بہی ہی ہی
بدلے جنت کی ملے دو گز زمین کوی دوست

آتی ہی آواز عاشق کی کنار قبر سے
آج خالی دوست کے پہلو سی ہی پہلوی دوست

مجکو سمجہاتا ہی کیا پہر تجکو سمجہانا پڑی
تو بہی دیوانہ ہو ناصح دیکہ لی گر روی دوست

دل تڑپتا ہی طبیعت مین ہی کیا کیا کچہ خیال
دیکہیے کسدن میسر ہو ہمین پہلوی دوست

ٹکٹکی ہی دیدہ حیران کی ہر لحظہ نسیم
دیکہتے ہین راتدن آئینہ زانوی دوست

۱۳۲	ردیف تای ہندی	۲۱

مین یون ہوا عقوبت قاتل سی دل اچاٹ
ہو جسطرح کوی کسی مشکل سی دل اچاٹ

دی سخت جانیون نے اجازت نہ ذبح کی
قاتل ہوا تہیئہ باطل سے دل اچاٹ

فرقت مین مجکو آتش بے دود ہی چمن
ہوتا ہی نغمہ ہای عنادل سی دل اچاٹ

کیونکر کٹین گے بعد عدم کی مشقتین
ہونے لگا مسافت منزل سے دل اچاٹ

جب سامنی ہو آئینہ حسن او پری
کیونکر ہو کوی تیری مقابل سی دل اچاٹ

باہم ہوی قصور نگاہونکی لطف مین
افسردہ مین مزاج ہوا دلسی دل اچاٹ

حسرت مری گلوی بریدہ کی کم نہین
قاتل ذرا نہو ابہی بسمل سی دل اچاٹ

تسبیح پارہ ہای جگر چاہیی نہین
عاشق نہ کیون ہو دورانالسی دل اچاٹ

اب ہم نہ آئینگے کبھی مثل شرار شمع
جاتے ہین بہ فاتری محفل سے دل اوچاٹ

مسکن کیا نگاہ نے رخسار صاف پر
کیونکر ہو تجھسے حور شمائل سے دل اوچاٹ

کیا دانہ ہای اشک سے جز غم ہے فائدہ
ہو کیون نہ ایسے کشت کی حاصل سے دل اوچاٹ

جاؤن کہان کہ ضعف سے اتبو یہ حال ہے
راہی ہو جیسے بعد منازل سے دل اوچاٹ

نفرت ہے اسقدر مجھے گھر کے نشان سے
ہوتا ہے خانہ ہای سلاسل سے دل اوچاٹ

کیا تیری روی صاف سے نسبت اوسے مین دون
ہے داغ سینہ مہ کامل سے دل اوچاٹ

نازک دماغ ہون نہ لحد پر چڑہاؤ گل
ہونے لگا ہجوم عنادل سے دل اوچاٹ

ہر بات مین ہین بی ادبی کے ہزار ڈہنگ
ہو کسطرح نہ صحبت جاہل سے دل اوچاٹ

کسکو دماغ ہے جو سُنے شکوہ ہاے گل
کیونکر نہو حدیث عنادل سے دل اوچاٹ

مشتاق مرگ ہون مجھے ہر سے بال و پش
پہرتا ہو نہین تغافل قاتل سے دل اوچاٹ

پروانہ وار او کہین دل جلائین گے
او شمع رو ہوا تری محفل سے دل اوچاٹ

خدمت گذار یو نہین تمھی کو نسبی ہوی
کسواسطے ہو عاشق بیدل سے دل اوچاٹ

ہے حسب حال مصرع اشرف نسیم کی
او شمع رو ہوا تری محفل سے دل اوچاٹ

۱۳	ردیف ثای مثلثہ	۱۳۳

گلہ خو نکی ہے ہوس ای دل ناشاد عبث
ہے ہوا ای چمن عالم ایجاد عبث

سنگ دل موم نہو نگے یہ ہوس ہیجا ہے
نالہ بیفایدہ ہے شورش فریاد عبث

ناتوان وہ ہون تصور سے گرانی ہے مجھے
مجھپہ ایجاد ستم اے ستم ایجاد عبث

سخت جانی نہین دینی کبھی فرصت مرگ
سر کو رکھتے ہین تہ خنجر بیداد عبث

زور بازوی جنون سے ہے فر بجنا مشکل
فکر ہین طوق و سلاسل کی ہین جلاد عبث

دوستی کرتے ہین اوس سے جو محبت رکہی
اوس ستم پیشہ کی ایدل ہے تجھے یاد عبث

کیا ہوا امید وفا ایسے ستمگر سے بھلا
حال سُنکر مرا کہتا ہے جلاد عبث

رحم آیا نہ کبھی عاشق شیدا پہ تجھے
کیا غرض ہی اوسے دیوانہ سر پیٹے تیرے
توتیا چشم فلک کا نہین جو ہوئیگا عزیز
قسمت بد سے میسر نہوا وصل حبیب
تا گلو تیغ نہ آئیگی کہ مرجاؤن گا

خدمتین کین تری ہمنے ستم ایجاد عبث
دیکہہ اے دل ہوس یار پری زاد عبث
اے صبا خاک مری کرتی ہی برباد عبث
تہی بے کوہ کنی محنت فرہاد عبث
زور بازو مجھے دکھلاتا ہی جلاد عبث

۱۳۴

خوبرویونسے تمنای وفا حیف نسیم
دل لگایا ہی تو اب شکوہ بیداد عبث

٧

مہربانی ہی دم مرگ یہ اے یار عبث
کم نتھے داغ جگر سیر کو افسوس کہ ہم
آپکی نخل طبیعت سی اب امید نہین
کونسی بے ادبی کی جو کہا حال اپنا
غیر ممکن ہی کہ ممسک سی میسر ہو فیض
مین ہون افسردہ ہنسی آئی گی کیونکر لب پہ

دیکہنے آئی ہو تم صورت بیمار عبث
دیکہنے آئی ہین کیفیت گلزار عبث
لوٹنی آئی ہین ہم دولت دیدار عبث
ہمسے بل کرنے لگے گیسوے خمدار عبث
دہن زخم نی چوسے لب سوفار عبث
گدگداتی ہین کف پا کو سر خار عبث

۱۳۵

ہان لو تمسے جو کہتا ہی وہ عیار نسیم
ہونہ آزردہ کہین کرتی ہو تکرار عبث

۸

بال آئینہ مین آیا خودنمائی ہی عبث
یہ تصور وہ نہین تمکو اچہوتا چہوڑ دی
عاشق جانباز سے کیا بانکپن کی گفتگو
فصل گل مین کر دیا بی بال و پر صیاد نے
کاٹ کر پہلے سے سر کہدیگا قاتل ہاتہ پر
کام کیا نکلے گا اے دل آہ بی تاثیر سے

خط ہوا وجہ کدورت اب صفائی ہی عبث
بندہ پرور اجتناب پارسائی ہی عبث
رسمت بازو نسے مری جان کج ادائی ہی عبث
اے دل مایوس اب شوق رہائی ہی عبث
اے دل شوریدہ شوق جبہ سائی ہی عبث
یہ قدر اندازی تیر ہوائی ہی عبث

نکہت زلف معنبر سے معطر ہی دماغ ای صبا تو بوی گل پھر پس لائی ہی عبث
خاکساروں کے لیے ہی خاک سے زینت نسیم آسمان پر ان غبارونکی چڑھائی ہی عبث

۱۳۶	ردیف جیم عربی	۸

کہہ تو کیا ای چارہ گر تجکو ہوا منظور آج گھورتا ہی بطرح کچھ دیدۂ ناسور آج
دور سے آئی تھی شہرہ سنکے یہ امیدوار بات بھی تونی نپوچھی او بت مغرور آج
کچھ عجب تاثیر کی تیغ نگاہ مست نے زخم کی منہ سے ٹپکتی ہی مے انگور آج
ای خوشا قسمت کہ ہی پہلو مین وہ رشک قمر جلوہ گر ہی بعد مدت خانۂ بے نور آج
حشر کے سامان سے کم سامان فرقت نہین آرہی ہی میرے نالونسے صدای صور آج
ہٹ پر آئی ہین اگر وہ آئین تو کچھ غم نکہا ہم بھی ای دل کب کبھی کرتی ہین تا مقدور آج
پوچھتی کیا ہو تپ فرقت کی ہیجان گوسیان ہاتھ بھی کہنی نہین دیتا تن محرور آج

۱۳۷	برچھیان کہائین نظر کی اسقدر پہم نسیم دل ہمارا ہو گیا ہی خانۂ زنبور آج	۱۳

پیا جام مے چشم بتان آج ہوے پیرانہ سالی مین جوان آج
گریبان سایۂ دامن کریگا کہ ہی وحشت جنونکا امتحان آج
تصور بھی نہین جاتا وہانتک مخل ہے خوف چشم پاسبان آج
اشارون نے خبر دی مدعا کی ہوے باہم کلام بے زبان آج
اوڑے اوراق گل باد خزانسے ہوئی برہم کتاب بوستان آج
عدم ہی میرا لاشہ کاہشونسے کہین ڈھونڈو مزار بی نشان آج
نہین حال کمر مین اول آخر کہونگا درمیان کی داستان آج
اثر لینے لگا بوسے دعا کے کہ تھا مطلوب ایک غنچہ دہان آج
صبا سے ہین سبک باریکی دعوے پڑے بل پر ہی تیرا ناتوان آج

بچمن جو پران ہوا مرحبا جھکے پہول — چلو یہ جہین مزاج باغبان آج
کھنچے نہ شمشیر ہان خالی نجائے — یہ دولت ہو نصیب دشمنان آج
نگاہونسے جہان ہوتا ہے زخمی — لگاتے ہین وہ تیر بی کمان آج

۱۳۸	نسیم اپنے کلام پاک سے ہی بہار گلشن ہندوستان آج	۱۵

حکم تہا روز گذشتہ مین کہ ہم آتی ہین آج — جو کہا تہا کل وہی پہر آپ فرماتی ہین آج
حال دل کیونکر کہین ہٹ پر وہمین ہاتی ہین آج — میری بوسہ کی لب ناز ک قسم کہاتی ہین آج
رنگ عارض غیر کی بوسونے پہیکا کر دیا — دیدۂ بیدار اونکے ہمسے شرماتی ہین آج
مژدہ ایدل ہاتہ سوی دامن قاتل بڑہا — پاؤن آغوش اجل مین جلد کی پہیلاتی ہین آج
اب تو یہ نوبت ہوئی تم ہی قدم رنجہ کرو — جا چکے عیسی احبا دیکہنے آتی ہین آج
منزل مقصود تک جانی کی طاقت جو نہین — جا بجا آنسو مری تہک تہک کے رہ جاتی ہین آج
دم نہین لیتی جو منہ کہولین اماں کیواسطے — متصل تیر نگہ وہ ہم پہ برساتی ہین آج
آرزومند تعلق ہی مری دیوانگے — دیکہنے کو دیدۂ زنجیر ترساتی ہین آج
غفلت قاتل سی حاصل ہی ہمین پر مرگی — زخم تن اپنی ہری ہوہو کی مرجہاتی ہین آج
دیکہتے ہین ابر رحمت سی تری کیا کیا ملی — ای فلک ہم دامن فریاد پہیلاتی ہین آج
کی ہی تعلیم حیا تیغ ادب آموز نے — اسلیئے منہ کہولتی ہین زخم شرماتی ہین آج
خندۂ دز دیدہ ہی ہر ہر دہان زخم مین — شادی اندوہ سی دل اپنا بہلاتی ہین آج
شام فرقت نی سکہائی ہین مجہی کیا کیا خیال — ایفلک ہشیار ہہ نالی مری آتی ہین آج
آؤ قبل از حشر مل کر فیصلہ کر لین ہم — زندہ کر لینا ہمین لو تم یہ مرجاتی ہین آج

۱۳۹	ہین خیالی نامۂ پیغام اونسی ہای نسیم متصل یک تصور اپنی دوڑاتی ہین آج	۲۰

بیخبر ہی انجمن بیہوش ہی جانانہ آج
خوب چکر دی رہی ہی گردش پیمانہ آج

حسرت من عاشق کی اپنی دیکھ لی ہنگام نزع
ایکدم تو اور رہی پہلو سی ظالم جانہ آج

صحبت اک حور بہشتی سی جو حاصل ہی مجھی
رشک فردوس معلا ہی مرا کاشانہ آج

تیری ناخن سے دامان جراحت چاک ہے
امتحان عشق کرتا ہی ترا دیوانہ آج

جان جان ثابت ہو شب فرقت میں اگر
محو خواب شرم ہی کیون نرگس مستانہ آج

فیصلہ ہو جای باہم اب ادہر یون یا ادہر
گفتگو کرتے ہین خود قاتل سی بیباکانہ آج

بنگیا اشک ندامت دیدۂ زنجیر مین
شرم سے پانی ہوا ایسا ترا دیوانہ آج

صورت بسمل طپان تہا مین فراق یار مین
کیا کہون کیا کیا رہا ہی حال بیتابانہ آج

خیر ہی کسواسطے کہبرا رہی ہو اسطرح
کسطرف جاتی ہو کیون ہی حال بیتابانہ آج

پہر بہار آئی بڑہی جوش جنون کی ولولی
لیچلا پہر سوی صحرا شوق بیتابانہ آج

جام کیسا خم کے خم خالی نکردین تو سہی
دیکہ لے ساقی کمال ہمت مستانہ آج

کیا ادب ہی محفل رندان ساغر نوش کا
کرتی ہی موج حیا بہی لغزش مستانہ آج

ہی ہجوم کیف مستی لڑکہڑاتی ہین قدم
لیچلے دیکہین کدہر کو لغزش مستانہ آج

چشم ساغر دل ہی مینا شوق می کیفی ہر موج
آمد انفاس مین ہی لغزش مستانہ آج

ہاتہ مین ساغر بغل مین شیشہ سر پر ہو سبو
کیجیے پیر مغان کی خدمتین مستانہ آج

دیکہتا ہی سوی ساغر کیون نگاہ تیز سی
دیکہیے لاتا ہی آفت کیا دل مستانہ آج

رشک سی کیونکر نہ جاتی ہونٹہ اپنی بادہ خوار
لذت می لی رہا ہی ہر لب پیمانہ آج

کسکو گلگشت چمن مین عزم می نوشی ہوا
دست شاخ گل پہ ہی گل صورت پیمانہ آج

ہجر جانان مین نہ دی ساقی مجھی تکلیف جام
ہی بہرا اشکو نسی آنکھونکا مری پیمانہ آج

جوش مستی پانون کسکسکے نہ ڈالی گا تسیم
گردشین کیا کیا نہ دیگی گردش پیمانہ آج

۲۱	جوش مستی پانون کسکسکے نہ ڈالی گا تسیم / گردشین کیا کیا نہ دیگی گردش پیمانہ آج	۱۴۰

جسم مین موجود ہی کیفیت میخانہ آج
روح مثل بادہ تن ہی صورت پیمانہ آج

دید کے قابل نہین ہی محفل رندانہ آج
دختر رز کو لیے ہی گود مین پیمانہ آج

بیخودی آغوش ہی مین کر رہی ہی مستیان
می خیال یار ہی دل ہی مرا پیمانہ آج

بنگئی ہیولی ہی کیفی ہسم نگاہ مست کے
لبتک آنی ہی نہین پایا لب پیمانہ آج

بک نہ زاہد اسقدر چل سوی میخانہ چلین
دیکھ لے تو بھی بہار صحبت رندانہ آج

دل منور ہی خیال عارض پر نور سے
مطلع خورشید تابان ہی مرا کاشانہ آج

خون ہو کر می ٹپکتا ہی دہان زخم سے
بن گیا ہون مین شگاف پہلوی پیمانہ آج

چھٹ نہین سکتا وہ کی ہی بخیہ دوزی شوق نے
ہی دہن گویا کہ پیوند لب پیمانہ آج

محتسب نے آکے محفل کو نمازے کر دیا
جھک گئی خم گر پڑا سجدہ مین ہر پیمانہ آج

روح اپنا گھر سمجھتی ہی تو عشق اپنا مقام
دو مکین ہین ایک قصر جسم مین ہمخانہ آج

زلف مین ہنگام آرایش نہان ہوجای گا
جسم ہو پیدا اگر بیگا استخوان شانہ آج

الغیام زخم کردے گی یہ آرایش تری
چاک گیسوی صنم بہر دیگا چاک شانہ آج

چھپ گئی پردہ مین خم آتی ہی مجہہ بیہوش کے
چین گیسو ہو گی سمٹا دامن میخانہ آج

جل رہا ہون وصل مین بھی شعلہ رخسار سی
بن گئی تقدیر میری قسمت پروانہ آج

ناز کرتا ہی تصور بھی جمال یار کا
دل کو حاصل ہی مری تکلیف معشوقانہ آج

چرخ پر رہین نہ مانیمین بشر مشتاق ہین
تازہ جانان ہو گیا شاید مرا افسانہ آج

شمع بالین کی تمنا ہی نہ پروای چراغ
بیکسے دکھلا رہی ہی ہمت مردانہ آج

بعد مدت آمد آمد ہی عروس مرگ کی
جلوہ مدفن دکھاتا ہی مرا کاشانہ آج

ہمت جلاد دیگی قید جسمی سے نجات
مژدہ باد ای روح تجکو فرقت کاشانہ آج

جل گیا پروانہ دیکھو ایک ہی انداز مین
یار نے کی شمع کو تعلیم معشوقانہ آج

یہ غزل فرمایش احباب ہی لکھی نسیم
ورنہ یہ سودای بیجا او بہی سر مین تھا نہ آج

١٤١	ردیف جیم فارسی	٥

نہین دیکھی یہ تصویر کے بھی زنجیر کے پیچ
کس بلا کے ہین تری زلف گرہ گیر کے پیچ

لاکھ انسان ہو ہشیار مگر اے دل زار
فہم مین آتی ہین کسکے خط تقدیر کے پیچ

خط مین اوصاف لکھی کاکل برہم کی جو آج
ہم سمجھتی ہین ستمگر تری تحریر کے پیچ

ایک دو ہون تو گلہ اونکا زبان پر آئے
روز ہوتی ہین نئی اوس بت بے پیر کے پیچ

سرگذشت اپنی سنائین تجھی کیا حال نسیم
ہمسے جاتی ہی نہین اس فلک پیر کے پیچ

١٤٢	ردیف حای حطی	٥

بہاتی ہی جبسے دلبر عیار کی طرح
بیہوش ہون مین مردم بیمار کی طرح

کہتے ہین مجکو دیکھ کے خاموش خیر ہی
کیون چپ کھڑے ہو سامنے دیوار کیطرح

ای روزن دریچہ جانان قصور کیا
کیون گھورتا ہی چشم ستمگار کی طرح

اللہ رے درازی گیسوی دلربا
گھٹتے نہین کبھی شب بیمار کی طرح

١٤٣	کچھ حال اپنا کہ تو ہوا کیا تجھی نسیم کرتا ہی آہین کسلیے بیمار کیطرح	٥

رکھتی ہے کب اعتبار ای جان روح
جسم مین ہی چار دن مہمان روح

فکر دنیا خواہش عیش بقا
کیا نہین رکھتے بھلا ارمان روح

سیکڑون آتی ہین خاطر مین خیال
روز کرتے ہی نئے سامان روح

جسم کیا شی ہے کہ تا ہنگام مرگ
دوست رکھتی ہے اسے ہر آن روح

١٤٤	غور سے دیکھا جو ہمنے ای نسیم تن مین رہتی ہی نہایت شاد روح	١٥

رہی ہمیشہ اسیری کے اختیار مین روح
چھٹی بدن سے پہنسی دام زلف یار مین روح

بدل رہا ہی جنازے پہ کروٹین لاشہ
بس فنا ہی تری یاد جسم زار مین روح

ملال تمکو ہی تم ہو دل مکدر مین — غبار روح مین ہی یا کہ ہی غبار مین روح

کہین اجازت رفتار دے نزاکت یار — کہ راہ تکتی ہی آغوش انتظار مین روح

فنای عشق مین کیا برگزیدگی ہی ہمین — کہ اپنا جسم ہوا ہی تن مزار مین روح

نہ زندگی سے خوشی ہون نہ موت سے راضی — نہ اختیار مین دل ہی نہ اختیار مین روح

دکھادی جلوۂ آخر کہ وقت ہے آخر — ہی میہمان نفس چند جسم زار مین روح

نہین ہین ہم تری مست نگہ سے مستیان پس مرگ — بہک رہی ہی ابھی تک اوسی خمار مین روح

پیا ہی بادۂ الفت کا ساغر لبریز — اوسی سرور مین دل ہی اوسی خمار مین روح

عجب نہین جو پکاری تجھی مری آغوش — ترا خیال ہوا ہی مرے کنار مین روح

خیال گل کبھی خاطر سے کم نہو بلبل — بہار یہ ہی کہ نکلے اسی بہار مین روح

بہار داغ جگر سے ہوا مزاج نہ سیر — تمام عمر رہی سیر لالہ زار مین روح

خیال کاکل برہم سے حال ہی برہم — پھنسی ہوی ہی عجب دام انتشار مین روح

عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سی — کنار قبر مین ہی رحمت فشار مین روح

۱۴۵ — خوش آئی عادت طفلی پس فنا ہی نسیم — کہ لوٹتی ہی مری دامن مزار مین روح — ۱۵

تن ضعف سی کہان کہ جو ہوتی بدن مین روح — لپٹی ہوی ہی جسم سمجھ کر کفن مین روح

ہی آپ اپنے دید مین معشوق باطنی — محو برہنگی ہے لباس بدن مین روح

قاتل ضرور چاہیے تکلیف مخلصے — کب ہی اسیر دام ہی رگہای تن مین روح

ہر سو نسیے مین نظارۂ باہم کے مشغلے — یان روح تن کی دیدہ مین ہے دیدہ تن مین روح

سینہ ہجوم داغ سے گویا ہی لالہ زار — رہتی ہی یاد دلبر گل پیرہن مین روح

ہر سو ہی شمل نکہت گل جوش انتشار — ہی جستجوی دلبر غنچہ دہن مین روح

دیتا ہی زخم مین اثر جان لعاب تیغ — رکھتا ہی ہر شگاف جراحت دہن مین روح

اب بسے ہین حلقہ ہای رگ جسم استوار
گویا پڑی ہی بندش تار رسن مین روح

ممکن نہین کہ جای مصیبت فراق کی
نکلی تھی ایکدن اسی رنج و محن مین روح

اے عشق کچہ غبار بدن چھوڑ دیجیو
احباب سی لپٹ نسکی گی کفن مین روح

غافل طلسم دہر مقام فریب ہے
اٹکا نہ تو محبت ہر مرد و زن مین روح

کیسا لعاب افعی گیسو مین زہر تہا
پانی ہوی جو دیکہتی ہی میری تن مین روح

ای شمع رو بصورت پروانہ رات دن
رہتی ہی محو دید ترے انجمن مین روح

عصمت شعار پاک ہین لوث نگاہ سے
پردہ کیسے رہی گی حجاب بدن مین روح

ہر وقت ہی اذیت بیحد ہمین نسیم
بیچین ہی خیال بت سیم تن مین روح

۱۵	ردیف خای معجمہ	۱۴۶

نہین جلاد کی کچہ آستین سرخ
شہید وہ نکلے لہو سے ہی زمین سرخ

دکہایا اشک خونین نے نیا رنگ
سر دامن سے ہی تا آستین سرخ

یہ رنگ پیرہن تہمت فزا ہے
کہ ہی قاتل ابہی تک آستین سرخ

غضب لائیگی یہ آتش مزاجی
کہ ہے غصہ سے روی مہ جبین سرخ

شگون قتل ایذا دوستان ہے
جو ہی بر مین لباس نازنین سرخ

ہمارا لخت دل ہو زیب خاتم
کہ اب بہتر نہین اس سے نگین سرخ

خبر کیا میرے دل کی پوچہتے ہو
سنان تیر کیا دیکہے نہین سرخ

نشان خون بسمل کم نہو گا
رہیگا مدتون روی زمین سرخ

مین شیدا تہا لب رنگین کا تیرے
کفن دینا مجہی اے نازنین سرخ

ترا بسمل جو میدان لے پر آئے
تو ہو پشت فلک روی زمین سرخ

زبان تیغ سے ہی جسم رنگین
دہان زخم ہین ای ہمنشین سرخ

لباس سرخ پہنا سیم تن نے
نظر آتا ہی رنگ یاسمین سرخ

جمار نگ شہادت میرا ایسا + | کراونکی اونگلیان برسون رہین ہیں سرخ
نکالا ہے بغل سے دلکو ہین نے | برائے نذر لایا ہون نگین سرخ
نسیم ایسے لکھے ہین شعر رنگین | برنگ گل غزل کی ہے زمین سرخ

۱۴۷ ردیف دال مہملہ ۱۳

نجائیگی تری وحشی کی رائگان فریاد | یقین ہی کہ ہو زنجیر آسمان فریاد
فلک تو کیا ہی لب عرش تک یہ جائیگی | مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد
شب فراق بڑی لطف سی گذرتی ہی | انیس نالہ فغان دوست مہربان فریاد
بہت دنو نمین ہمین آج نیند آئی ہی | نکر مزار پہ رو رو کے نوحہ خوان فریاد
یہ ضعف ہی کہ ہم اک آہ کو ترستی ہین | اسیر سینہ ہی کیا آسی تا دہان فریاد
کمال قاعدہ دان ستم ہی برسونسے | اوٹھا چکے ہی بہت صحبت بتان فریاد
اثر بہا ہی وہ درد فراق کا مجہ مین | کرینگے بعد فنا میری استخوان فریاد
بہت دنون مین دل آزاریان یہ سیکہی گی | ابہی نہین ہی تمہاری فراجدان فریاد
نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکہا | نجائیگی ابہی میری کہان کہان فریاد
کبہی تو جذب محبت اثر دکہائے گا | کبہی تو لائیگی اونکو کشان کشان فریاد
خیال کاکل شب رنگ سی یہ حال ہوا | مرے دہن سی نکل کر ہوی دہوان فریاد
یہی ہی اے فلک پیر صورت انصاف | سنین وہ نغمہ مطرب کرون مین یہان فریاد

۱۴۸ | نسیم چرخ و زمین پر نہین ہے کچہ موقوف
کہان کہان نہ بنائیگی آشیان فریاد | ۹

سنا ہی کیا تمہین بیمار ناتوان فریاد | کہ دلسے آ نہین سکتی ہی تا زبان فریاد
شب فراق مین تا صبح میری سنا کئے | بہت دنو نمین ہوی مجہ پہ مہربان فریاد
فراز چرخ سے تا عرش کونسا ہی سفر | ابہی نجائیگی دیکھو کہان کہان فریاد

صدا نکلتے ہی ہر استخوانسے وقت شکست
مین گرکے خاک پہ کرتا ہون جہان فریاد

فلک کے ظلم سے ہر وقت لب پہ آہین ہین
جفای یار سے کرتی ہین نوجوان فریاد

وہ لطف کرتے ہین وصل دیکھنا جو ہی منظور
مجھے ہی ڈر نہ رہے کے وقت امتحان فریاد

ہزار طور سے ڈہونڈہا پتا نہین ملتا
نکل کے منہ سے ہوی ہی نشان کہان فریاد

بلند یان جو سمائین مزاج عاشق مین
بہت دنونسے ہی سیاح آسمان فریاد

۱۶	یقین ہی کہ دکھائی نسیم کچھ تاثیر نجای گی کبھی عاشق کی رائگان فریاد	۱۴۹

اپنی ہستی پر نکیون ہو منفعل ہر درد
جانتا ہی تہمن اپنا صاحب آزار درد

وہ بہی آجاتی ہین اکثر پوچہنی کیواسطے
باعث راحت مجھی ہی کہنو ای غمخوار درد

ایک جانب چارہ گر ہین ایک جانب غیر و دوست
ہمکو دکہلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد

صبح سے تا شام نالہ شام سی تا صبح آہ
کسقدر رکہتا ہی دلمین عاشق بیمار درد

صورت حرف غلط بیمار ہجران کا تری
مٹ گیا ای جان زیر سایہ دیوار درد

ضعف سی طاقت نہین فریاد کی باقی رہی
دلمین ہی میری بشکل لذت بیکار درد

صورت معشوق ہی آنکی جدائی ناگوار
دوست رکہتا ہی نہایت زخم تبسم درد

سننے مصیبت دوستی لطف سخن ہی تا نہین
دلمین کچھ پیدا کری ہر صاحب اشعار درد

زخم دل چاک جگر سینہ سراسر داغدار
کیا کہے رکہتا ہی کیا کیا عاشق ناچار درد

عاشقو نکے حال کے معشوق کو پروا نہین
تجکو کیا معلوم ہی رکہتی ہین کیا ای یار درد

نظم ہی کیفیت حال مصیبت خیز عشق
کیا عجب پیدا کرین دلمین مری اشعار درد

ہمنفس کیا پوچہتا ہی نالی کیون کرتا ہون مین
آج کی شب ہے مری پہلو مین بی دلدار درد

کثرت تکلیف سی آتی ہین نالی تا زبان
غیر ممکن ہی کہ ہووے کاوش آزار درد

چاک کرتا ہی دم فریاد ہر گل پیرہن
کسقدر رکہتا ہی شور بلبل گلزار درد

کم نہین ہی زخم سے ایذا کلام تلخ کے
کرتی ہی پیدا جگر مین بات کی تلوار درد

۱۵۰ — بات منہ سی کسطرح نکلے کہ عالم غیر ہی
آج رکہتا ہی نسیم اپنا دل افگار درد — ۱۳

نقاب منہ سے اوٹہا دے اگر ہمارا چاند
کنار چرخ سے کرنے لگے کنارا چاند

فروغ رخ کے مضامین کنار فکر مین ہین
فراز چرخ سے آغوش مین اوتارا چاند

دو نیم ہو تری تیغ نگاہ سے کٹ کر
جو دیکہ پای ذرا آنکہ کا اشارا چاند

ندیکہے سوی قمر پہر کبہی نظر بہر کر
دکہائی دے جو تجہی ایفلک ہمارا چاند

فروغ حسن نے ایسی تجلیان بخشین
زمین پہ ہی تری پاپوش کا ستارا چاند

یہ نور عکس رخ یار سی ہوا حاصل
کہ اپنی سینے مین آئینے نی اوتارا چاند

اوٹہا نقاب کہ دل دیر سی تڑپتا ہی
دکہا دے حسن جہانتاب کا خدارا چاند

جو دیکہ لے کف پا یار کے قدم چومی
کری فراق کنار فلک گوارا چاند

پہاڑ نور قدم سے تری منور ہون
عجب نہین جو بنی ردی سنگ خارا چاند

ہلال بنکے فلک پر جو یدر ہوتا ہی
سمجہ گیا تری آبرو کا کچہ اشارا چاند

تمہارے حسن نے ہر دانو مین اوجہی جیتا
ہزار طرحسے گہٹ بڑہ کی بازی ہارا چاند

چمک کی تیغ تبسم نے روشنی یہ دی
ہوا ہی سینے مین دلکا ہر ایک پارا چاند

۱۵۱ — نسیم ایسی غزل یہ بلند روشن ہی
سنئے جو یار کہی چرخ سے اوتارا چاند — ۱۲

کسقدر خاطر غمدیدہ ہی دشوار پسند
جز اجل کچہ نہین کرتا ترا بیمار پسند

سرو تن دیدہ و دل جان و جگر حاضر ہین
آج محروم نرکہ کچہ تو کر ای یار پسند

دیکہ لیتے ہین تمہین جب او دہر آجاتی ہو
کسطرح ہون نہ ہمین روزن دیوار پسند

رحم کچہ عیب ہے جس سی کہ خفا ہوتے ہو
یہ خوشی ہی جو کہین دلبر آزار پسند

جی کو بہایا ہی کچہ ایسا کہ نہین کچہ بہاتا
میل صحرا ہی نہ ہی جلوۂ گلزار پسند

کام غلمان سے ہی اوسکو نہ غرض حور سے
کچہ نہین کرتا ترا طالب دیدار پسند

خار سے آبلۂ پا کو ہی رغبت ایسے
جسطرح حضرت منصور کو تہی دار پسند

خانۂ قید سمجہ کر نہ بسر کے اسمین
اسلیے روح کو آیا نہ تن زار پسند

تم ہٹین لاکہ کرو دل نہین ہٹنے کا مرا
جی مین جو آی کہو ہی مجہی تکرار پسند

کسلیے چین بہ جبین ہو کہو کیسا ہی مزاج
کونسی فکر مین ہی خاطر اغیار پسند

دام الفت سے ہی بجز مرگ رہائی مشکل
کیا کرے غیر قضا تیرا گنہ گار پسند

کیا مری ہم نفس سردین پائی ہین نسیم
اسلیے عشق کی ہی گرمی بازار پسند

۱۵۲	ردیف ذال معجمہ	۱۱

ہوش باقی نہین جسدم سی کہ دیکہا تعویذ
قہر لایا ہی مری دل پہ تمہارا تعویذ

دل تو کیا جانکی پڑ جاینگے لالی سبکو
آفتین لایگا ایجان نہ کیا کیا تعویذ

جو کہون وہ نکرین غدر رہتا ل اوس مین
دوستو لائیو میرے لیے ایسا تعویذ

تہا نہ افسون نہ یہ جادو نہ جگا یا منتر
کچہ تو سوچی کہ جو یون آپنے پہینکا تعویذ

جو ارادی ہین طبیعت کے وہ سب ہین معلوم
کہتے ہین ہنس کے نہ باندہین گی یہ تیرا تعویذ

چین کیسا کہ نہین ہوش کسی ہین ایجان
ل گیا ہی کسی اُستاد سی اچہا تعویذ

پہر کوی صورت دلخواہ نظر مین آئے
آج تو نام خدا آپنے باندہا تعویذ

یہ تو اک پارۂ دل ہی جو مرہا ہے مین ہے
بدگمانی سے اسے آپنے سمجہا تعویذ

گر مری زیست ہی منظور تو جلد ای غنچہ
دفن کر آ تہ در اوسکے کسی جا تعویذ

مہر و مہ گرد ہین کیا حسن ہے اللہ اللہ
کچہ دکہاتا ہی نئے طرح کا جلوا تعویذ

۱۵۳	ہدیجی باندہی جو ذرا داغ چہپانی کو نسیم میرے بازو پہ مرے یار نے سمجہا تعویذ	۹

دور ابھی چاہیے ایسا جو ہو ایسا تعویذ
چاہیے سب سی حسینوں کا ہو اچھا تعویذ
اثر گرمی الفت نے کیا سوز سوا
عوض ظلم کوی رحم بھی کر ای گلچین
رات دن بازو مژگان پہ بندھا رہتا ہے
پھر وہی حالت دل ہی کہ نہیں دم بھر چین
کچہ ابھی سی خفقان کو مری افزایش ہے
کھینچ لائی اثر جذب محبت سے تجھے
خود بخود وہ پس پشت ادہر آئی ہین نسیم

باندہنا رشتۂ جان سے مری اپنا تعویذ
تیری بازو پہ بندہی شمس و قمر کا تعویذ
جل گیا بعد فنا میری لحد کا تعویذ
قبر بلبل پہ ہو برگ گل تر کا تعویذ
ہی مرا اشک مری دیدۂ تر کا تعویذ
دوستو لاو کہین سی تو خدارا تعویذ
کیا غضب لائیگا دیکھین یہ تمہارا تعویذ
اوپری ہمنی کیا ایکی وہ پیدا تعویذ
کام آیا مری تقدیر کا لکھا تعویذ

۱۵۴	ردیف رای مہملہ	۲۰

صدقی تری جاؤن مری پیاری دلبر — تو کیون ہی مکدر
حاضر ہون تجہی ادر پہ جہکائی ہوی ہین سر — لے ہاتہ مین خنجر
جبتک کہ ہون چپ جان غنیمت اسی دلبر — ہٹ کر نہ ستمگر
کہلوا نہ مرا منہ کہ نہایت ہون مکدر — کہل جائین گی دفتر
بیڈھب نظر آتی ہین جو دلبر ترے تیور — ہر وقت ہون مضطر
ہون زیست کے ساماں میسر مجھی کیونکر — جب تو ہو مکدر
کیا پوچھتے ہو ہنسکے کہ تو کیون ہی مکدر — کیون رہتا ہی مضطر
ہر پارۂ دل آتش فرقت سی دہک کر — ہی سینی مین اخگر
یہ حسن خداداد کہان اوسمین ہی ایجان — تو کیون ہی ابر ران
کیا بات ہی یوسف ہین می آفت دوران — ہو تجھسے جو بہتر

کیا منہ ہی کہون اسکے سوا شکر خدا ہی
جو کچھ ہی بجا ہے
سب جانتے ہین حال مرا مجکو بلا ہے — معشوق ستمگر

کٹتی ہی بڑی کشمکش رنج مین اوقات
آفت ہی ہر اک رات
سُنتا نہین وہ ظالم بیدرد مری بات — ای واے مقدر

ہوتا ہی نہین شور کسیوقت ذرا کم ؛ آشفتہ ہے عالم
رہتا ہی بپا کوچۂ سفاک مین ہر دم — ہنگامۂ محشر

وریان ہی تو بہی ستم و جور مین کامل
بدکھنی سی حاصل
کیون ہمکو گھُرکتا ہی کہ قابو مین نہین دل — ہا ہین عاشق مضطر

اک طرفہ تماشا یہ نمایان ہی مری جان ؛ روتا ہون جو ہر آن
جو بوند گراتی ہی مری چشم دُر افشان — بنجاتا ہے گوہر

اب چارہ گرونکا یہی ہوتا ہی اشارا
ہمکو نہین یارا
جز وصل نہین عاشق بیتاب کا چارا — کیونکر نہون ششدر

ساجد ہین ترے در پہ مسلمان و برہمن
رکھی ہوی گردن
پہر عارض تابانکا دکھا جلوۂ روشن — او آفت محشر

پہر خوبی تقدیر سے آئی وہی مشکل
ہوجائینگے بسمل
پہر آج ہین [illegible] قاتل خونخوار کی اے دل — بدلے ہوے تیور

کیونکر نہو ہر عاشق بیتاب کو ارمان
قربان دل و جان
وہ عارض تابندہ ترے ہی مہ تابان — ہین صبح مکرر

جب سے کہ ہوا ہین غم فرقت مین گرفتار
مانند گنہگار
وا رہتی ہین ایجان مری دیدۂ بیدار — ہر دم صفت در

ہان قسمت اغیار پہ رشک آتی ہین ہردم
کیا اور کہین ہم

سوره مری پہلو مین ہی او فتنۂ عالم — شب بہر نہین دم بہر
ایدل ہوس عشق نکرنا کبہی زنہار — ہشیار خبردار
کب یوچہتی ہین بات حسینان جفا کا — بے سلسلۂ زر
رنج سخن تلخ کی شہری ہوے ہر سو — نادم نہین کچہ تو
شمشیر زبان کی تری او دلبر بدخو — کہلنے لگے جوہر
تدبیر ہی بیفائده اچہا نہین انجام — ہون عاشق ناکام
آئیگا شب ہجر مین کیونکر مجہے آرام — بے پہلوے دلبر
۱۵۵ دل حاجت دنیا سی پریشان ہی کیسا — کوڑی ہی نہ پیسا
افلاس نے گہیرا ہی نسیم آپکو ایسا — ای وای مقدر ۱۴

جسنے دیکھی ہو تری رخسار روشن کی بہار
اسقدر نازان نہو یہ رنگ گل ہی بی ثبات
فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی کے جوش
کون دیکہے بے ثباتی عالم ایجاد کی
جلوۂ رخسار تابانکا جو ہر جانب ہے عکس
کیون خفا ہوتا ہی چہینٹو نسی طعوے کے بار بار
سبزۂ نوخیز سے لطف گلستان ہے عیان
گر نہین کوئی نہو باقی ہی کسکو احتیاج
کیون نہ صدقی جائیی ایدل ہجوم داغ کی
ہان اوٹہا اب پردۂ رخسار روشن ای حبیب
کہتے ہو تو ہی ہین جیسا کہ دیکھا تہا او نہین
مثل پیراہن ہوی ہی زیور دخشت کے قد

کب خوش آتی ہی اوسی اید وست گلشن کی بہار
چار دنکی واسطے بلبل ہی گلشن کی بہار
دل ٹہکانی ہو تو دیکہین چل کی گلشن کی بہار
عارض گل کیطرح مہمان ہی گلشن کی بہار
برق تابان کی چمک دیتی ہی دامن کی بہار
اور بڑہ جائیگی ظالم تیری دامن کی بہار
دیکہ اگر او ستمگر میرے مدفن کی بہار
دیکہتی ہی بیکسی اب میری مدفن کی بہار
کم نہین ہی جلوۂ گلزار سی تن کی بہار
دیکہنے آئی ہین ہم بہی تیری جوبن کی بہار
تمکو خوش آئی مگر پوشاک دشمن کی بہار
کم گریبان سی نہین ہی طوق گردن کی بہار

سوز فرقت سی بھڑک اوٹھتی ہی جب سینے مین آگ
گرد ہو جاتی ہی اکثر شمع روشن کی بہار

۱۵۶	داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہی نسیم دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنی گلشن کی بہار	۱۷

پھر شجر سرسبز ہین کہتی ہین آتی ہی بہار
رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہی بہار

مدتون سے منتظر بیٹھے ہین مشتاق جنون
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہی بہار

دیکھیے جب رنگ عالم اک نئی عالم پہ ہی
صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہی بہار

رہتی ہین فصل خزان کی مدتون تک گریان
چار دن کے واسطے گلشن مین آتی ہی بہار

سبز کر دیتی ہی پاتی سرخ کر دیتی ہی پھول
رنگ کس کس طرح سے اپنا جماتی ہی بہار

کوئی گل ہی سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون
دیکھیے جس رنگ مین کچھ رنگ لاتی ہی بہار

جلوہ گلشن دکھا کر بخشتے ہی راحتین
کلفت رنج خزان دل سی مٹاتی ہی بہار

چھپ کے خود پردے مین کر دیتی ہی ظاہر صورتین
آپ پنہان ہی مگر جلوے دکھاتی ہی بہار

حال ہو جاتا ہی ابتر رنگ عاشق کی طرح
سنتے ہی نام خزان کچھ سہم جاتی ہی بہار

غیر ممکن ہی کہ چھوڑی ہی ہنسائی صبح کو
رات بھر غنچون کو کیا کیا گدگداتی ہی بہار

خندۂ گل کی صدائین ہی سبب آنے نہین
جوش وحشت کے ہمین مژدے سناتی ہی بہار

اپنے استقبال اوّل سے نکیو نکر خوش رہے
پہلے سب سے باغ مین بلبل کو پاتی ہی بہار

بلبلین ہوتی ہین خوش رنگینی گل دیکھکر
اپنی احسان چار دن سب پر جتاتی ہی بہار

بے ثباتی کا جو اپنی دہیان آتا ہی آسے
گل سی اور بلبل سی کیا آنکھین چراتی ہی بہار

غالبًا معشوق ہی یہ بھی کسیکے ورنہ کیون
آپکو ہر چشم بینا سے چھپاتی ہے بہار

آدمی کو دیکھنا لازم ہی چشم غور سے
کب بھلا ہنستے ہین غنچے مسکراتی ہی بہار

۱۵۷	آمد فصل خزان ہی لطف رخصت ہے نسیم چلیے اب سی چمن سنتی ہین جاتی ہی بہار	۱۸

آنسو نہین ہین یہ مژۂ اشکبار پر
گویا نمود آبلہ ہے نوک خار پر

ناصح نکر یہ سرزنشین بس معاف رکہہ
کب اختیار ہے دل بے اختیار پر

افعی کا شک ہوا ہے کبہی زنجیر ناز کا
کیا کیا گمان نہین ہمین گیسوی یار پر

تائب ہون مدتون سے سمجہنا نہ اور کچہ
تم ہنستے ہو بس آج مرے اعتبار پر

جلوے دکہا رہا ہی عجب رنگ سوسنی
نام خدا لبون کی مسی ہی بہار پر

کسطرح آئی چین مجہے ہجر یار مین
بجلی گری ہے غم کی دل بیقرار پر

گلچین ہے باغ مین نہ فغان عندلیب کے
دہوکے خزانکے ہوتی ہین فصل بہار پر

کیسے یہ یاد گل تہی کہ خاموش کر دیا
نالے ہی آسکے نہ زبان ہزار پر

رہنی دی کوی یار مین جزو ضعیف ہون
احسان کرای صبا مری مشت غبار پر

کر امتحان حق وفا عاشقونکا کچہ
صیاد عندلیب کے کہول ایکبار پر

امیدوار جوش جنون چندروز ہی
بیٹہے ہوے ہین آمد فصل بہار پر

جلوے دکہا رہی ہین جگر مین ہجوم داغ
جوبن ہی آج گل تو مری لالہ زار پر

ثابت نہین یہ کیسکی برارمان کی خاک ہی
اک بیکسی برستے ہی شمع مزار پر

رہتی ہی اشکبار جو شب بہر وہ میری طرح
ہنستی ہی صبح گریۂ شمع مزار پر

جو اسمین روشنی ہی وہ آنہین چمک کہان
چشمک ہی اشک کی گہر آبدار پر

تاری بہری ہین دامن شب نے یہی گمان
افشان چمک رہی ہی جو گیسوی یار پر

مدت کے بعد چند نفس چین آگیا
رکہا ہی کسنے پاؤن ہماری مزار پر

١٥٨	کہائی ہین داغ ہمنی یہانتک کہ ای نسیم دہوکا ہی گلستان کا دل داغدار پر	٩

ہون مین عاشق جان جاتی ہی مری اوس نور پر
وہ جو آیا تہا نظر موسی کو جلوہ طور پر

بسکہ لازم ہی حضوری عاشقونکی واسطی
دیکہہ میری دلمین دیکہا تہا جو موسی طور پر

لطف دیتی ہی تکلف مین ہی عاشق کی لیی
آنکہ ہی جہپکی تو کیا موسی نی دیکہا طور پر

ہر تعلق سی بری رہتا ہون مین مثل ملک
پہر طبیعت آگئی ہے ایک رشک حور پر

یہ نزاکت یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان
تجکو دیکہا ہی پڑی گی آنکہ کیونکر حور پر

ایک ہی گو نام مین لیکین جدا خصلت مین ہے
آنکہ زندان کی پڑے کیا زخم کے انگور پر

وقت مدہوشی جو لب پر نام انگور آگیا
ہاتہ ڈالا مینی اپنے زخم کے انگور پر

وہ حرارت ہی کہ جو بہتا ہی آنسو آنکہ سے
آتے آتے سوکہ جاتا ہی تن محرور پر

وہ نہین آگاہ رسم دوستی سی جان جان
رحم کرنا چاہیے کچہ عاشق مجبور پر

۱۵۹ — ولہ — ۱۷

غل اگر آہین کرین گے خاک پر ؛
جائین گے نالے مری افلاک پر

ہاتہ مین خنجر کمر مین تیغ تیز ؛
یہ ارادے ایک مشت خاک پر

روح عاشق یا حجاب آرزو
ہین گمان کیا کیا تری پوشاک پر

چہپ سکے گا تمسے کیا میرا مزار
حسرتین لوٹا کرین گے خاک پر

تیغ غم کس کس طرح روز فراق
ناز کرتی ہے دل صد چاک پر

داغ دل بیکار جانے کا نہین
پہول لالے کا اوگے گا خاک پر

صید جو دو چار ہین لٹکے ہوے
آج عالم ہے ترے فتراک پر

بوسہ لبہاے گلگون جو لیے
رنگ ہے ہر ریشۂ مسواک پر

کیا عجب مجہ رند کا آنسو ہے
دانۂ انگور بنکر تاک پر

حسرت افزا ہے مرے طبع روان
رشک ہی اس توسن چالاک پر

کچہ تو فرماؤ خطا کیا ہو گئے
قہر کیون ہے عاشق غمناک پر

ابر کو دریا کو وقت امتحان
رشک آیا دیدۂ نمناک پر

منتین مانو اگر ہے آرزو
آکے تم میرے مزار پاک پر

خال اک دانہ ہی کیونکر رہ سکے
آپ سے کے رخسار آتشناک پر

یاد دندان پر رے رو آ گئی
برق چمکی خاطر غمناک پر

کسطرف جاتا ہے وہ عیار آج
بیٹھیے اب چلکے اوسکے تاک پر

١٦٠ | جان و دل محو محبت ہین نسیم
مین فدا ہون صاحب لولاک پر | ١٣

جما ہی قطرۂ خون جگر شمشیر دشمن پر
تماشا ہی یہ گل پھولا نیا دیوار آہن پر

اذیت دی مری سو تہا نے جلنے والونکو
زبان مین پڑ گئی چہالی قدم رکھا جو مدفن پر

اثر ہی غفلت عشق صنم کا خاک مین اب تک
قدم رکھی ہی نیند آتی ہی میری سنگ مدفن پر

وہ پر ارمان اٹھا مین اس جہانسے بعد مرنے بھی
ہزارون آرزوئین لوٹتی ہین خاک مدفن پر

شگاف پیرہن سی کثرت شادی ہویدا ہے
گمان ہوتا ہی ہسنی کا ہماری چاک دامن پر

رگ گردن نہ کیونکر صورت زنار ہو جائے
طبیعت آگئی ہی اپنی اک طفل برہمن پر

کبہی خنجر کبہی شمشیر وہ رکھتی ہین پا اپنے
نہ کیونکر رشک پیدا ہو ہمین تقدیر آہن پر

دکہاتی ہی قیامت جلوہ دیوانیکے چلنی مین
یقین ہی صور کا ہر نالۂ زنجیر آہن پر

بنایا باغ کو بہی دشت آخر بخت بلبل نے
نظر آتی ہین کانٹی ہر طرف دیوار گلشن پر

سیا ہی بی سبب کب ہی نہین خالی یہ ہو گی سحر
گمان ہی بخت عاشق کا ہمین گلہائے سوسن پر

خوشا قسمت کہ ہم آغوش ہر دم تمسی رہتا ہے
بجا ہی رشک آئی گر مجھے تقدیر دشمن پر

پسند چشم سوزن ہون اگر مین کیا عجب اسکا
نقاہت سی گمان ہی رشتۂ باریک کا تن پر

گلو سی کر دیا آزاد اوسکو میری ہاتھون نے
جنون احسان ہوا تیرا نہایت طوق گردن پر

١٦١ | ولہ | ١٥

رحم آجاتا ہی دشمن کی پریشانی پر
زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر

کیون رکھا کاتب قدرت نی فلک پر خورشید
نقطہ دینا تہا یہ تیری خط پیشانی پر

صاف رکہہ قاتل عالم شکن ابرو کو
مورچہ جم نرہی تیغ خراسانی پر

آمد فصل بہاری ہی پے استقبال
کہولی ہین شوق مین مرغان گلستانی پر

نالہ زنجیر سے چہپ چہپ کے نکل جاتا ہی
پاسبان پاتی ہین الزام نگہبانی پر

ہو گئی بے سخنی قفل دہن غنچون کو
تہا شک بی ادبی خندۂ پنہانی پر

برہمی کرتی ہی مجموعۂ خاطر برہم
صبر کہو دیتے ہین زلفونکی پریشانی پر

نقطۂ حسن ہی تل مصحف رخ پر تیری
کفر ہی صورت شک آیۂ قرآنی پر

تیرے آگی تو فروغ رخ روشن معلوم
دیجیی نقطۂ شک یوسف کنعانی پر

آسمان صحبت احباب سی کب خالی ہی
نالی رہتی ہین ہماری فلک ثانی پر

ہم وہ مشتاق اذیت ہین کہ ہر دم قاتل
زخم کہاتی ہین امید نمک افشانی پر

مر گئے ایک ہی جلوی مین پریرویونکی
پانون رکہا ہی تہا تخت سلیمانی پر

راہ برگشتہ نصیبی نظر آئے کیا کیا
خضر کا شک ہی مجہی غول بیابانی پر

مر گئی کہتے ہی کہتے تیرے گیسو کا حال
مختصر جہگڑے ہوے قصۂ طولانی پر

۱۶۲

قبر مین جوشش گریہ نی او بہار الہی نسیم
ہم تہ خاک بہی رہتی ہین سدا پانی پر

۱۳

غیر ممکن ہے کہ ہو ہجر مین اہی یار سحر
دیکھیے کرتا ہی کیونکر ترا بیمار سحر

ناخن فکر سے بہی کہل نہین سکتی ہرگز
ہو گئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر

نظر آتی نہین کسوقت سہی ہم دیکہتے ہین
ہو گئی اب تو بشکل کمر یار سحر

پوچہتا کیا ہی گذرتی ہی شب غم کیونکر
رو کی کرتی ہین تری عاشق بیمار سحر

کیا کہون ہو گئی ہی کچہ اور ہی اونکی صورت
دیکہتے ہین جو تری طالب دیدار سحر

آ کہین وعدہ فراموش کہ عالم ہی تنگ
اب نہ دیکہین گی تری تازہ گرفتار سحر

مین تو ہون نزع مین اونکو ہی اذیت دم دم
کسطرح کرتی ہین دیکہون مری غمخوار سحر

مُنہ دکھاتی نہیں افسوس شبِ فرقت مین
رکھتی ہی عاشقِ جانباز سی کیا عار سحر

کچھ حیاتِ نفسِ چند ہی باقی اے دل
ہم بڑین ہوگئے کسی کی ہین بیمار سحر

رات اور دن کی نمونی ہین یہ جان تجھ مین
زلف ہی شام اگر ہین تری رخسار سحر

ہر نفس مین دمِ آخر کی مزی آتے ہین
یہ یقین کب ہی کہ دیکھین تری بیمار سحر

وہ تو پہلو مین نہین درد کی شدت دیکھین
آج کس طرح سے ہوا ہی دل بیمار سحر

١٦٣	روز دو چار نئی گل نظر آتی ہین نسیم جاتی ہین ہم جو کبھی جانبِ گلزار سحر	١٣

زخمِ تیغِ یار نے بخشا دہان بالای سر
شکر گو کیونکر نہو ہر مو زبان بالای سر

نوکِ نیزہ سر پہ ہی گردن پہ ہی پیکانِ تیر
اک زبان زیبِ گلو ہی اک زبان بالای سر

زندگی کرتے جو بحثِ حرمتِ بادہ حرام
کھینچکر رکھدیتی واعظ کی زبان بالای سر

خوب دیکھی اس خراب آباد کی پست و بلند
خاک زیرِ پا ہی دود آسمان بالای سر

عاشق اوسکا ہون کہ ہنگامِ فراقِ جسم و جان
لیگی لاشے کو میری حورِ جنان بالای سر

راحتِ آغوش کف پا کی حنا حاصل کری
بل کری کیونکر نہ زلفِ بیجان جان بالای سر

پیچ و خم پہر افعی گیسو کے دکھلانی لگا
پہر بلا لایا دلِ نامہربان بالای سر

ای فلک تیری ستم کو کیا سمجھتی ہین بھلا
لیتے ہین ہر روز ہم جورِ بتان بالای سر

کسکے پابوسی کے خاطر یہ بلندی ہی تجھی
ایفلک ہی کونسا عرش آشیان بالای سر

شاہدِ سودای عشقِ یار ہین مجکو عزیز
سنگِ طفلان کی ہین کہتا ہون نشان بالای سر

صحبتِ یکدم سی بلبل کو نہ گلچین منع کر
لے نہ جائیگی اوٹھا کر بوستان بالای سر

سایہ پرور دمنا ہی دلِ نادان مرا
لائیو آفت نہ کوئی آسمان بالای سر

١٦٤	قیدِ ظالم سے ہو حاصل مخلصی کسدن نسیم دیکھیے کبتک رہی یہ آسمان بالای سر	١١

ہی بلندی مین بھی پستی کا نشان بالای سر
آسمان کہتا ہی اور اک آسمان بالای سر

صحبت اعلی سے ادنی کو بھی عزت ہی حصول
طرۂ دستار نے پایا مکان بالای سر

کب بھلا فرصت ملی تعلیم گردش سے ہمین
روز چکر کہہ رہا ہی آسمان بالای سر

خواب تنہائی میسر ہے کہان اس دہر مین
چل رہی ہین آسمان کی چکیان بالای سر

دیدۂ پرنم کے بھرے ہین دلین کیا کیا حوصلے
خوش نہین آتا حجاب آسمان بالای سر

دیکھ ہی رفعت کا باعث اتحاد خاک و باد
جاتی ہی اوڑ اوڑ کی گرد کاروان بالای سر

نذر لیلی کے لیے کس شوق سے لی مشت خاک
دشت سے لایا ہی قیس ناتوان بالای سر

کس ادب سے پیش آتی ہی بس مردن صبا
رکھتی ہی مشت غبار بیکسان بالای سر

ابر مین اٹھکھیلیان غنچون سے کرتی ہی صبا
شوخیان کھلاتی ہی حق طفلیان بالای سر

نالہ جانسوز بھی افسوس کر سکتے نہین
پھر بلا لائے نہ کوئی ہم زبان بالای سر

۱۶۵	تنگ ہین ہم اس دل نالہ کشی سے ای نسیم روز ہی ہنگامۂ شور و فغان بالای سر	۹

مر گئی افسوس ای بلبل تو کیون سر توڑ کر
گو دیا قید قفس صیاد نے پر توڑ کر

کیون مکدر ہو گیا شیشہ تہین ملتی نہین
حکم ہوا دوران فلک سے یار اختر توڑ کر

خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تھا ایسا بدن
منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑ کر

بعد مردن چاہی صیاد کچھ الطاف سے
قبر پر بلبل کے رکھ دینا گل تر توڑ کر

خستہ جانو ہجر نے ایسا لاغر کر دیا ہی
رنج بلبل کو نہ دیتی گلچین گل تر توڑ کر

دیکھنا روی صفا کی جوہری کہہ بیٹھتی
بیسبک بیٹھا بلا آئینہ سکندر توڑ کر

سخت جانی کا برا ہو یار کو صدمے ہوئے
باندھ کر شمشیر آئے ہین وہ خنجر توڑ کر

ایک قطرہ خون کا نکلا نہ جسم زار سے
حیرتی فصاد ہین نشتر پہ نشتر توڑ کر

۱۶۶	او کسی کو [illegible] کوئی [illegible] توڑ کر	۱۰

جسطرح آہو نہ آئی دشت ایجان چھوڑکر
جا نہین سکتا ہی دیوانہ بیابان چھوڑکر

غیر ممکن ہے کہ مجھسے ترک عشق زلف ہو
جا نہین سکتا پریشان کو پریشان چھوڑکر

تنگ خاطر رحم کے قابل ہی چندیے پاسبان
مین ابھی آیا ہون زندان مین بیابان چھوڑکر

صاحب اسلام ہین ای عشق ہمسے یہ محال
کیجیے یاد صنم آیات قرآن چھوڑکر

رہتے رہتے بیکسے کو بہی محبت ہو گئے
کسطرح جای مرا حال پریشان چھوڑکر

مرتبہ بہتر ہے کچھ آغاز سے انجام کا
ہاتہ دامن کیطرف دوڑا گریبان چھوڑکر

طعنے اب سہتی ہین عریانی کی اید ست جنون
کیون نہ است تو نی لی تار گریبان چھوڑکر

دیکھنے کو کچھ نشان ہی نہی دی ای جوش جنون
چاک کر سب پیرہن لیکن گریبان چھوڑکر

کچھ دنو نہین خاک ہوکر خاک مین ملجاونگا
کب ہلا جاتا ہون اب مین کوچہ جانان چھوڑکر

اتحاد تا قیامت ہی فراق اسکو محال
جائینگے حسرت کہان گور غریبان چھوڑکر

داغ تن کی لطف یاد آئینگے ایجان حیف ہے
کیسے بلبل تہی کہ جاتی ہی گلستان چھوڑکر

نام بہی لیتا نہین کوئی کسی کا بعد مرگ
منفعل کیسی ہوی ہی جسم کو جان چھوڑکر

ربط باہم مثل روح و تن ہی کیونکر جا سکے
صبح ماتم دامن شام غریبان چھوڑکر

میہمان ہین کچھ تو خاطر کر کہ تیری واسطے
ای لحد ہم آئے ہین دنیا کا سامان چھوڑکر

وصل کامل کی جدائی فکر ناخن سے محال
بخیہ کیا جائیگا پیوند گریبان چھوڑکر

دونون تیری جستجو مین پہرتی ہین در دربا
دیر ہندو چھوڑکر کعبہ مسلمان چھوڑکر

بعد مردن بہی ہی عہد وفا کا پاس ہے
بیکسی جاتی نہین گور غریبان چھوڑکر

۱۶۷	بیرخ اوس سی کس لیی ہتی ہمنشین نسیم وہ کہان جائیگا تمسا ماہ کنعان چھوڑکر	۱۵

مخلصی پائی بلا سے دل مضطر کنیونکر
توڑ سیلے حلقہ زنجیر مقدر کیونکر

آنکہ جھپکی گی نہ مشتاق قضا کی ظالم
دیکہ کرتی ہین نظارے تہ خنجر کیونکر

آنکھ اوٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل
گھورتا ہی تجھی ہر دیدۂ جوہر کیونکر

کھینچ شمشیر اگر دلمین ارادہ تجہہ ہی
دیکھ مرجاتے ہین جانباز ستمگر کیونکر

گر یہی ضعف رہا فرصت برخیز کی بعد
ناتوان جائینگے تیری لب کوثر کیونکر

سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کی لیے
منہہ دکھائیگا تجھے خسرو خاور کیونکر

جو لکھا صفحۂ قسمت مین وہ مٹنی کا نہین
مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر

کیا وفادار جفا پیشہ ہی دیکھ او ظالم
دوستی کرتا ہی دم سی دم خنجر کیونکر

دہوم آئینۂ رخسار کی سنکر تیری
چین پائیگا تہہ خاک سکندر کیونکر

ہر رگ تن مین ہی میرے اثر مقناطیس
مخلصی پائیگا فصّاد کا نشتر کیونکر

دیکھ ہر ہر سر مژگان کا تماشا ظالم
ڈوب جاتا ہی رگ جان مین یہ نشتر کیونکر

ساتھ مدت سی ہین سرمایۂ سودا میری
پھیکدون دامن لبریز سی پتھر کیونکر

سنگدل کو مری نالون پہ نہ رحم آئیگا
موم ہوجائیگا فریاد سے پتھر کیونکر

آتش گرمی مضمون سے بھوکا جاتا ہی
نامہ لیجائیگا تا یار کبوتر کیونکر

۱۶۸

صدقے اس قوت بازو کی دل و جان نسیم
دیکھ او کھاڑا ہی علی نی در خیبر کیونکر

۲۳

عضو تن میری دہکتی رہی اخگر ہو کر
پرورش روح نے پائی ہی سمندر ہو کر

اب تو بدخواہ بھی پیش آتی ہین کمتر ہو کر
تیغ ملتی ہی گلے سے مری خنجر ہو کر

مختصر ہو گئی دکھا لطف درازی ای زلف
میرے آغوش مین آجا شب محشر ہو کر

کیسا پایا قفس تنگ الٰہی توبہ
طائر روح رہا جسم مین بے پر ہو کر

ہاتھ بڑھ بڑھ کے پڑی پر نہ پہنچی قاتل
رہ گئی زخم جگر حد مقدر ہو کر

روح بھی کوئی دولہن تھی کہ مری قالب سی
منہہ چھپائی ہوے نکلی تہہ خنجر ہو کر

یہ تمنا ہی کہ وہ بھی مری آغوش مین ہون
جیمین ہی خلق کو لون دامن محشر ہو کر

غیرت آتی ہی شب ہجر مین مرنے سے مجھی
رنج دیتی ہی اجل طعنۂ دلبر ہو کر

پڑگئی چھینٹ تو اتنا نہ خفا ہو واعظ
می رہی گی تری آغوش مین دختر ہو کر

خواہش وصل سے خط پڑھنی کی قابل ہا
لپٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہو کر

موت شرمائیگی کیونکر مجھے بدعہد سے
صاف پھر جاؤنگا مین وعدۂ دلبر ہو کر

آب شمشیر سے محروم نہ رکھ ای قاتل
سوکھی جاتی ہین لب زخم مری تر ہو کر

منتین کرتے ہین آتے نہین اللہ اللہ
نیند بھی یار ہوی آنکھ سے باہر ہو کر

کسقدر حسرت پرواز بھری ہی دلمین
روح نکلی بدن زار سے شہپر ہو کر

دود پیچیدہ جو اوٹھی تھی مری آہونکی
مدتون چرخ سے لپٹی رہی اژدر ہو کر

کسقدر راحت آغوش نی بالیدہ کیا
اشک ٹپکا مری دامن ہی سمندر ہو کر

کیا اثر ہے لب شیرین جو تری جو ہی تھی
زہر گھلتا ہی دہن مین مری شکر ہو کر

مرکے ہمت کرتے ہین دیکھو عدم کی سفر کے
حشر تک قبر سے اوٹھتا نہین بستر ہو کر

مضطرب تھا دم تجویز مقر صانع
رہ گیا مصرع ابرو جو مکرر ہو کر

ذبح کے بعد بھی کم حسرت دیدار نہو
گھورلی روی قضا دیدۂ جوہر ہو کر

بوسی گر ہمنی لیی ہین تو دیی بھی تمکو
چھٹ گئے آپکی احسان سے برابر ہو کر

سر کٹا کر تجھے دکھلائینگے جلوی قاتل
شمع بن جائینگے ہم قامت بے سر ہو کر

۱۶۹	کبھی خالی کبھی لبریز بسر کی ہی تسنیم + شکل خم مثل سبو صورت ساغر ہو کر	۱۸

کبھی ہوتا ہون ظاہر جلوۂ حسن تجلی ہو کر
کبھی خاطر مین چھپ جاتا ہون تیری آرزو ہو کر

کبھی کم ہو کے شرماتا ہون مثل قطرہ ساغر مین
کبھی کثرت سے رک جاتا ہون شیشی کا گلو ہو کر

بڑھا لیتا ہون اکثر ربط یار پاک دامن سے
لپٹ جاتا ہون دست پاسی مین آب وضو ہو کر

سکونت سے بہت بڑھ کی ہی میری خانہ بردوشی
رہا کرتا ہون ہر خاطر مین تیری جستجو ہو کر

نہین ہی احتیاج غیر وقت جو کھن پیتا ہے
چھلک جاتا ہون تکلیف ساقی مین سبو ہو کر

سکھائی ہی نئی تدبیر مجکو میری خاطر نی
پسند آتا ہون دشمن کو بھی تیری گفتگو ہوکر

نہین چلتی کوئی تدبیر کیا کیا فکر کرتی ہین
مین کر دیتا ہون قائل سبکو تیری گفتگو ہوکر

تقاضای تمنا سی نہ اک جا دو گھڑی بیٹھی
پھرا یا عمر بھر عالم مین تیری جستجو ہو کر

نہ کیونکر شور ہو عالم مین میری فکر خاطر کا
دلونکو کھینچ لیتا ہون تمہارا رنگ رو ہو کر

نہین ممکن کبھی تر دامنی مین فرق کچھ آئے
بہا کرتی ہین اشک چشم میری آبجو ہو کر

نشان کیا پوچھتی ہو بی نشانونکی ٹھکانونکا
دماغ نہین رہا کرتا ہون مین گیسو کی بو ہو کر

کبھی ملک حلب مین ہم ہین کبھی شہر ختن مین ہم ہین
نہین رہتا تری شہرت کی صورت ایکسو ہو کر

خراش زخم سینہ مدتونکا دور کرتا ہون
لپٹ جاتا ہون جب شانی سی زلف مشکبو ہو کر

کمی مین بھی مری ہستی کی ہستی اور پیدا ہی
کبھی ابرو بھی بن جاتا ہون قصر آبرو ہو کر

اوٹھا لیتا ہون جو آئے مصیبت اپنے سر مین
سہا کرتا ہون ظلم دلربا عاشق کی خو ہو کر

بھلے کو بھی سمجھتا ہون بُری ہر دوست دشمن سے
نہین قابو مین رہتا مزاج جنگجو ہو کر

مری سیج زر دین نہین سطر حکی لطف حاصل ہین
جلاتا ہون دلونکو یاد یار شمع رو ہو کر

۱۷۰

لہو بھی پیرہن تر دیکھکر یارون نی فرمایا
نسیم آیا ہی کوئی یار سی کیا سرخرو ہوکر

۱۷

مین جو بیخود ہون کسیکا روی زیبا دیکھکر
کہتے ہین احباب میری مجلو کیا کیا دیکھکر

سب یہی کہتے تھی وہ بیرحم ہی بیدرد ہای
دل دیا اوس بیمروت کو بھلا کیا دیکھکر

ای اجل قربان تیری مجپہ کیا احسان کیا
خوش ہوا وہ میری فرقت کا تماشا دیکھکر

دوست روتی ہین عزیز و اقربا بیہوش ہین
تمکو رحم آتا نہین کچھ حال میرا دیکھکر

کیا کہون کیسی بلا آئی ہی میری جان پر
اوبت کافر تری زلف چلیپا دیکھکر

تیری انکھونکی ہمین مستیان یاد آگئین
وقت بیہوشی ہمین تاثیر صہبا دیکھکر

لو مین پہر بیمار ہوتا ہون کہ مین راضی رہو
مین نے سمجھا تم خفا ہو مجکو اچہا دیکھکر

ساتہہ تہا اک قافلہ طفلان ابدا دوست کا
وہ بہی کچہ گہبرا گئی میرا جوش سودا دیکھکر

ضبط خواہش گر نکرتا یون نہ رہتی پارسا
کیا کہون کیا دلمین آیا تمکو تنہا دیکھکر

مین نے اک دریا بہایا آنکہ سی بی تیری گل
اور پہر آئی مجہی بہی موج دریا دیکھکر

ایک کا ہی ایک شاکی ایک سی آزردہ ایک
حال اپنا ہی دگر گون حال دنیا دیکھکر

وہ بہی آئے نہین مر لی خدا کیواسطے
ای اجل گہبرا گیا تیرا تقاضا دیکھکر

غیر ممکن ہے کہ خوش آئین ہمین حور جنان
آنکہ اب کس پر پڑیگی حسن تیرا دیکھکر

کیسی یہ بیدردیان یارب کہ بدلی رحم کے
لوگ ہنستے ہین کسیکا مجکو شیدا دیکھکر

دوست دشمن وہ خفا آزردہ مرگ آشنا
رحم آتا ہی ہمین اب حال اپنا دیکھکر

شب جو تہی ہم وہ ہم جوش حسد سی تو فلک
قہر لایا عاشق و معشوق یکجا دیکھکر

۱۷۱

دوستون نے رو دیا جب شکل دیکہی ای نسیم
کیا کہون کیا حال تہا وہ حال تیرا دیکھکر

۱۷

مین مر گیا ہون تیرے خریدار دیکھکر
ٹہنڈا ہوا ہون گرمی بازار دیکھکر

افتادگان خاک کو پاؤ بس کا شوق
رکہنا قدم زمین پہ ذرا یار دیکھکر

آئین جو یاد قوت گذشتہ کی صحبتین نہ
رونے لگا مین جانب گلزار دیکھکر

اب دیکھین ہمکو خوبی تقدیر کیا دکہائے
پہر دل دیا ہی یار طرحدار دیکھکر

مرنیکا ہو گیا ہی جو ہر شخص کو یقین
روتے ہین وہ بہی صورت بیمار دیکھکر

آئینی نے سکہائین انہین کج مزاجیان
ٹیڑہے ہوے وہ ابرو خمدار دیکھکر

برہم ہوا ہی ایک جہان جسطرح کہ مین
محشر بپا ہے جلوہ رخسار دیکھکر

پردہ کیا انہون نے طلبگار جانکر
چہپتے ہین اب وہ خواہش دیدار دیکھکر

ثابت نہین کہ آج ہوی کونسی خطا
کیون گہورتی ہین مجکو وہ ہربار دیکھکر

مجکو تو ہے خیال جو تمکو نہین خیال
تیغ نگاہ یار کی دلپر جو زخم ہین
جھکتی ہی خود بخود مری گردن اُٹھی نہ ف
آخر کو رنج عشق سی حالت یہ ہوگئی
درد جگر فراق کی تب شوق کی غشی
برسے جو آگ صحن زمین پر تمام رات
ایسا ہجوم شوق نے بیخود بنا دیا

جلتا ہون مین یہ صحبت اغیار دیکھکر
مین کانپتا ہون ابرو خمدار دیکھکر
ای یار تیری ہاتہ مین تلوار دیکھکر
روتے ہین مجکو اب مری غمخوار دیکھکر
حیران ہی چارہ گر مری آزار دیکھکر
گھبرا گئی وہ آہ شرربار دیکھکر
دیوار ہون مین یار کی دیوار دیکھکر

۱۷۲

مژگان کی وصف مین غم لکھی شعر ائی نسیم
رکھا قدم نہ منزل پرخار دیکھکر

۱۲

اشک اٹہی تہ دامن سی ٹپک کر باہر
اسقدر جوش محبت سی گلو نی کھینچا
چشم و ز دیدہ بہی وا ہی سی نظارہ کو
خلعت مرگ مین بہی تنگدلی اتنی قاتل
جذب مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم
منہ فقط اتنی لیی وہ نہین کہلاتی مین
خاک پیوند لحد کے لیے لائی ہی صبا
کاٹتا ہی مری اس خوف سے بازو صیاد
تملا حضرت دل کا تو پتا وقت تگاف
گر نہین ضبط کا یارا ہی تو ہان بسم اللہ
کم نہین ایک گھڑی مشغلہ بیتابی

قعر دریا سے نکل آئی شناور باہر
گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہر
سینۂ تیغ سے ہی دیدۂ جوہر باہر
پانوڈ ہانکی بہی کفن نی تو رہا سر باہر
او گل آیا ہی کمر سے تری خنجر باہر
رہیے آغوش تصور سی بہی باہر باہر
کارسازی کے سب اسباب مین باہر باہر
کہ نہو چاک قفس سی بہی کوی پر باہر
نکل آئی مری پہلو سے کچہ اخگر باہر
چھوڑ پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر
وحشت دل سے برابر ہی ہمین گھر باہر

۱۷۳ خوف آوارہ مزاجی ہمین آتا ہی نسیم

طفل اشک آنکہ سی رہنی لگی اکثر باہر ۱۷

قربان ہو رہی ہی مری جان ادہر اودہر
وان رخنہ ہی جو زلف پریشان ادہر اودہر

جاتے ہین جب وہ سوے چمن سیر کی لیے
ہوتی ہین ساتھ عاشق نالان ادہر اودہر

ہین لخت دل کہین تو کہین پارۂ جگر
رہتے ہین پیش چشم گلستان ادہر اودہر

ہنگامۂ جنون سے جو دونو ہوے ہین چاک
دامن ادہر اودہر ہی گریبان ادہر اودہر

زلفین چہٹی ہوی ہین جو چہرے پہ دو طرف
لہرا رہی ہین افعی پیچان ادہر اودہر

دیکہا اُنہون نے مردہ مجہی مینے اشکبار
آئے نظر ہین خواب پریشان ادہر اودہر

یا دشمنونسے قطع ہو یا مجہسے ترک ربط
کیون ڈالکو رہی ہو میری جان ادہر اودہر

مطرب وہان ہین جمع نوا ساز ہر طرف
ہوتے ہین کل سے عیش کی سامان ادہر اودہر

کیونکر کرون مین بات پس پشت یار کے
رہتے ہین ساتھ ساتھ نگہبان ادہر اودہر

وہ اپنی ہٹ پہ ہین مجہی اپنی کہی کی ضد
سمجہا رہی ہین دونوکو انسان ادہر اودہر

آنکہونپہ سائبان ہین تری دید کی ہوس
پہیلے ہوے ہین دامن مژگان ادہر اودہر

وہ بت ہی مین ہون صاحب ایمان یہ فیصلہ
ہوتے ہین جمع گبر و مسلمان ادہر اودہر

وہ چاہتے ہین آئین مین کہتا ہون آ جاؤ
کس لطف پر ہی رغبت احسان ادہر اودہر

نالان وہ اقربا سے ہین ہون مخبر و نسبتی تنگ
کس کسطرح چلی دلمین ہین ارمان ادہر اودہر

ہرجائی اونکو کہتے ہین بی شرم مجکو لوگ
اوٹہتی ہین رات دن یہی طوفان ادہر اودہر

منظور ہی جو رنجش سابق کا فیصلہ
ہر روز جمع ہوتی ہین مہمان ادہر اودہر

ہین پہلوؤن مین داغ جو دونو طرف نسیم
جلوے دکہا رہی ہین گلستان ادہر اودہر

١٧٤	ردیف زای معجمہ	١٢

کیونکر اوٹہای طرۂ زلف دوتا کی ناز
کافر سے نجائینگے ہمسے بلا کے ناز

برسون کے بعد میری بر آئی ہین حاجتین
کیا کیا نہ آرزو سے ہوے ہین دعا کے ناز

کس کس مصیبتونسے ہوئی ہی نصیب مرگ
کیا کیا اوٹہای ہین شب غم مین قضا کی ناز

کہلتی ہین عقد غنچہ کس آہستگی کی ساتہ
ہوتے ہین کیا عروس چمن سی صبا کے ناز

عشاق جانفروش کے کچہ اور رنگ ہین
گستاخ ہوگئی ہین تمہاری اوٹہا کے ناز

ایمل ستمگرونکی جفا سے نہ پہیر مُنہ
سہنے نہین کشاکش روز جزا کے ناز

گنجایش عذاب دل زار مین نہین
کبتک اوٹہائین ظالم ناآشنا کی ناز

کیا کیا نہین ہوا ہی حجاب نگاہ سی
لائین ہین آفتین تری شرم و حیا کی ناز

بیہودگی ہے نالہ و فریاد بیکسی
جز مرگ کون اوٹہا ہی مدعا کی ناز

نوبت کمر سے تا بہ قدم یار آگئی
طولانیون پہ ہین تری زلف دوتا کی ناز

دیکھو ضرور باز نزاکت سی ہوگا رنگ
ایجان نہ اوٹہ سکین کے قدم سے حنا کے ناز

١٧٥	تن شعلہ ہای غم سے ہوا خاک ای نسیم دیکہین سگے استخوان ہماری ہما کی ناز	١٤

باقی ہی شوق قاتل شمشیر زن ہنوز
ٹپکا رہی ہین زخم لعاب دہن ہنوز

منظور دل ہی عزت بی پردگی ہمین
کرتی ہین چاک کنج لحد مین کفن ہنوز

ابتک وہی ہین ہمسی تری کج ادائیان
ایچرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز

ہوتے نہین ہی کم مری دیرانہ دوستی
جاتا نہین ہی سر سی خیال وطن ہنوز

قاتل دریغ کر نہ لعاب زبان تیغ
کہولے ہوی ہین زخم ہماری دہن ہنوز

تجدید رنج یاد رخ و زلف مین ہوے
مصروف تازگی ہین عذاب کہن ہنوز

ہم سرد بھی ہوے نفس سرد کھینچکر
گرمی دکہا رہی ہی تری انجمن ہنوز

ہر غنچہ منعقد ہی تری شوق دید مین
پابند آرزو ہی بہار چمن ہنوز

جلوے دکہا رہی ہین کے مردا غہاے دل
ای رشک گل وہی ہی ہوای چمن ہنوز

پہلے ہی سی سوال کی ہین بدگمانیان
نکلا نہین دہن سے ہماری سخن ہنوز

ایسی اسے خوش آئی ہی قالب کے کہنگی
پہنے ہوی ہی روح وہی پیرہن ہنوز

اے جان اضطراب تکرار ہے ابھی
باقی ہے دیکھہ صحبت شمع و لگن ہنوز

اٹھین نگے کیا سوال نکیرین کی لیے
باقی ہے قبر مین بہی وہی ضعف تن ہنوز

ہر لخت دل مین ریزۂ الماس ہے نسیم
بہولا نہین ہے یار کا وہ نور تن ہنوز

۱۷۶	ردیف سین مہملہ	۲۰

کل چہرے پائینگے جتنے ہین اسیران قفس
دنکو مہمان قضا رات کو مہمان قفس

دے کہین رخصت فریاد انہین اے صیاد
تنگ آئے ہین بہت ضبط سے مرغان قفس

مژدہ اے قسمت بد دام بلا مین آکر
میہمان چمنستان ہوے مہمان قفس

پنبہ در گوش نرہ بہر خدا اے صیاد
سن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس

لوریان گود مین لیکر جو قضا دیتی ہین
پانو پہیلاے ہوے سوتے ہین مرغان قفس

مژدۂ چاک قفس کیا ہے اسیرونکی لیے
آنکہ کہولے ہوے بیٹھے ہین نگہبان قفس

برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد
جی کو بہلائین یونہین کاش اسیران قفس

خوابگاہ ستم افزا ہے گرفتارونکی
یارب آباد رہے گوشۂ دامان قفس

فصل گل آئی ہے مرغان چمن ہین ناشاد
کہدو صیاد سے طیار ہو سامان قفس

مخلصی پنجۂ الفت سے بہت مشکل ہے
چہوڑینگے نہین ناخن مرے دامان قفس

مخلصی نے ہمین پہر شوق اسیری بخشا
یاد آنی لگی وہ صحبت یاران قفس

نیند آجاے اجل کے مری افسانی سے
تا قیامت نہ کہلی چشم نگہبان قفس

چہوڑ دی توڑ کے بازو کہین باہر صیاد
تنگ آتا ہے اوٹہانا ہمین احسان قفس

مخلصی پاکے فراموش کیا مجکو آہ
یاد آیا نہ احبا کو مین مہمان قفس

چہٹ کے ہم مسکن اندا سے بہی رنجیدہ رہے
مدتون دلمین رہی حسرت ہجران قفس

نہ پڑی آنکہ تری اور طرف اے صیاد
کیا نہ بلبل کے سوا تہا کوئی شایان قفس

اشک خونین کی ہین قطرے مری ہمصورت گل
دیکہ صیاد ذرا لطف گلستان قفس

ہوگئے ایک ہی پرواز مین خالی آغوش
کیا غضب ہے نہ بر آیا کوئی ارمان قفس

ہیبت نالۂ پر غم سے زمین کانپ اوٹھی
چرخ چکر مین ہو دیکھے جو مرے شان قفس

رنج عشرت سے نہین کم جو ہوا احباب نسیم
مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

۱۷۷	ردیف شین معجمہ	۱۹

صاف طینت کو کدورت ہے بدن کی خواہش
روح مین وہ ہون نہین ہے جسے تن کی خواہش

جو معدوم ہین انکی ہے طلب لا حاصل
نہ کمر کی ہے تمنا نہ دہن کے خواہش

تو مصیبت ہون تری الفت دیرین سے ہوس
تازگی پر ہے مری داغ کہن کی خواہش

پڑ گئی دید گلستان کے ابھی سے لالی
رنگ کھلانی لگی سیر چمن کی خواہش

اسقدر ہمکو غرض دوست ملی غربت مین
کہ نہین صحبت یاران وطن کی خواہش

آرزوئے سخن چند ہے تجھسے قاتل
اسلیے ہے مرے زخمونکو دہن کی خواہش

کم نہین گوہر غلطان سے ہمارے آنسو
ایدل زار نکر در عدن کی خواہش

داغ ہین دلمین نہین سیر گلستانکی ہوس
باغبان تجکو مبارک ہو چمن کی خواہش

صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج
نہ پہر آنیکی ہوس ہے نہ وطن کی خواہش

ناتوانی سے ہون مثل کمر یار نہان
میری وحشت کو نہین طوق و رسن کی خواہش

سلسلہ رشتۂ گیسو سے ہوا ہے اپنا
نو اسیرون مین ہے ہی دام کہن کی خواہش

منجمد ہین ہوس دید مین تیرے ہر دم
روح سے کام نرکھتی ہین بدن کی خواہش

پاک ہین قاقم و سنجاب سے خاکستر پوش
خاکسارونکو نہین زیب بدن کی خواہش

خوب لپٹا ہے لحد سے پس مردن تشنہ
جسطرح ہوتی ہے دولہا کو دولہن کے خواہش

دار فانی سے ہے افسردہ مزاج حاصل
سبزۂ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش

غش پہ غش آتی ہین کچہ ایسا ہے مگر فتح
کیون نہ ہو ایجان ہو مجہے سیف قمن کی خواہش

ہو گئی دشت کے چکر مین مجھے گھر یاد آیا
شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش

یاد آئی مجھے ایذا طلبی کی راحت
پھر طبیعت کو ہوی رنج و محن کی خواہش

فائدہ کیا ہی بہت ہرزہ کلامی سی نسیم
کیجیے اور طرف حسن سخن کی خواہش

۱۷۸ ردیف صاد مہملہ ۱۷

آ دیکھ لے بیتابی بسمل کا ذرا رقص
کرتے ہین بس ذبح بہی مشتاق قضا رقص

رہتا ہی تری افعی گیسو کا تصور
کرتی ہی مری پیش نظر روز بلا رقص

ہی خواہش تعلیم جو ادتری ہی کمر سے
سیکھے گی قدم سی تری کیا زلف دوتا رقص

یاد آتی ہین جب لطف طواف در ایجاب
کرتی ہی تمنا مری ہنگام دعا رقص

وہ ناز اوٹھائی ہین دم مرگ تمہاری
فرش سر مقتول پہ کرتی ہی جفا رقص

پردہ نرہا کچہ تری بے پردگیوں سے
کرنی لگی بیساختہ پابند حیا رقص

ٹہوکر نے سکہایا تری انداز غضب خیز
زیبا ہی جو چھپ چھپ کے کری دزد حنا رقص

خود رفتگی کیف محبت سے خبر کیا
مزدور کی نزدیک ہی حال فقرا رقص

غم خوردہ طبیعت کو نہین عیش سی مطلب
کیا دیکھنے آئیگا گرفتار عزا رقص

ہی منزل بیتابی دل ضبط سی خالی
بسمل تری کرتی ہین دم ذبح نیا رقص

جانباز وفا بعد فنا ہوتے ہین زندہ
ہی اسلیے بالای مزار شہدا رقص

آنکہون کی اشاری کشش دل کو غضب ہین
ہر ہر تری انداز سے ہوتا ہی نیا رقص

شب جادر مہتاب بچھاتی ہی سحر تک
کرتی ہی یہان پیش لحد آکی صبا رقص

افسانہ شب سنکے نکل آیا ہی خورشید
کس دھوم سی محفل مین تری یار ہوا رقص

نالونکی مری دھوم زمین پر رہی شب بھر
ایوان فلک پر مری آہونکا رہا رقص

لے لیتی ہو جان عاشق جانباز کی کیونکر
دکھلاؤ ہمین جان جہان پہر ادا رقص

سُوچو تو نسیم آپکی کس لطف سی گذرے
برسون ہی سر شام سی تا صبح رہا رقص

۱۷۹ ردیف ضاد معجمہ ۲۴

ایدل سمجھ نہ پاس عزیز و یگانہ فرض
عاشق کیواسطے نہین رسم زمانہ فرض

تدبیر بھی ضرور ہی ہر قصد کے لیے
کرتا ہی سے قتل عدو کا زمانہ فرض

ناصح کی پند طعنۂ احباب سُن چکے
کرتے نہین کسیکو ہم اپنا یگانہ فرض

کرنی پڑے گی خدمت صیاد عندلیب
دو دن کیواسطے نہ سمجھ آشیانہ فرض

رُک جاؤ گفتگو مین نہ ہنگام باز پرس
عاشق کی قتل کا کوئی کر لو بہانہ فرض

زینت سی کیا غرض ہی بس مرگ ہم نفس
چادر کی ہی ضرور نہ ہی شامیانہ فرض

کمل بہت ہی خلعت زر تار گر نہین
محتاج پر نہین ہی لباس شہانہ فرض

کرتے ہین ہم وہی کہ جو آتا ہی ذہن مین
کب جانتی ہین طاعت رسم زمانہ فرض

مفلس ہون اسقدر کہ میسر جو کچھ نہین
کرتا ہون اپنی سائلی کو دیوار خانہ فرض

خدمت کا پاس ہوتا ہی ظالم کو بھی ضرور
صیاد جانتا ہی مرا آب و دانہ فرض

ایجان جان خدنگ نگہ مین کبھی نہ ہو
کر لو ہماری دلکو ہی کوئی نشانہ فرض

اظہار مدعا سے بگڑنا ضرور کیا
ایجان کیجیے سخن دوستانہ فرض

مشاطگی سے حسن خدا داد پاک ہی
زلفون کیواسطے نہین تزئین شانہ فرض

بگڑا ہوا ہی عمر کا رہوار اسلیے
کرتا ہی ہر کشید نفس تازیانہ فرض

صدمی اوٹھا رہا ہون مین نازک دماغ ہون
کرتا ہون موج نکہت گل تازیانہ فرض

کیونکر نہ تیری در پہ رہین جبہ سائیان
عشاق کو ہوا ادب آستانہ فرض

چھوٹیگی خاک ہو کے بھی تیرا نہ آستانہ
ایجان کرو فا ہین ہمین تیغ یگانہ فرض

آتا ہی تا بہ چشم تمنای رزق مین
دامن ہر ایک اشک کو کرتا ہی دانہ فرض

عالی دماغیان نہ گئین بعد مرگ بھی
کرتی ہین ہم ردای فلک شامیانہ فرض

پاداش قتل سی مری ڈرتے ہو کس لیے
لاکھون فریب ہین کوئی کر لو بہانہ فرض

مضمون کے بھی شعر اگر ہون تو خوب ہین
کچھ ہو نہین گئی غزل عاشقانہ فرض

ہر دم جلا رہی ہین دم گرم ہڈیان
کرتے ہین سوز دلکو ہم اپنی زبانہ فرض

جو قابل شنید نہو داستان غم
کہتے ہین کیجیے وسی تیر افسانہ فرض

دیدالہ تم بھی خمس سخن جلد ای نسیم
ہر بالدار پر ہی زکوٰۃ خزانہ فرض

۱۸۰	ردیف طای مہملہ	۲۱

قاصد جو پڑھ چکین وہ مرا ماجرای خط
کہنا کہ اور آتا ہی اک خط قفای خط

گم گشتگی کا حال جو لکھا تھا یار کو
وہ پڑھتی پڑھتی بھول گیا ماجرای خط

افسانہ ہای ہجر کی طولانیان یہ ہین
برسون پڑھا کبھی نہ ہوئی انتہای خط

فرصت کہان ہی ضعف سی جو حال لکھ سکین
قاصد ہمارا شوق ہی بس ہی بجای خط

خط نامہ بر کو پھیر دیا اور یہ کہا
کہنا کہ ہمنی جان لیا مدعای خط

نازک مزاج ہین کہین آزردگی نہو
جلدی نہ کیجیو مری قاصد برای خط

گر خط نہ پڑھ سکین تو زبانی ہی نامہ بر
کہدینا مدعای مصیبت فزای خط

کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہے یان
اب اور ہی ہوا ہی نہین ہے ہوای خط

غفلت یہ تھی تصور رخسار یار سے
لکھا ہزار بار وہی مدعای خط

تھا دھیان نامہ بر مین لگا وقت واپسین
نکلا ہزار بار یہی منہ سی ہای خط

سمجھین نہ مگر صاف کہین حال واقعی
کیونکر لکھون کہ وہ ہین سی آشنای خط

آجای نامہ بر جو پس مرگ ہمنشین
دینا مری مزار پہ لاکر ہوای خط

آجای نامہ بر نہ کسیکے فریب مین
ڈر ہی نہ مدعی پہ کھلے مدعای خط

قاصد جواب نامہ لکھا یار نے مجھے
تعریف مدعا مین کرون یا ثنای خط

مضمون خون دلکو بھی شنجرف سے لکھا
کس رنگ پر ہے شوخی رنگ حنای خط

پڑھ کر وہ خط شوق مرا اوٹھ کھڑی ہوی
تعظیم خواستگار ہوا ماجرای خط

پرہیزگار شوق وہ ہمکو ہین جانتے
مضمون پاک ڈھونڈھ رہی ہین برای خط

برسون گذر چکے ہوس انتظار مین
معلوم کچھ نہین سبب التوای خط

رخسار مدعا کی نظارونکا شوق ہی
قاصد وکہادی ناصیہ خوش نمای خط

قاصد زیادہ اس سی ہوس کیا ضرور ہے
دیتا ہون نقد جان مین تجھی رونمای خط

آخر نسیم نامہ وپیغام تا کجا
بہتر یہی کہ آپ چلو تم بجای خط

١٨١ ردیف ظای معجمہ ٥

پاک ہی لذت عشرت سی زبان واعظ
جو بلا آی الٹی سو بجان واعظ

ہم نفس باغ جنان گھر ہی گنہ گارونکا
ڈہونڈو دوزخ مین کہین جاکی مکان واعظ

خدمت رند قدح نوش مین بیجا ادبی
جیبھین ہی کاٹہی دانتونسے زبان واعظ

خود فراموش ہی کیا اورکو سمجھائیگا
راست بازونسے کجی پر ہی گمان واعظ

کیون نہ ہو تیر اشارات سی عالم مجروح
قد خم گشتہ ہی گویا کہ کمان واعظ

١٨٢ ردیف عین مہملہ ١٣

ہجر مین میری خجالتسے نکلی رکہہ پروانہ شمع
ہای بکہون اجلی شب ایک جا پروانہ شمع

جب پڑی زنجیر گریہ پہر کہان آزادگی
دام مین لائیگا تجکو اشک کا ہر دانہ شمع

دیکھکر محفل مین دشمن جلتے جلتے بجھ گئے
کہہ گئی پوشیدہ میری حال کا افسانہ شمع

بات کچھ ہو یا نہو آنسو بہا دینا اسے
رکھتے ہی پیری مین حسن گریہ طفلانہ شمع

روسیاہی قسمت گلگیر مین لکھی گئے
بیگنا ہی کے لیے پیدا ہوی پروانہ شمع

زندگی تک آتش الفت کے تہین سب گریبان
جان پروانکی نکلی ہو گئی بیگانہ شمع

وای قسمت نخل گریہ ایک ہی اوگتا نہین
بوتی ہی ناحق لگن مین اشک کا ہر دانہ شمع

دنکو پنہان رات کو فانوس کی رخ پر نقاب
کسقدر رکہتی ہی پاس فرقت پروانہ شمع

دامن گریہ چھپا دیتا ہی عریانی کا عیب
تن پہ رکہتی ہی ردای اشک بیتابانہ شمع

کیا غضب ہے ہو گئی گل معشوق بلبل بنگئی
کچھ نہ آیا تجکو پاس الفت پروانہ شمع

صاحب زینت نہین محتاج زینت غیر سے — حاجت مشاطہ رکھتی ہی فکر شانہ شمع

قیدی زنجیر گریہ کیون ہی پروانونکی شکل — مانگ لی پرواز کرنی کو پر پروانہ شمع

بعد مردن عاشقونکی پاسبان معشوق ہین — رات بھر کرتے ہی حفظ لاشۂ پروانہ شمع

۱۸۳ | ولہ | ۱۴

حسن معشوقی مین بھی رکھتی ہی ناسور شمع — سوز باطن تو نکم ہوتا جو ہوتی حور شمع

کیا فروغ مرگ ہی ای حور عاشق کا ترے — گل چڑہاتی ہی لحد پر بنکے نخل نور شمع

اشک غلطان لاتی ہی او دوست تیری نذر کو — جانتی ہی آنسوون کو دانۂ انگور شمع

اشک کے دامن مین کھیلی اپنی پروانیکی لاش — مفلسی سی کچہ نہین کھتی اگر مقدور شمع

گرمیان کھلا رہی ہی اپنی جسم سرد کی — صرف سوزش کر رہی ہی روغن کافور شمع

سر کٹائی گر فروغ زندگی منظور ہے — دیکہ وقت روشنی کہتی ہی کیا دستور شمع

دغدغہ ہی اتحاد یار ایذا دوست سی — جانتی ہی ہر لب گلگیر کو ساطور شمع

حسن تابندہ ہی شعلہ رشتۂ پیچیدہ زلف — سامنی پروانیکے آتی ہی بنکر حور شمع

بیحجابی کے فری اوٹھتی پروانیکے ساتہ — جل رہی ہی پردۂ فانوس مین مجبور شمع

رکھتی ہی سینہ مشبک کثرت ناسور سے — سر سے پا تک ہی بشکل خانۂ زنبور شمع

خودنمائی ہی حسینونکی لیی بی پردگی — عیب عریانی سی ہی اسواسطی معذور شمع

بہ نجائی گرمی رخسار آتشناک سی — بزم جانان مین تہ فانوس رکھدو دور شمع

چند دم کی روشنی پہر آنسوونکا ڈھیر ہی — ہی بہلا کس حسن پی اثبات پر مغرور شمع

۱۸۴ | زیر مدفن روشنی اعمال کی ہی ای نسیم — آرزو خورشید کی ہمکو ہی منظور شمع | ۲۶

سر محفل کبھی رکھتی ہی جو دستور شمع — ایک ہی پاسے کھڑی رہتی ہی شب بھر دور شمع

دیر سی تکتی ہی تیرا عارض پر نور شمع — دیکہ تو کیا دیکھتی ہی او بت مغرور شمع

پارسائی کے ہین دعوی کیون نہو مغرور شمع
اتحاد تیرہ باطن سے نہین مسرور شمع
جلوۂ عارض سے تیری کیون نہ بہاگی دور شمع
آبلے اشکونکے رخ سے کر رہی ہی دور شمع
کونسے وقت اوسکو یاد سوز پروانہ نہین
شعلہ کاہی کو ہی سر پر ہے یہ چوٹی نور کی
خود بہا دیتی ہی جب ناسور کو تہی بجہی
عکس تیرے ہی عارض شفاف کا جو پڑ گیا
جم گیا ہی جا بجا دود جگر پروانی کا
کس قدر انداز کے تیر نظر کا خوف تہا
آنکہہ بہی پائی ہی قسمت سے تو وہ ناسور کی
شاہدان شعلہ رو کو کوچہ گردی عیب ہے
لن ترانی کر رہا ہی تاج شعلہ فرق پر
ہٹ گیا منہ سے دوپٹا روشنی عارض کی نے
قصد میرا دیکہ کر کہتی ہین سو سو ناز سے
صدقے ہین اوس تیرگی کی جسمین تم ہو بے حجاب
دیکہ سوز ہجر سے میرا فروغ استخوان
یاد آئی ہی جو اوسکو صحبت پروانہ ہائے
منہ سے اتنا ہی نہ نکلا کیون جلائی ہو مجہے
سر پہ بار شعلہ دامن مین کچہ اشکونکا ہجوم
سوز میرا سا تمہارے حسن کی سی روشنی

پردۂ فانوس مین ہی شاہد مستور شمع
دود شعلہ سے رکہتی ہی نہایت دور شمع
سامنے خورشید کی رکہتی نہین ہے نور شمع
یا لگن مین بہر رہی ہی دانہ انگور شمع
کب بہلا رکہتی ہی ٹہنڈا سینۂ محرور شمع
جب یہ جلوے ہون نمایان کیون نہو مغرور شمع
جانتی ہی تنگ اپنے زخم پر انگور شمع
کسقدر چمکی ہی گویا ہو گئی بلور شمع
سرنگین رکہتی ہی ہر ہر دیدۂ ناسور شمع
کیون ہوئی تہی پردۂ فانوس مین مستور شمع
کسکو دکہلائی لیے اپنا دیدۂ بی نور شمع
دو سے پاسے ہو رہی ہی اس لیے معذور شمع
آج تو دکہلا رہی ہی کچہ فروغ طور شمع
آفتاب حسن چمکا ہو گئی بے نور شمع
کچہ حیا کر دیکہ تو وہ دیکہتی ہی دور شمع
جلد اوٹہو گل کروا یجان نہین منظور شمع
کیون منگاتا ہی عبث اے یار رشک حور شمع
رو رہی ہی ہمکو تمکو دیکہکر مسرور شمع
ہو گئی ایسے تمہارے سامنے مجبور شمع
آکی محفل مین تمہارے بن گئی فردور شمع
دونون باتین کی ہین پیدا کیون نہو مغرور شمع

یہ بھی سیکھی ناز معشوقی تمہاری شرم سے / پردۂ فانوس مین رہنی لگی مستور شمع

زخم ملتا ہی حسینونکو بھی جور غیر سے / رکھتی ہی سینی مین اپنی جا بجا ناسور شمع

١٨٥	اس زمین مین اک غزل لکھو مضامین بر آئینہ جلوۂ افکار سے ہی خاطر مسرور شمع	٣١

اس فروغ چند ساعت پر نہو مغرور شمع / صبح کو ہو جاہی گی رزق دہان مور شمع

آپ بہر لیتی ہی اپنی اشک سے ناسور شمع / رکھتی ہی کب احتیاج مرہم کافور شمع

آجکی شب دیکھتی ہی یہ نیا دستور شمع / مجھسے تم کچھ دور رہو اور تمسے ہی کچھ دور شمع

شعلہ رویونکے محبت نے اثر اتنا کیا / بعد مردن بہی ہی اپنی پاسبان گور شمع

بی نیازی ہی بشکل دیدۂ اعمی مجھے / کچھ غرض کہتا نہین گو پاس ہی یا دور شمع

عکس افگن ہین جو عارض قاتل سفاک کی / سینۂ ساطور مین ہی جوہر ساطور شمع

واہ ری قسمت حصول دید غیرونکی لیے / آنکہ تو رکھتی نہین کیا دیکھی اپنا نور شمع

تیرگی ہی باعث آرام موذی کی لیے / ہوتی ہی ایذا دل و بال خانۂ زنبور شمع

اسکو شب بہر سوز حاصل اوسمین شعلے رات دن / کب بہلا رکھتی ہی ہمسر اسا تن محرور شمع

آپ دہو لیتی ہی چہرہ اپنی آب اشک سے / احتیاج خدمتی رکھتی نہین منظور شمع

صورت موسی غشی ہی صاحبان بزم کو / مانگ لائی ہی کہانسے جلوۂ طور شمع

وای قسمت بی بضاعت سے حذر کرتی ہین سب / بہاگتی ہی خانۂ مفلس سے کوسون دور شمع

پاکبازان محبت ہر تعلق سے ہین پاک / بعد مردن بی کفن پروانہ ہی بی گور شمع

جو کہ مہمان خدا ہین اونکو پہر کیا احتیاج / اہل جنت کی لیے ہوگا جمال حور شمع

ہان اسی معشوق عاشق حال کہنا چاہیے / رکھتی ہی سینی مین اپنی جا بجا ناسور شمع

ناز معشوقی نہ انداز حیا اوسمین ہی / مجکو حیرت ہی ہوئی کس بات پر مشہور شمع

جسم بیخون زردی چہرہ دلیل کس کی ہی / بے سبب کب ہی یہ صورت کچھ تو ہی رنجور شمع

یہ بھی عاشق ہی کسیکی جو ہو میرا ساحال
جلوہ گر ہی صورت داغ تن محرور شمع

صبح تک جلتی رہی لیکن نہ پوچھی تمنے بات
آپکی محفل سی دلمین لیچلی ناسور شمع

مجھپہ وہ روتی ہی مین روتا ہون تیری حوصلے
اسطرف مجبور مین ہون اوسطرف مجبور شمع

اسمین سوز عشق تیرا اوسمین سوز ظاہری
لائیگی ایسا کہان سی سینۂ محرور شمع

کہتے ہین اوٹہ آکی صدقے ہو کھلی بند نقاب
ایک ہی جلوہ مین اپنی ہوگئی بی نور شمع

بسکہ آنکہونمین تصور آپ کی عارض کا ہی
آج محفل مین نظر آتی ہی مجکو حور شمع

بدگمان جسطرح تم ناشاد جیسی میرا دل
دو بلائین ساتہ ہین ہو کسطرح مسرور شمع

یہ بہی کیا مین ہون کہ جو ہرگز نہین شایان رحم
صبح ہی رخصت کر اسکو ہو چلی بی نور شمع

وای غفلت قبر رخصت پر جو ہی سکو نظر
دیکہو ہم تم ہنس ہی ہین یا وہی ہی وہ شمع

بے زبانی سی ہی جب سر کا تک پہچیا وہ گے
بدگمان ہو ہو گئے کیون بیجان نہین مغرور شمع

آپکے رخسار روشن نی مٹائی اسکی قدر
اب نظر آنی لگی مثل چراغ دور شمع

التماس آرزو کرتے تمہاری سامنے
ہان مگر ہی خلقت خاموش سی مجبور شمع

ہٹ گیا منہ سی تمہاری گرد و پیٹا ایہم
پہلے نور صبح سی ہو جای گی کافور شمع

کب ہین محتاج ضیای غیر عاشق انتیم
داغ تن تابندہ ہین دی کہلائیگی کیا نور شمع

۱۸۶	ردیف غین معجمہ	۱۷

دلمین رہتا ہی ضیای داغسے روشن چراغ
گہر ہی عاشق کا یہان جلتا ہی بی روغن چراغ

کب یقین ہی قبر پر اپنی رہی روشن چراغ
تم جلانی بہی نہ آوگی پس مردن چراغ

شعلے دیتی ہین بدن مین جسقدر ہین استخوان
جلوہ گر رہتی ہین میرے پیراہن چراغ

بعد مدت گرم صحبت ہی جو وہ آتش مزاج
شعلہ افسوس سی ہی سینۂ دشمن چراغ

مخلصی مطلوب کے طالب سے ہو ممکن نہین
قید رکہتا ہی کنار شوق مین روغن چراغ

ایک بہی منت نہ برآئی وہ خوش اقبال ہون
مدعی میرے لیے کرتی رہی روشن چراغ

اک تماشا ہی فروغ گریۂ شب تاب سی — باغ مین ہر پہول کہتا ہی تہ داماں چراغ
روشنی دیتی ہین داغ دل شگاف قبر سے — جانتی ہین لوگ جلتی ہین تہ مدفن چراغ
جسقدر بیتابئی ہو باعث آرام ہی — بجہ کی سو رہتا ہی جب ہوتا ہی بی روغن چراغ
یہ جلاتا ہی انہین آتی ہین جو بانی جو پاس — واقعی قسمت دوستونکا اپنی ہی دشمن چراغ
شب کے تاریکی لحد پر داغ تن زیر لحد — تیرگی بالای مدفن ہی تہ مدفن چراغ
یون ہی مر جاونگا مین بہی رنج غم سی ای صنم — جلکی بجہ جاتا ہی شب کو جلیسی بے روغن چراغ
عکس عارض سی تمہاری پڑ گئی ہی روشنی چمک — چشم بد دور آج رکہتا ہی عجب جوبن چراغ
امتحان کیجی اسواسطے اکثر بجہاتا ہون جو مین — تابش رخسار سی تم کرتی ہو روشن چراغ
انتقال روح عاشق کا زمانہ ہی قریب — لو مبارک ہو تمہین روشن کری دشمن چراغ
بیحسونکو بہی تمہاری حسن سے ملتا ہی فیض — رات بہر رہتا ہی مہر یوار مین روزن چراغ

١٨٧	ای نسیم اب تم بدل کر قافیہ لکہو غزل جوش مضمون کہہ رہا ہی اور ہو روشن چراغ	٩

باعث بی رونقی ہی جاے ویرانمین چراغ — اس لیے روشن نہین کرتی بیابانمین چراغ
تیرہ بختونسے فروغ ظاہری رہتا ہی دور — کسنے دیکہا دامن شام غریبان مین چراغ
اوٹہ گیا عاشق کا لاشہ آج جہگڑا مٹ گیا — پاسبان روشن کرے ہی اب کوئی جانانمین چراغ
کچہ ہمین مطلب نہین گر پاسبان بیرحم ہی — آہ کی شعلونسے جلجائینگے زندانمین چراغ
نور کی ہی روشنی سوتے ہین وہ آغوش مین — ایفلک کہتا ہون مین ہے آج دامان مین چراغ
ہر شگاف مہ سی ضو دیتا ہی حسن روی پاک — جلوہ گر ہی کوچۂ گیسوے جانانمین چراغ
سوجتا ہی جہپکی جہپکی کچہ ہوا کا ہی جو خوف — رات بہر رہتا ہی فکر دربانمین چراغ
نور کی آنسو ٹپکتی ہین خیال یار مین — کیا تماشا ہی کہ مین آغوش دربانمین چراغ

١٨٨	ای نسیم ابکی خلاف بحر تو لکہ غزل	صبح ہو جائی یہانتک پہر نہ ہو نہین چراغ	١٠

ہان کیون نہ پیشِ شمع رہی اپنی سخن چراغ
رکھتا نہین نشانِ زبان و دہن چراغ

محتاجِ روشنی نہین عشاق آپکی
جلوہ سے تیرے داغکی ہین تہ پیرہن چراغ

مرنی کے بعد بھی وہی شعلی ہین مشتعل
جلتے ہین یہ اتدن مری زیرِ کفن چراغ

نیند ونکی لطف خلق کو بیدار یان اوسے
ہی پاسبانِ خانہ ہر مرد و زن چراغ

درپیش ہونگے عذرِ گذشتہ اوسی طرح
روشن کرو نہ آجکی شبِ جان مین چراغ

عاشق سی کاوشون پہ ہمیشہ ہی زنگ آ
جلتا نہین سرِ لحدِ کوہکن چراغ

جلتے ہو سیر کو تو رہی روشنی بھی ساتھ
دکھلائیگا نشیب و فرازِ چمن چراغ

بی رفقی دلیلِ مصیبت ہی ای صنم
رکھتا نہین مزارِ غریب الوطن چراغ

مفلس کا لاشہ رات کو اوٹھتی تو تھی ہی
خیاط کو بھی چاہیی بہرِ کفن چراغ

مضمونِ نور زا جو ہوی ضبط اپنی تسنیم
ہی بزمِ سامعین مین ہمارا سخن چراغ

۱۶	ردیف فا	۱۶۹

لائی نصیب کھینچ کے بیداد کیطرف
دن بھر پھرا پھر آیا تو صیاد کیطرف

پاسِ وفا سے مُنہ نہ پھرا وقتِ نزع بھی
دی جان دیکھ دیکھ کی صیاد کیطرف

کیا اضطراب ہی کہ برابر ہین گردشین
سوے چمن کبھی کبھی صیاد کیطرف

مین اجنبی قفس سی قفس مجھسی اجنبی
وہ مجھکو دیکھتا ہی مین صیاد کیطرف

ای دامِ روزگار نہین بختِ عندلیب
کیون کھینچتا ہی تو مجھے صیاد کیطرف

کہتا ہی دل کچھ اور ہی یہ طرفہ لطف ہے
میریطرف نہ اوس ستم ایجاد کیطرف

دیکھی جو مینی روزِ جزا اوسکی بیکسی
شرما کی ہو گیا اوسی جلاد کیطرف

رو کو خدا کیواسطے یارو کہ جوشِ شوق
پھر مجھکو لی چلا اوسی جلاد کیطرف

ہی مجھکو جوشِ شوقِ شہادت حیا کی سات
گردن جھکای جاتا ہون جلاد کیطرف

شوقِ نیاز ہون کبھی قہرِ نگاہ ہون
اپنی طرف ہون مین کبھی جلاد کیطرف

ایسے مسافران عدم تنگ دل گئے
منہ بھی کیا نہ عالم ایجاد کیطرف

عاشق کا دل ہی آئین خوشی کا گذر کہان
آتا ہی کون خانۂ برباد کیطرف

مژدہ کسی طرح کا سُناتا ہی گر کوئی
مین دیکھتا ہون خاطر ناشاد کیطرف

اونکو شگونِ آمدِ فصلِ بہار ہے
تکتے ہین باغبان مری فریاد کیطرف

مشقِ خیالِ یار ہی یون دل کو جسطرح
سرعت ہو طفل کا سبقِ یاد کیطرف

۱۹۰	غنچے کھلے ہوی ہین چلو سیر کو نسیم جاتے ہین دام بلبل ناشاد کیطرف	۱۰

بھلا وہ کیا ہو مری حال زار سی واقف
نہین ہی جو ستم روزگار سی واقف

وہ عندلیب ہون جسکے کھلی قفس مین آنکھ
نہین ہین لطفِ خزان و بہار سی واقف

نہین اوٹھائی ہی جسنی تپش جدائی کی
وہ کیا ہو میری دل داغدار سی واقف

فروغ حسن و شب زلف اسنی دیکھی ہی
یہ دل ہی گردش لیل و نہار سی واقف

خیال گریہ پس مرگ اسکو کیا ہوگا
جو آج تک نہین میری مزار سی واقف

نہ جانتی تھی کہ آخر کو عشق مین ہوگی
نہین تھی ہم ستم انتظار سی واقف

ہجوم کیف کی ہر دم ترقیان ہین مجھے
وہ آنکھ ہون کہ نہین جو خمار سی واقف

خلش اوٹھائی نہ نوک مژہ کی اشکون نے
یہ آبلی نہین تکلیفِ خار سی واقف

وہ دخدا اسے گھمنڈ اسقدر نہین اچھا
نہین ہو جذبِ دل بیقرار سی واقف

۱۹۱	مین وہ ہون غنچۂ پژمردہ اس چمن مین نسیم کہ جو نہین کبھی لطف بہار سی واقف	۱۳

مین دیکھا ہے یہ طعنہ کیون ہین فلک آئی لف
جز ابتدا نظر مین نہین انتہائی زلف

حسرت ہی دل مین رہ گئی دل عاشق مین ہائی ہائی
شانی نے کچھ بیان نہ کیا ماجرائی زلف

یارب کوئی دراز ہو شب ہجر انسے بھی زیادہ
رہتی ہی یہ دعا مری لب پر برائی زلف

عاشق کے دلکو فکر دہی سی نہین فراغ
عاشق کو دیکہ دیکہ کے ہوتا ہی پیچ وتاب
بخشا جو بیقراریِ خاطر نے انتشار
پیدا ہوئی ہی لطف بستان کو اسطرح طول آہ سحر
دیتا ہون اپنی جان اگر کیجیے قبول
پائی تمہاری سر پہ جگہ واہ رے نصیب
اللہ رے ضبطِ عاشقِ بیچارہ مرگیا
صدقے کیو اسطلے سے تمہین فکر ہوگیا ضرور
قربان اس نصیب کے کیونکر نہ جائیے
سچ ہی ہجومِ شوق بہی ہی قہرا سی نسیم

شانہ بہی سر لگاے ہوے ہی قفاے زلف
ثابت نہین کسیکو بہی کیا مدعاے زلف
ہم کہتے کہتے بہول گئے ماجراے زلف
جسطرح ہی دراز ترا ماجراے زلف
رکہتا ہون اور کیا جو تمہین دون بہاے زلف
کیا اندنون ہی اوج پہ بخت رساے زلف
اتنا بہی اوسکے منہ سے نہ نکلا کہ ہاے زلف
عاشق کی جان جائیگی لیکر بلاے زلف
ہمت یہ ہے کہ سر پہ تمہارے ہی جاے زلف
کیا کیا بلائین سہتی ہین ہر شب براے زلف

۱۹۲	ردیف قاف	۱۵

ہم غریبونکو بہی ملجاتی ہین پیمانۂ عشق
یاد کیا آیا ہی مژدہ کہ جو رونا بہولا
رات کم آتی ہی آرام سی پہر سو رہنا
آہ ہی بہتا ہی یہان کوہی نہ کوئی مشتاق
اور خاک الیسی نہین جیسی بشر کی ہی خاک
نہ درخت اسکا ہی کوئی نہ کہین پہل اسکا
روح پرواز ہوی کام نہ آئی زنجیر
حال کہتی نہین مرجاتی ہین عاشق خاموش
سجدے ہوتی ہین ہزار ونکے دم مستی شوق
بند ہو جائیگا واعظ در توبہ لیکن

یارب آباد رہے پایا ہی صحبت میخانۂ عشق
قہقہے کرتا ہی کچہ آکے دیوانۂ عشق
سُن لو کچہ عاشقِ بیتاب کا افسانۂ عشق
کب بہلا رہتا ہی خالی کبہی کلِ شانۂ عشق
یہی کرتی ہی سدا پرورش دانۂ عشق
ظاہرا نخل وثمر سے ہی بری دانۂ عشق
نہ رکا قید بہی ہو کر ترا دیوانۂ عشق
دیکہے شمع کی جلجاتی ہین پروانۂ عشق
اب تو کعبے سی نہین کم در میخانۂ عشق
وا رہیگا یونہین ہردم در میخانۂ عشق

بیخودی عین خودی ہی جو سمجھ رکھتا ہو
جو کہ بیہوش جہان ہی وہ ہی فرزانۂ عشق

جب نظر آئی تو کہل جائی کہ کیا عالم ہی
صورتیں اور ہی کہتا ہی پریخانۂ عشق

کب تصوّر سی ہی خالی دلِ خستہ اید وست
ہر دم آباد رہا کرتا ہی ویرانۂ عشق

کسکا تہی اسکی سوا منزلِ ویران مرغوب
سینۂ عاشقِ افسردہ ہوا خانۂ عشق

ای نسیم اب نہ محبت کی تمنّا کرنا
ورنہ پہر لوگ کہین گی تمہین دیوانۂ عشق

۱۸	ردیف کاف	۱۹۳

پونہچی جو دمِ شوق نظر یار کی سر تک
اللہ ری نزاکت کہ لچک آئی کمر تک

آئی روح نہ اتنا قفسِ جسم سی ہو تنگ
آ پونہچی ہین تیرِ نظرِ یار جگر تک

مر جائینگی پہلی دمِ رخصت طلبی سی
ہم خود سفری ہونگی ترے قصدِ سفر تک

کچہ درد نہین تیری نزاکت سی جو بل کہائی
مو زلف کی آئینگی اگر مری ہی کمر تک

پابوسی کا کل کو ہی آسیب پونہچائی
شانہ بہی نہ آجائی کہین موی کمر تک

گو تجکو خبر ہو کہ نہو مین نہین غافل
آہین مری ہر آتی ہین ہر شب تری در تک

کیا دخل جو کم ہو مری گلگونی دامن
وا رہتی ہین در زخم کی سینی سی جگر تک

گر بندہ نوازی کا ارادہ ہی تو جلد آ
ہون آجکی شب اور ہی مہمان سحر تک

کیا کیا نہ ارادی تہی مری جوشِ جنون کی
پونہچا نہ مگر ہاتہ گریبانِ سحر تک

ای ولولۂ شوق شبِ وصلِ صنم ہی
رہ جائی کہین حوصلہ باقی نہ سحر تک

وہ ضعف ہی اک لفظ زبان پر نہین آتا
جا سکتی نہین میری دعا بابِ اثر تک

جسکی لیے مین بیخبرِ ہر دو جہان ہون
افسوس کہ اوسکو نہوی میری خبر تک

اک طرفہ تماشا ہی ذرا دیکہ لو تم بہی
لی آئینگی اونکو ہی کہتی ہوی گہر تک

ہر چند ہون دیوانہ مگر ہی ادب اتنا
آتی ہی قدم لینی کو وحشت مری گہر تک

تنہا تری کوچی سی کبہی مین نہین پہرتا
محرومیِ قسمت مری ساتہ آتی ہی گہر تک

وہ حسن کی گرمی ہی جب آتا ہوں تری پاس — شعلہ سا لپٹتا ہی مری پانو سی سر تک
ای ضعف اجازت دی کہ مین سر برہنہ آتشو — آتا نہین دامن ہی کبھی دیدۂ تر تک

۱۹۴ — وہ حال نسیم اب ہی کہ دشمن ہی سی محجوب
منہ اپنا چھپاتا ہی مرا زخم جگر تک — ۱۴

خدارا لیچلو یارو مجھی اوس شوخ بدظن تک — یہ حالت اب تو پہنچی ہی کہ رو دیتی ہین دشمن تک
وہ مطلب ہون کہ جسکو تم زبان تک لا نہین سکتے — وہ خواہش ہون گل پوشیدہ پہنچ جاتا ہون دشمن تک
خم پیری کی احسانسے جھکی ہی اسقدر گردن — کہ آجاتا ہی اب سیرا گریبان میری دامن تک
وہ ہون دیوانہ مفلس سلاسل جسپہ ٹوٹی ہی — میسر مجکو ہو سکتا نہین پیوند آہن تک
بہار آئی میری نالی بد دماغی دیکھ گلچین کی — کہا غیرت نے مر کر بھی نہین جانیکی گلشن تک
میری آنسو بھی لطف بی نیازی سی نہین گرنے — وہ گوہر زیب دامن ہین نہین آتی جو روزن تک
نہین ہی یاد کچھ طول گرفتاری سی سب بھولے — ہزارون بار پہنچا ہون جا کر مین نشیمن تک
بنا ہون بادہ ہر ساعت مجھی آغوش حاصل ہی — کبھی ساغر کی قالب مین کبھی شیشی کی گردن تک
دوئی آنی نہین دیتی مری تاثیر تنہائی — بگولی خاک ہو جاتی ہین آتی آتی مدفن تک
بشکل ابر میسک مجکو تحمل آب نیری ہی — بھری ہین آنکھ مین آنسو نہین آتی ہین دامن تک
نہ آئی گی میسر صحبت دشمن بھی قسمت ہی — گل پژمردہ ہون کیا جاؤنگا گلچین کی دامن تک
ندامت کیا ہوئی ایسی کہ رخصت سبکو کر دی ہی — ڈہلا آتا ہی مثل اشک رخسارون سی جوبن تک
درختونکو کیا بی برگ رنج مرگ بلبل نے — گلستان مین لباس ماتمی پہنی ہی سوسن تک

۱۹۵ — نسیم اگ او بھی لکھو غزل جولان طبیعت ہی
بڑھا آتا ہی جوش نو مضمون فکر روشن تک — ۲۶

حجاب ابر مانع ہی گذر کیونکر ہو گلشن تک — وہ شبنم ہون پہنچ سکتا نہین پھولون کی دامن تک
بہاتا سیل گریہ کیا کہ جاتی یار بدظن تک — گلا کہٹتا گریبان کی جو اشک آئی ہی دامن تک

کمال ضعف سے گھبرا گئی آنسو مری کہتی ہین — مدد اے اضطراب شوق لیچل ہمکو دامن تک
وہ کہتے ہین یہ ہے کسکے دل بیتاب کا شعلہ — کہ ٹہہر جاتی ہے اک بجلی سی آکر میرے دامن تک
ہجوم جوش وحشت سے ہوئے ہین بے ادب ایسے — گریبان سے الجھکر ہاتھ آجاتی ہین دامن تک
ہوائے بوسہ مین مین خاک ہوکر بھی پشیمان ہون — ہوا آنی نہین دیتی کسی کی مجکو دامن تک
قدم جمنے نہین دیتی صفائے عارض جانان — پہسلتی ہے نظر ایسی کہ آجاتی ہے دامن تک
تری چہٹنے سے چہوٹا آنسوون نے ساتھ آنکہون کا — گلے مل مل کے آپسمین چلے آتے ہین دامن تک
ندامت ہو گئی اے دست جنون گر کچھ رہا باقی — غضب آیا جو آیا بخیہ گر کا ہاتھ دامن تک
نگاہ قہر سے کیون گھورتا ہے دمبدم ظالم — قسم لے لے جو میرا ہاتھ بھی پہنچا ہو دامن تک
خوشا قسمت قفس مین ہم قفس سے سیکڑون پر کے — نظر بھی اب تو جا سکتی نہین دیوار گلشن تک
خطا میری نہین صیاد میری آرزو لیجا — کہ مجکو کہینچ لائی تہی یہی دیوار گلشن تک
کبھی گلچین نے للکارا کبھی صیاد نے گہیرا — نہ ٹہیرا ایکدم گلشن مین جب آیا نشیمن تک
بہار فصل گل آئی ہے مین کنج قفس مین ہون — مبارکباد مجکو ڈہونڈہ جاتی ہے نشیمن تک
نکر آزاد اے صیاد لیکن رحم کر اتنا — نظر سے دیکہہ لون لیچل مجھے اجڑے نشیمن تک
گلون کے آتش رخسار سے شعلے بھڑکتے ہین — لگی ہے آگ کو سون کسطرح جاؤن نشیمن تک
قفس سے چہوٹکر دام اجل کی نو اسیری ہے — نہین ممکن کہ میری روح بھی جائے نشیمن تک
وہ بیتابی کہان ممکن جو توڑے دام جسمی کو — وہ آزادی کہان حاصل جو لیجائے نشیمن تک
دلاسے ہم ماتم ہم صفیر آپسمین کر لینگے — صبا لیجائیو دو چار پر میرے نشیمن تک
قفس کہا ہے اتنی دور صیاد ستمگر نے — کہ میری آرزو بھی جا نہین سکتی نشیمن تک
تری عاشق کا لاشہ ناپسند طبع ہے سبکی — نہین آتا اگر وہ مور بھی سوراخ مدفن تک
ہمیشہ سے شگاف قبر سے کچھ دور رہتی ہے — صبا بھی ناز کرتی ہے اگر آتی ہے مدفن تک
تمہارے ہرزہ گردیکا خیال آتا ہے جب دلمین — ڈبو دیتا ہے سیلاب ندامت مجکو گردن تک

ہجوم کیف مستی سی یہ عالم اب تو ہی ساقی / چلی آتی ہی مے اُبلی ہوئی شیشی کی گردن تک
برستا ہی جو ابر تر تمنا مین ٹپکتی ہین / ڈبو دی آب مے مین آج ساقی مجکو گردن تک
غنیمت ہے نسیم آزاد ہونا جب میسر ہو / ملین گے ہم صفیر و نسے پہونچکر صحن گلشن تک

۱۹۶	ردیف کاف فارسی	۱۵

پہونچی بُرِّ دنِ سینہ سُلگ کر جگر مین آگ / ای اشکِ دیدہ دوڑ لگی بال و پر مین آگ
باران کے بدلے برق تڑپتی ہی رات دن / کب کی دبی ہوئی تھی دل ابر تر مین آگ
دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو / دی شعلہ ہای حسن نے پای نظر مین آگ
گر سوزِ عشق اشک کو اخگر بنا ہی گا / دہکا کریگی شام و سحر چشم تر مین آگ
ہو عمر طول آہ شرربار کی مری / ہنگام احتیاج ہی ہو جو دگر مین آگ
جز نخل عشق اور ہی وہ کونسا شجر / ہو جسکی بیخ و ریشہ و برگ و ثمر مین آگ
تھوڑی سی خلاف حکم سی ہوتا ہی خشمگین / کیسے بھری ہوئی ہی مزاج بشر مین آگ
پڑتے ہین آبلے جو چھوی کوئی اشکِ گرم / ای چشم تر نہان ہی مگر اس گہر مین آگ
ہی نار سوزِ ہجر کو پہونکا ہی مینی دل / کہتی ہی آہ مینی لگائی جگر مین آگ
وہ سنگدل بجا ہی جو شعلہ مزاج ہی / جو سنگ ہی ضرور ہی اوسکی جگر مین آگ
مین آپ جل گیا تپشِ التماس سے / بخشے مری دعا نی خود اپنی اثر مین آگ
بلبل کے گر سیو نسے تعجب ہوا مجھے / بھڑکی کہان کی عشق نی اس مشت پر مین آگ
وہ سوختہ نصیب ہون جس جا رہونگا مین / قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ
تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہی / ٹھہرے کہان بشر جو لگی اپنی گھر مین آگ
کیا منہ ہی کیا مجال کسیکی ہی اب نسیم / پیدا ہو لطف سی جو ہر اک شعر تر مین آگ

۱۹۷	ردیف لام	۱۳

کس منہ سی کہتی ہی کہ مین ہون آشنای گل / بلبل زبان سے یہ بھی نہ نکلا کہ ہای گل

دیکھا طلسم اس چمن روزگار کا
بلبل کے بدلی زاغ ہین کانٹی بجای گل

آنکھون نسے دیکھ لو ستم روزگار کو
کچھ پوچھنا ضرور نہین ماجرای گل

بلبل اسیر ہو تو کرون چاک پیرہن
ہم خوب جانتی ہین یہ تھا مدعای گل

ای عندلیب کیا نفس چند کے بہار
دو دن کی بعد پھر نہی ہای ہای گل

ٹھیرا اگر قدم تھی تو آغوش دام مین
افسوس ہم نے دیکھنے بھی نپائی لقای گل

فصل بہار وقت خزان و نوسانہ ہین
وہ ابتدای گل ہی تو یہ انتہای گل

کہتے تھی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہین
راحت کہان اوٹھا نہ سکی ہم جفای گل

ارباب ضبط کے نہین کہلتے لب سوال
اپنا ہی خون دل ہی چمن مین غذای گل

ای رنج ہجر اور کہین ڈہونڈہ لی مکان
رہتی ہی عندلیب کے دل مین ہوای گل

اس ضبط عندلیب کے قربان جائیی
آئے زبان پر نہ کبھی شکوہ ہای گل

رسوا کیا محبت خندید گے نے آہ
کہلنے لگے قریب سحر پردہ ہای گل

شاید نسیم آمد فصل بہار ہے
پیدا ہی چند روز سی سر مین ہوای گل

۱۹۸	ردیف میم	۱۱

دیکھو او قاتل بسر کرتی ہین کس مشکل سی ہم
چارہ گر سہی درد نالان ورد سے دل سی ہم

ہای کیا مجھ کو کیا ہی غفلت امید نے
حال دل کہتی ہین اپنا پہر وہی قاتل سی ہم

رشک اعدا کی کبھی دشمن بد نمین استخوان
شمع محفل ہو گی اوٹھی آپکی محفل سی ہم

اسکو کہتی ہین وفاداری کہ بعد از قتل بھی
داغ خون ہو کر نچہوٹے دامن قاتل سی ہم

طول تھی راہ عدم گھبرا کی سوئی قبر مین
پاؤن پہیلائی تھکی جب دوری منزل سی ہم

جسم دشمن سی نظر آتی ہین جلوی روح کی
حسن لیلی دیکھتی ہین پردہ محمل سے ہم

خالی از احسان نہین یہ بھی کہ وقت اضطرار
خوش تو ہو جاتی ہین تیری وعدہ باطل سی ہم

آہ آپ سمجھین سمجھ لین غیر کا ہی کو شنے
تم کہو یسے ہماری کچھ تمہاری دل سی ہم

سُنکے رو دیتی ہین اکثر صورت زخم جگر
آپ شرماتی ہین اپنی خندۂ باطل سے ہم

رشک ہی حسرت پہ و بسمل کی دلمین آتا ہی یہہ
اپنی قالب کو بدل لین قالب بسمل سہی ہم

۱۹۹	سینۂ دل مین ہجوم داغ حسرت سے نسیم پھول چن لیتی ہین اپنی گلشن حاصل سہی ہم	۹

زرگر و حداد خوش ہون وہ کرین تدبیر ہم
طوق زر تم پہنو پہنین آہنی زنجیر ہم

اور دیوانونسے رکھتی ہین ذرا توقیر ہم
ڈالتی ہین آپ اپنی پائونمین زنجیر ہم

کفر و دین کی قاعدی دو نوادا ہو جائین گے
ذبح وہ کافر کری منہہ سہی کہین تکبیر ہم

یہہ نہین خوش کرتی ہین دل اپنا امید وصل مین
کھینچتے ہین ایک جا اپنی تری تصویر ہم

اگیا جسدن خیال جوشش دیوانگی
چاک کر ڈالین گے اپنا نامۂ تقدیر ہم

سُنتو او ظالم بھلا یہہ بھی کوئی انصاف ہی
لائق الطاف اعدا قابل تعذیر ہم

وصل میری اونکے ہوگا کچہ اب اسمین شک نہین
کہدو آمین دیکھی اس خواب کی تعبیر ہم

روز کا جھگڑا اوٹھائی کیون کہ لیتی ہین آج
امتحان کاوش قاتل تہ شمشیر ہم

۲۰۰	کیون نہ مستغنی رہین فضل خدا سی ای نسیم رکھتی ہین ملک سخن کی واقعی جاگیر ہم	۵

پیچھا کرین وہ افعی رہزن تو نہین ہم
چوٹی کی طرح سے پس گردن تو نہین ہم

زخمونکو اگر خلق سے آنکھونسی چھپایا
سی دینگے بھلا دیدۂ سوزن تو نہین ہم

ظالم صفت شمع مرا حال بنایا
سر کاٹ کی کہتا ہی کہ دشمن تو نہین ہم

تھی خاک پریشان بس مردن بھی ہین آج
مُردونکی طرح قیدی مدفن تو نہین ہم

دیوار سی کیون رابطۂ دود جگر ہو
کچہ سرمہ کش دیدۂ روزن تو نہین ہم

۲۰۱	ردیف نون	۸

بدلی نہ گالیونسے کبھی یار کی زبان
آئی نہ کام کچہ کسی غمخوار کی زبان

نالہ ہی عرض حال ہے صیاد رحم کر
گویا نہین ہی بلبل گلزار کی زبان

آئیگا کون آبلہ پا بسکہ خوف سے
سوکھی ہوی ہی دشت مین ہر خار کی زبان

غفلت شعار گر تجھے آنا ہی جلد آ
لے بند ہو چکی ترے بیمار کی زبان

منہ چڑہنا آجکل نہ کہین شایقان گ
بگڑی ہوی ہی قاتل خونخوار کی زبان

موذی کا ہی کمال ہی انجام کو گزند
ہے خوف جتنی تیز ہو تلوار کی زبان

تیر و سنان و خنجر و شمشیر آبدار
ہین زخم جو ستے انہین دو چار کی زبان

۲۰۲	واقف نہین فصاحت الفاظ سی عدو سمجھے گا کیا نسیم کے اشعار کی زبان	۷

بجلی سے کوندا وٹھی جو کھلین سیمتن کے پاؤن
خورشید آ کی چومے اوس گلبدن کی پاؤن

جی کیا لگے کہ صحبت زنجیر بھی نہین
قاتل نے کاٹی پہلی ہی مجھ خستہ تن کے پاؤن

ہون پیک وہم ہی ہی مین وحشی سبک خرام
یہ نہجین جو مجھ تک ایسی کہان ہین ہرن کی پاؤن

مدفن کو چشم مور ملی مجھ حقیر کے
کنج مزار مین بھی نہ پہیلائی تن کے پاؤن

پاس ادب سے گر وہ نہین ہی مقام پا
جائیگا کوی یار مین سر سے بن کے پاؤن

مشاطہ دیکھ تو نہ لگا بیٹھنا کہین
مہندی کہان کہان ہی غنچہ دہن کے پاؤن

۲۰۳	باغ جہان مین ڈھونڈھتا پہرتا ہی یار کو تھکتی نہین نسیم خجستہ سخن کی پاؤن	۵

جب تیر نظر تا بہ جگر جائینگے لاکھون
دو چار تو کیا جی سی گذر جائینگے لاکھون

عیسی سی تیری عہد مین کچھ ہو نہ سکیگا
اک بات کی کہنی مین تو مر جائینگے لاکھون

وہ کوچۂ دلکش ہی ترا قاتل سفاک
گو جان سے جائینگے مگر جائینگے لاکھون

مشتاق قفس وہ ہون اگر خاک بھی ہونگا
صیاد کی گھر تک مری پر جائینگے لاکھون

پیر اک یہان بحر فنا کی بہی بہت ہین
تلوار کی بہی گھاٹ اوتر جائینگے لاکھون

۲۰۴	ولہ	۴
بہولون تمہین وہ بشر نہین ہون		اتنا بہی بے خبر نہین ہون
اللہ رے عربدہ کا ہش تن ہو		ہرچند کہ ہون مگر نہین ہون
دکہلائے نہ دون یہ غیر ممکن		کچہ آپکی مین کمر نہین ہون
بجال سے کہے نجانے دونگا		عاشق ہون نامہ بر نہین ہون

۲۰۵	ولہ	۱۱
یہانتک طول تہا اے ہمنفس کل ہجر کی شب مین		دعائین جاگ کر سو رہین آغوش مطلب مین
بہرا ہون کچہ نکل جائے نہ منہ سے ضبط مطلب مین		کہ ہوجاتی ہے ریزش بیشتر جام لبالب مین
ہمین حضرت سلامت کہکے صلواتین سناتے ہین		غضب کے شوخیان ہین انکی دشنام مودب مین
مرے آنسو کے قطرے ہین جسے شبنم سمجہتے ہو		ٹپکتا ہے لال اشک چمن گرد شب مین
یہانتک رات دیکہی زلف شب پر نور پیری ہے		کہین آرہ جہاک آئین ہین نیند چشم کوکب مین
کدورت زندگی کی یاد ابرو پاک کرتی ہے		تو اے گل ملتا ہے علاج نیش عقرب مین
لیے انکار ساقی نے ہزارون جمن گردن		نگاہین قوس کر رہ گئین جام لبالب مین
بلندی پر ہے اقبال محبت خاکسارونکا		ستارے آہ خوابیدہ ہین پہلوے کواکب مین
لب و رخسار و کاکل چشم و ابرو سب کے سب ہین		کہ تیرے ہین بہت سے لطف معجون مرکب مین
بہا ہے نور کا دریا تری چاہ زنخدان سے		بلندی حسن نے پائی نشیب سطح غبغب مین
یہانتک جذب کہلایا مری بیتابی دل نے		کہ تاثیرین خدا آئین چرخ سے آغوش یارب مین

۲۰۶	ولہ	۳
لطف کہان اب وہ ملاقات مین		بات نکلنے لگے ہر بات مین
تہی وہ اندہیری کہ خدا کی پناہ		تیرہ نصیبی جو ملی رات مین
۲۰۷ فضل خداوند اگر ہے نسیم		دیر نہین حل مہمات مین ۱۱

تمکو بھی مشکل پڑی گی عاشقونکی داد مین
دو نو عالم مین ہماری حلقۂ فریاد مین

پوچھ لو ہم جانتی ہین جو گھٹ بڑھ رات کی
چشم وا پیمانۂ شب ہی تمہاری یاد مین

بار ایجاب دعا ہی سر اوٹھاؤن کسطرح
حلقۂ احسان پڑی ہین گردن فریاد مین

کس تماشا دوست نے محو تماشا کر دیا
کون لی آیا ہمین اس عالم ایجاد مین

منہ سی نکلی بھی نہین تھی صفا بسم اللہ عشق
پہلی ہی رونی لگی ہم خدمت استاد مین

جانب میخانہ جو ہمنی قدم رنجہ کیا
جام چھلکی خم لنڈھی رسم بہار کباد مین

لطف تکلیف قفس کچھ ہمسے پوچھا چاہیی
مدتین آخر ہوی ہین خدمت صیاد مین

اور بھی تکلیف اے قاتل کہ ایذا دوست ہون
زخم منہ کھولے ہوی ہین لذت بیداد مین

برق نی اک طرز بیتابی مرا سیکھا تو کیا
سیکڑون باتین ہین ایسی خاطر ناشاد مین

غیرت دیوانگی کا سلسلہ کیا توڑیی
ننگ آتا ہی کہ جائین صحبت حداد مین

۱۲	عمر کو ضایع نکر اس گلشن ایجاد مین	بلبل بستان حدیث ہے یہان تجمل مع النسیم	۲۰۸

دل جگر باہم ہدف ہون سینۂ نخچیر مین
دو زبانین چاہیین قاتل سنان تیر مین

سلسلہ تھا عقدۂ پر پیچ کا تقدیر مین
دی گرہ حداد نے ہر حلقۂ زنجیر مین

در سے نا آشنا ہوتی ہین اکثر تیرہ دل
حشر تک آنسو نہ دیکھا دیدۂ زنجیر مین

خواب چشم منتظر کو باعث تقصیر ہے
اسلیے بیداریان ہین دیدۂ زنجیر مین

میری رقت کی جو کھینچی دست مانی نی شبیہ
جز ہجوم اشک خامہ کچھ نہ تھا تصویر مین

اسقدر ٹکرائی سر حبس سی آہن ہوی شگاف
جی مین ہی پیدا کرین روزن خانۂ زنجیر مین

پیرہن کچھ کہہ رہا ہی میری قربانی کا حال
رنگ منی جلاد ہی تحریر دامنگیر مین

کم نہوگی اپنی گردش چارہ گر تدبیر سی
صورت گرداب ہی سرگشتگی تقدیر مین

عصمت دیوانگی نی دی نہ رخصت دشت کی
عمر ہمنی بسر کی خانۂ زنجیر مین

سادگی دیکھو تمنای وصال یار سی
آج تک ہم ہین فریب آہ بی تاثیر مین

پھوڑ کر خط قضا جلاد نے کاٹا گلا
دو خط معکوس توام ہو گئی تحریر مین

۲۰۹ — گر کوئی جاہل نہ سمجھی شعر تیری ای نسیم
کونسا ترک ادب ہو جائیگا توقیر مین — ۲

ہی عجب تاثیر بیہوشی ہمارے حال مین
ہوش اب برسونسے نہین ہین کاتب اعمال مین
طوق نی آغوش پھیلائی ہماری واسطے
بڑھ گئی زنجیر کو سون شوق استقبال مین

۲۱۰ — **ولہ** — ۲

وہ کسٹی ہب سہی اگر آہی کہین قابو مین
دل کے مانند ہو بیچین جو ہی پہلو مین
اشک ہاتھونسے جو پونچھے تو کہا جھنجلا کر
آگ لگ جاہی یہ گرمی ہی تری آنسو مین

۲۱۱ — **ولہ** — ۳

مر چکے جسپر کہ مرنا تھا ہمین
کر چکے جو کچھ کہ کرنا تھا ہمین
اشک ریزی بے سبب اپنی نہ تھی
عمر کا پیمانہ بھرنا تھا ہمین
بوسہ گر لیتے تو کھاتی ہان قسم
راستی سے کیا مکرنا تھا ہمین

۲۱۲ — **ولہ** — ۳

سمجھ کے تازہ خریدار گرم جوش ہمین
بلا رہی ہی نگاہ اجل فروش ہمین
لحاظ بے ادبی ہی اوٹھائین سر کیونکر
بہت دنونسے نہین التفات ہوش ہمین
اوٹھا سکین گے یہ تکلیف پیرہن کیونکہ
لباس برہنگی ہی وبال دوش ہمین

۲۱۳ — **ولہ** — ۹

غرق بحر اشک ہین کیا حاجت دامن ہمین
چشم تر ہر روز پہناتی ہی پیراہن ہمین
رہنما ہی تیرگی ہی منزل مقصود مین
شمع کی صورت فروغ رشتہ گردن ہمین
امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہی ضرور
چاہیے ہی اور بھی گردن تہ گردن ہمین
دیکھ کر مجکو گریبان چاک کہتا ہی ہلال
لیجیے ہمسی گریبان دیجیے دامن ہمین

بعد مردن بھی نہین شان جنون مین کچھ کمی　　چاک ہر جا سی بلا ہی پہلوی کفن ہمین
فرط کاہش سی یہ حالت ہی کہ برسون ہو چکی　　خواب مین بھی اب نہین آتا خیال تن ہمین
اب کسی ہی فرصت منت کشی ای باغبان　　داغ دل سے کہلا رہی ہین جلوہ گلشن ہمین
آہ آتش بار سی طوق و سلاسل ہین گداز　　موم سی بھی نرم ہی سنگینی آہن ہمین
غیر ممکن ہی امید صحبت پہلوی دوست　　کم نہین رنج قضا سی منت دشمن ہمین

۲۱۴	ولہ	۱

موت کا ہیکو قیامت تک اب آئیگی ہمین　　سخت جانی حضرت عیسی بنائیگی ہمین

۵۱۶	ولہ	۱۴

سب ستم ساری وہ سامان مصیبت یاد ہین　　ہم ابھی کنج قفس سی مرغ نوآزاد ہین
جوش خون کیسا یہان تن خشک ہی مانند بید　　اور دیوانی ہین وہ جنکے لیے فصاد ہین
تا کجا فکر اسیری رحم ای صیاد کر　　مورد بیداد ہین جو صاحب بیداد ہین
طاسعان پر بوس خیل بکس سی کم نہین　　دو نہ دو کچھ پاسبان خانۂ قناد ہین
حکم ہی عرفی نہ پائین بسمل تیغ جفا　　اوس ستم ایجاد کی کیا کیا نئی ایجاد ہین
ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان　　ہم تو نسی مبتلای رحمت صیاد ہین
ایک سی رہتی نہین ہی گردش لیل و نہار　　ساتہ ویرانی ہی اونکی جو یہان آباد ہین
آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین　　ہر جگہ دو چار اپنی مسکن فریاد ہین
ایک جا بیتابی دل سے نہین ہمکو قرار　　صورت خاک پریشان رات دن برباد ہین
کونسا وہ گل ہی جسکی دید ہم کرتی نہین　　عندلیب نغمہ سنج گلشن ایجاد ہین
کب یقین ہی ہمکو بھی آغوش آئی ہوگی نیند　　رات سی کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہین
کس تمنا پر کسی کے بار خاطر ہو جیئے　　چند ونکو وارد دنیای بی بنیاد ہین
ہاتہ کھینچا جب جہان سے بی نیازی بڑھ گئی　　کب کسیکے ہم بھلا منت کش امداد ہین

۴	خاکسار و نکو غرور طبع بیجا ہی نسیم اپنی منہ سی کب کہا ہمنی کہ ہم استاد ہین	۲۱۷

یہ لب چوسے ہوے کیونکر نہین ہین — کہ ہین گلبرگ لیکن تر نہین ہین
نصیب دشمنان ہان کچہ تو گذرے — کہ رخسار پہ تری انور نہین ہین
مبارکباد آزادی ہمین کیا — یہان مدت سے بال و پر نہین ہین
نپوچھو شمع سے تکلیف ہستی — کہ شب بھر مین ہزارون سر نہین ہین

۴	ولہ	۲۱۸

رہی دو چار دنکی سیر البستر اوٹھاتی ہین — عدم مین بھی نہ بہلا جی کہین ہم اور جاتی ہین
ہماری بعد قاتل انتظار چند دم کرنا — کہ مشتاق قضا ہین اور بھی چار آتی ہین
ہمین لوٹا ہی کس ظالم کی دزدیدہ نگاہون نے — نہ سینہ مین جگر باقی نہ دل پہلو مین پاتی ہین
ابھی دیکھی نہین تمنی اثر جذبہ محبت کے — کرو انکار دیکھو کسطرح سی کہینچ لاتی ہین

۴	ولہ	۲۱۹

الفاظ و معانی کی کروٹ جو بدلتی ہین — پہلو مری مطلب کے پہلو سی نکلتی ہین
شکل اور بدلتی ہی جب شکل بدلتی ہین — ہمصورت اشک اکثر پاؤن ہی چلتی ہین
کچہ زور نہین چلتا جب زور نہین چلتا — وہ انکی طرح میری قابو سی نکلتی ہین
فصل آئی ہی یہ کیسی کس جوش پہ ہی مستی — بو دیتی ہین گل مہکی ہم عطر جو ملتی ہین

۸	ولہ	۲۲۰

کرشمی غمزی سب ادا فتنہ عالم سمجھتی ہین — تری اس چشم دزدیدہ کی تیور ہم سمجھتی ہین
نظر مین بی ثباتی ہی یہانتک دار فانیکی — صدای خندہ گل نالہ ماتم سمجھتی ہین
ڈراتا ہی کسے واعظ عذاب روز محشر سی — قیامت اک خیال کاکل برہم سمجھتی ہین
سوال مخلصے سی ہمکو ای صیاد کیا حاصل — بہار گلشن ایجاد کوئی دم سمجھتی ہین

جگہ کیونکر نہ دین اپنی دل مجروح کو راحت مین — انیس وقت تنہائی تجھی اے غم سمجھتے ہین
گمان نطق سے کشتو نیہ حکم سرمہ پاشی ہی — دہان زخم چسپیدہ لب باہم سمجھتی ہین
دل صد چاک بھر آتا ہی پی تکلیف ہر ارو — سرشک دیدۂ خونبار ہم مرہم سمجھتی ہین

۲۲۱	نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہین کوی اردو کو کیا سمجھی گا جیسا ہم سمجھتی ہین	۱۰

کیون حوصلہ ستم کا مری جان رہا نہین — کیا تیری دل مین اب کوی ارمان رہا نہین
یہ رحم ہو نصیب عدو مین تو مر چکا — اب میرا حال قابل احسان رہا نہین
اوس بت کو دیکہ آی اوسی گھر سے کہتی ہین — کوئی جہان مین صاحب ایمان رہا نہین
حورین خوش آئین کب کہ بہلتا دل مزاج — کیا آپکا خیال مجھی دھیان رہا نہین تو
ڈرتا ہون بد مزاج کہون کسطرح کہ مین — دو روز گھر پر آپ کی مہمان رہا نہین
بس بس معاف حوصلی اپنی ٹہکانہ تو — ای چارہ گر مین قابل درمان رہا نہین
امید وصل مین ہے وہ خود رفتگی مجھے — تیرا بھی خوف ای شب ہجران رہا نہین
مدت ہوی فراغ تعلق ہی یکجنون — اب ہاتہ کیا پڑی مین وہ گریبان رہا نہین
کسکو فروغ حسن سے تیری امان ملی — کیا میری طرح آینہ حیران رہا نہین

۲۲۲	پیری مین التفات محبت ہی کیون نسیم گذرا شباب عمر وہ سامان رہا نہین	۳

ای بخیہ گر معاف یہ احسان کر نہین — چھپ جائین منہ دکھا کی وہ زخم جگر نہین
گو مژدۂ قبول دعا ہی مگر مجھے — احسان بخت بد سے امید اثر نہین
کیا کیا رہی نشیب و فراز نظر مگر — ثابت یہی ہوا کہ دہان و کمر نہین

۲۲۳	ولہ	۱

میری نے مرگ کی خبر سنکر وہ کچھ شادان نہین — ہای اب کیا کیجی یہ بہی اوسکی زبان نہین

اشک میری پاؤن پہ ہین جنمین دل ملی حنا	تم اگر آؤ تو حاضر کونسا سامان نہین
آہ میری نامرادی کسقدر منظور ہے	لطف بھی وہ شیع ہے جسمین کچھ احسان نہین
التماس حال کرتا ہون مین رو رو کر تو کیا	درد عبث ہی اشک کا قطرہ کوئی طوفان نہین
سرنگون مجکو کیا کیون ای ہجوم انفعال	یہ تو شرم گفتگو ہی شکوۂ جانان نہین
دیکھ ظالم کیا سکھایا جلد اشک گرم نے	تر ہوا لیکن ابھین تک دامن مژگان نہین
اس ترشح روئی سی بی احسان ہے رہنا خوب تھا	گو لبی ہے سے مگر کچھ بھی مزا ایجان نہین
کسکی دزدیدہ نگاہین سینے مین گرتی ہین گہر	پھر یہ کیون کہتی ہو میری دلمین کچھ ارمان نہین
یہ تو مشکل ہی کہ مین ہون اور کبھی نکلتی غیر	آدمی ہون کچھ تمہارا خندۂ پنہان نہین

۲۲۴	ہی جو اوس بے رحم کی مرضی تو پھر سو تسلیم کشمکش سی جسم کو حاصل فراق جان نہین	۳

اظہار مدعا مرے تقریر مین نہین	مضمون صاف ایک بھی تحریر مین نہین
تکلیف کشمکش سے خدارا معاف کر	حالت اب ای جنون کی زنجیر مین نہین
ظالم عزیز رکھتے ہین اکثر فروتنی	خم کس گھڑی عیان قد شمشیر مین نہین

۲۲۵	ولہ	۱

شوق شراب خواہش جام و سبو نہین	ہی سب حرام جیسی کہ پہلو مین تو نہین

۲۲۶	ولہ	۱۷

تمسے کیا تشبیہ دون فکر دوی یکسو نہین	ماہ نو ابرو نہین ہی ماہ کامل رو نہین
اسقدر مفلس ہوا ہون دیجئے گو ہری شال	مدتین گذرین کہ میری آنکھ مین آنسو نہین
آدمی کیا ہو گیا ہمزاد بھی تیرا مطیع	ای پری اُس کس نے تیرا سایہ جادو نہین
ربط باہم کے مزی باہم رہین تو خوب ہین	یاد رکھنا جان جان گر مین نہین تو تو نہین
آنکھ کی تل کی سناہی مشک سی ہے کچھ زیادہ	کسطرح اسکو کہین ہم نافۂ آہو نہین

یہ وہ سم ہی آتے آتے جو زبان تک جان لبے
نوش کی قابل لعاب افعی گیسو نہین

طوق ہوکر رہ گئی ہی ہان کسیکے یہ نگاہ
حلقۂ نظارہ ہی یہ حلقۂ گیسو نہین

بے ادب قاتل نہو تیغ نگہ بس ہی ہمین
سینہ اپنا آشنائی زخم تیر انو نہین

نوجوانو نکے سبب سے یار دیرینہ چھٹے
مدتین گذرین کہ دلکو صحبت پہلو نہین

ہین وہ وحشی ہون کہ بعد از مرگ بہی میرا غبار
کونسے دن طوطیائی دیدۂ آہو نہین

حادثات دہر سی کس شے نے پایا ہی فراغ
جامۂ آبی خطوط موج سے اتو نہین

ظاہر و باطن مین ہی رو زراز لسی اتحاد
کوئی گل ایسا نہین ہی جسمین مطلق بو نہین

کینۂ صیاد سی کیسی سبکدوشی ہوی
سر نہین گردن نہین سینہ نہین بازو نہین

تیرہ بختون کو شہادت کا اشارہ خال ہی
کچہ تو ہی یہ بے سبب نقطہ تہ ابرو نہین

ہر کدورت سے مصفا ہی لباس عاجزی
یہ وہ جامہ ہی کہ جو محتاج شست و شو نہین

کیا کرین بے اختیار یسی نہین کچہ اختیار
آپ پر قبضہ نہین ہی موت پر قابو نہین

۵	کس گھڑی ہی ہمکو فرصت یاد حق سی ای نسیم کونسا دم ہی جو لب پر اسکے ذکر ہو نہین ✣	۲۲۷

جو کہ ممسک ہین کسیکو دلمین جا دیتے نہین
زخم باطن تنگ باطنکی ہوا دیتی نہین

ساتہ اپنا بد تو نکی آشنا دیتی نہین
کیا کہا تھی کہ نالی بہی صدا دیتی نہین

یہ وہی لب ہین جو تھی شبکو نصیب دشمنان
آپکی بوسی بہی ہمکو اب مزا دیتی نہین

واہ ری مطلب شناسی سُنکی جبکی ہو رہے
عرض مطلب مین جو اب مدعا دیتی نہین

آپکے اشفاق اپنی عزیزین معلوم ہین
ہمکو پہلو مین بٹہا کر کب اوٹہا دیتی نہین

۱۶	ردیف واو	۲۲۸

دوستی رکھتی ہین کسقدر جہ برابر آنسو
ساتہ آتا ہی ہر آنسو کی برابر آنسو

نوک مژگان سے مشبک ہی دل نو نظر
پاتی ہین بال سہی بہی صد رنہ نشتر آنسو

قطرۂ خون تری خنجر پہ نہین او قاتل　　دیکہ بہر لائی ہین یہ دیدۂ جوہر آنسو

صبح کو لوح جبین مشق رقم ہوتی ہی　　شب کو دہو ڈالتی ہین حرف مقدر آنسو

ایفلک گریۂ پنہان ہی یہ کسکی غم مین　　دامن ابر سے چہنتے ہین برابر آنسو

گریۂ یاد الٰہی نہ سمجہنا بیکار　　ایک دن بخشین گے سیرابی کوثر آنسو

اشک سے ہمکو زیادہ نہ وفادار ملا　　نکل آئے دم مردن تہ خنجر آنسو

سرد مہری بتان نے جو رلایا ہمکو　　بنگئی جمکے مرے آنکہ مین پتہر آنسو

گریۂ گرم نے خنجر کو بنایا آتش　　تہے مگر ہم اثر پارۂ اخگر آنسو

آبشار اشک کے کام آتی ہین عریانی مین　　کہ اوڑہا دیتی ہین اکثر مجہی چادر آنسو

غم سے معشوق بہی خالی نہین شبنم ہی گواہ　　رکہتا ہی دامن ہر برگ گل تر آنسو

بادہ بے یار پیون شرط وفا سی ہی بعید　　جانتا ہون قطرات مے احمر آنسو

شوق نظارۂ جانان مین فلک روتی ہین　　دامن چرخ پہ ہین دانۂ اختر آنسو

ڈہونڈہتی رہتی ہین کیا کیا مری آنکہین اوسکو　　ایک بہی ہوتا ہی دامن سی جو باہر آنسو

گریۂ بے چشم بہی ہوتا ہی عجب کیا اسکا　　کہ بہا کرتے ہین زخمون سی بہی اکثر آنسو

۲۲۹ | یاد دندان پہ پڑین جو سعتی ہین شبنم　　گوشۂ چشم مین بنجاتی ہین گوہر آنسو | ۱

مرگ الفت نے یہ دی راحت کامل مجکو　　آگئی نیند تہ خنجر قاتل مجکو

۲۳۰ | وله | ۹

کس سے مثال دون بدن لالہ مثال کو　　پونچہا کبہی خیال نہ میری خیال کو

ظالم ذل اسیر ابہی ہو گا خاک مین　　جنبش اگر ہوی تری کاکل کی بال کو

قاتل اوٹھے لطف سی ہی یہانتک ہمین فراغ　　دست دعا نہین جو اوٹہائین سوال کو

وحشی وہ ہون کہ جان کو ہی تن سی ننگ گی　　مجسے بہلا مثال کہان ہی غزال کو

سے پا مین آبلے ہین نہ صحرا مین نوک خار　　حیرت نہ کسطرح ہو تری پائمال کو

آپکے انتظار مین تیرے بسر کیا	انفاس و وقت و روز و شب و ماہ و سال کو
لاغر وہ تہا کہ چشم جہان سے نہان ہا	تہا صاحب کمال نہ پہنچا زوال کو
لذت سے چہٹ سکے نہ سنان خدنگ ناز	پہنچا نہ تیر از جسم جگر اندمال کو

۲۳۱	ترسان عذاب قبر سے ہوتا ہے کیون نسیم حامی سمجھ تو اپنا محمد کی آل کو	۱۱

غور کرنا دوستو مجہ ناتوان کی حال کو	آئینہ محتاج ہے نظارۂ تمثال کو
دیکہنا تہا ہاے کس پردہ نشین کی چال کو	خاک کی پتلے مین آئی روح استقبال کو
سر کٹے لاکھون بلا سے آبرو باقی رہی	شمع نے جنبش نہین دی پائے استقلال کو
بڑہتی بڑہتی اشک دامن تک گذر کرنی لگے	رفتہ رفتہ گود مین لینا پڑا اطفال کو
کاتب تقدیر کو کچہ اور ہی منظور تہا	لکہتے لکہتے رہگیا نقطہ بنا کر خال کو
تاج گوہر سر پہ پہنا آبلون سے خار نی	وقف صحرا کر دیا ہمنے جنون کی مال کو
بے تکلف جلوۂ حسن صنم تہا اسقدر	مہر کو رخ مہ کو عارض سرو سمجہا چال کو
لاغری نے کر دیا ہمکو برنگ شعر نی	اب بجز آواز صورت تک نہین تمثال کو
اب نہین حاجت جو ہون ممنون عیسیٰ قضا	جنبش لب یار کی کافی ہی دو نو حال کو
روشن و تاریک ہین یکسان مزاجکو ملا	مصحف رو کا تری نقطہ مین سمجہا خال کو

۲۳۲	مصطفے سے ہی تجہے چشم شفاعت اے نسیم بخش دیگا ایزد بر حق تری افعال کو	۳

اور چندے صبر کر دل ہی فنا ہر کام کو	ایکدن ہوتی ہی گردش گردش ایام کو
بعد مرگ بہی آنکہین ہین وقف انتظار	لطف بیداری مہیا ہی مرے آرام کو
کس کی پابوسی سے ہی اس سر بلندی کا ظہور	ہمسر عرش معلے دیکہتے ہین بام کو

۲۳۳	ولہ	۴

دی ہی عجب تاثیر خدا نی کچہ میری افسانی کو
نعش تیری بقتو لگی جب تجویز ہوی لیجانی کو
مستونکی بدمستی نے ویرانہ کیا میخانی کو
نازاجل ابکیون اوٹہائی آج نہ آئی کل آئے

روکے اوٹہا وہ پاس سے میر جو آیا سمجہانی کو
ابر ہوا آمادۂ گریہ رعد اوٹہا چلانی کو
توڑا ہے پہلو مینا چور کیا پیمانی کو
ابروے قاتل تیغ کشیدہ کافی ہی جانی کو

۲۳۴ ولہ ۷

ڈرتا ہون آپکی خفگی کا سبب نہو
حیرت ضرور ہوگی مری سرگذشت پر
اے دل ستمگرون کی محبت سے گذر
ہو کچہ کہا وہ پہر کبہی آئی نہ تا دہن
مجنون تو ہو چکا یہ نہین ہی مجہی پسند
ممکن نہین کہ ساتہ چہٹی رخ کا زلف سی

فریاد بے لحاظ سے ترک ادب نہو
یہ حال وہ نہین جو کسی کو عجب نہو
وہ یار ڈہونڈ لی جو اذیت طلب نہو
جو کچہ ہوا ہوا یہ رہی پاس اب نہو
بیرادہ نام ہو جو کسیکا لقب نہو
ایسا بہی کوی دن ہی کہ جسبد نکلی شب نہو

۲۳۵
ابہی نہین ہے یار سی بیہودہ چہیڑ چہاڑ
کچہ خیر ہی نسیم بہت بے ادب نہو
۱

ایجان کیون نہ عاشق مضطر دل مین ہو
اوس دلسے پوچہیے کہ جہان تو بغل مین ہو

۲۳۶ ولہ ۲

عجب سے کیا احبا دیکہتے ہو
خبر بہی ہی یہ ہوتا قتل ہے کون
اونہین دیکہو مجہے کیا دیکہتے ہو
یہ کسکا تم تماشا دیکہتے ہو

۲۳۷ ولہ ۹

مزہ مطلع کا دی فکر دو پہلو ہو تو ایسی ہو
نظر آتی گہٹا کیفیت مو ہو تو ایسی ہو
مری ایذا کے بخشی دلکو ہر کروٹ بدلتی مین

رہین جہی برابر بیٹہ بروہو تو ایسی ہو
جگر ہو جای پانی موج گیسو ہو تو ایسی ہو
کہٹک نشتر کی ہو تکلیف پہلو ہو تو ایسی ہو

کیا سو باف کے پیچون نے قیدی یار چوٹی کو
بجا ہی گر کہون زنجیر گیسو ہو تو ایسی ہو

فروغ حسن نے بخشے جو شعلے کان کی لو مین
کہا شاعر نے شمع شام گیسو ہو تو ایسی ہو

صفائی سی بدن کی جب پڑا عکس اونکی چہرے کا
پکاری دیکھنا تصویر زانو ہو تو ایسی ہو

دم فریاد بیہوشی رہی ہمکو قیامت مین
نہ پہچانا اوسی تاثیر جادو ہو تو ایسی ہو

زبان تیغ نکلے روح لفظ مرحبا کہکر
مری قاتل توانا دست و بازو ہو تو ایسی ہو

نکلتے ہین برابر اشک سیرتی تو آنکہون سے
متاع درد تلنی کی ترازو ہو تو ایسی ہو

۲۳۸	ردیف ہای ہوز	۲۰

کسکو غرض ہی جو اسیر بلا کے ساتھ
بیکس ہون اثر ہی نہین ہے دعا کی ساتھ

ہین دور غیر پاس نکہ بے نیاز ہون
اوبت نگاہ کر کہ نہین کچھ خدا کی ساتھ

کیا بات ہی لطافت جسمی جو ہو نصیب
پستا نہین ہی رنگ حنا کا حنا کی ساتھ

ممکن نہین نصیب ہو بی رحم کو رفیق
دیکھی نہ ایک روح بھی ہمنی قضا کی ساتھ

لیجائیے اسی بھی سبکدوش ہون کہین
رکھیے مری امید بھی اپنی حیا کی ساتھ

باتین سُنی عتاب اوٹھائی غضب سہے
کس کسطرح ذلیل ہوئی لکولا کی ساتھ

جب لیچلے اوٹھا کی جنازے کو اقربا
محرومیان مری ہوئین آنسو بہا کی ساتھ

وہ خاک ہون زمین نے نہ جسکو کیا پسند
ٹھیرا نہ ایکدم کہ اوڑا مین ہوا کی ساتھ

کہتے تھی وقت نزع یہی روح بار بار
ای جسم دیکھ جاتی ہین تنہا ہم آگی ساتھ

یہ بی سبب نہین کہ جو مٹتی ہین سیکڑون
شاید کچھ اور بھی ہی تری نقش پا کی ساتھ

حفظ لحاظ بادہ پرستی ضرور ہی
تو بھی شریک بزم ہو ساغر اٹھائی ساتھ

حرف نکلے بوسے لفظ کا منہ چومتا ہو نہین
الفت ہی مجھکو سلسلۂ مدعا کے ساتھ

رکتا ہی بال بال مین قدرت خدا کی ہی
شانہ بھی ناز کرتا ہی زلف دوتا کی ساتھ

دامن مین اشک دل مین ندامت لبون پہ آہ
کیا کیا دیا نہ آپنی لیجان لا کے ساتھ

فریاد کی یہ جسم نے وقت فراق روح
افسوس آشنا ہی نا آشنا کی ساتھ

روشن ہیں خود بخود مری سینے میں استخوان
اس شمع کو نہیں ہی تعلق ہوا کی ساتھ

گر دل دیا بتونکو تو کیا اس سی فائدہ
الفت بشر کو چاہیے اپنی خدا کی ساتھ

گھبرا گئے تم ایک ہی عرض بیان میں آج
سو حسرتیں ہیں اور مری التجا کی ساتھ

ہنس ہنس کے حکم قتل سناتا ہی دلربا
کچھ لطف بھی شریک ہی طرز جفا کی ساتھ

۲۳۹ — کیا التماس حال کروں آپ سے نسیم
پھر سابقہ ہوا ہی اوسی بیوفا کی ساتھ — ۲

ہستی چھپی ہوئی ہی عدم کی خبر کی ساتھ
پوشیدہ ہی نشان دہن بھی کمر کی ساتھ

صیاد کے عذاب نے بے فکر کر دیا
امید مخلصی بھی گئی بال و پر کی ساتھ

۲۴۰ — ولہ — ۱۴

ہو اہل کرم کیا میں کہوں تم سی زیادہ
وہ جی ہو مجھے بدل جو ہو خم سی زیادہ

مرنیکو ہیں عیش سے بہتر ہو سمجھتے
ماتم کی تمنا ہے ترنم سے زیادہ

اشکوں کی جو بارش سی نکلتی ہیں صدائیں
غل ہوتا ہی دریا کی طلاطم سی زیادہ

کیا سوچتی ہو آؤ گلے سے مری ملجاؤ
گھبراتا ہی انسان تجسم سے زیادہ

وہ رات کی مہمان نگران ہیں یہ شب و روز
آنکھیں مرے واہتی ہیں انجم سی زیادہ

تکلیف سخن اوسمیں جلاتا ہی یہ رنج
ہی آپکا اعجاز نظر قم سے زیادہ

رکتے نہیں برسوں سے مری جوشش گریہ
ہی قصد کہ بڑہ جائیں قلزم سی زیادہ

شاکر رہی تقدیر پر انسان تو بہتر
ملتا نہیں کچھ رنج و تالم سی زیادہ

یہ زیر قدم آپکے رہتا ہی شب و روز
عزت مری بستر کی ہی قاقم سے زیادہ

افزائش بیجا سے بہائم بھی نہیں خوش
رکہتی ہی نہیں وہ نعل جو ہو سم سی زیادہ

فیض لب جان بخش سے جیتی ہیں بہت کم
مرجاتے ہیں شمشیر تبسم سے زیادہ

روتے ہین وہ منہ پھیر کے کیونکر کہون پردہ
کہتے ہین جو کہنا ہو وہ دو باتو نہین کہیے
لاریب نسیم آج ہوے مثل جہانین

دکھتا ہی جو دل میری تظلم سی زیادہ
گھبراتا ہو نہین طول تکلم سے زیادہ
اس فن مین نہین اور کوئی تمسی زیادہ

۲۴۱ — ردیف یای تحتانی — ۴

راحت سے جو تکلیف کی تاثیر بدل جاے
جاٹے جو لہو ظلمت تقدیر بدل جاے
ایجان کوئی پھر کوئی ہو مہ کامل
گر مجکو رولایا تو ہنساؤ بھی کوئی دم

غالب ہی جگر مین خلش تیر بدل جاے
سرخی سے سواد جگر تیر بدل جاے
دو عارضون مین صورت تنویر بدل جاے
اب اور طرح پہلوے تقریر بدل جاے

۲۴۲ — ولہ — ۷

بیتاب ہے فراق سے عالم بدل نجاے
وہ مجسے بن گئے خبر مرگ غیر سُن
روئے ہین ضد یار سے بلا راضی کی ہم
وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہے
ابرو چڑہی رہی صف مژگان بھری رہے
شام فراق ہی وہ اندہیری کہ خوف ہی

نالہ فراز عرش سے آگے نکل نجاے
بی اختیار نالہ دہن سے نکل نجاے
جو طفل اشک آنکہ سے ٹپکے مچل نجاے
ٹھنڈی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نجاے
خم تیغ کا مٹا و نہ خنجر سے بل نجاے
پیغامبر جناب قضا کا دہل نجاے

۲۴۳

کس آب و تاب پر رخ شفاف ہی نسیم
پای نظر ہزار جگہ کیون پھسل نجاے

۱۰

کیا دلمین ارادہ ہی جو باندہی کمر آئے
کب مرگ سے فرصت جو یہان نامہ بر آئے
نکلے نہ سلامت تری کوچی سی کبھی ہم
کیا غم ہی اگر جان گئے خیر بلا سے

بیطور نہ مجھے طور تمہارے نظر آئے
کچھ اور خبر جائینگے جبتک خبر آئے
کچھ لے ہی گئی سر پہ بلا جب ادہر آئے
ہم خوش ہین کہ خالی نہ پھری کچھ تو کر آئے

تم زلف کو کہو لو کہ سحر ہونے نہ پاوے	جبتلک کہ شب وصل کی شام دگر آئے
اغیار تمہین بادۂ گلرنگ پلائین	آنکھون مین لہو کیون نہ ہماری اوتر آئے
قاتل رہی حاجت تکلیف دوبارہ	سر پر جو پڑی ہاتھ کمر تک اوتر آئے
کی سیر جو اس زندگی چند نفس ہین	دنیا کے تماشے مجھے کیا کیا نظر آئے
ہر ایک پہ قاتل کی عنایت تھی برابر	دنیا سے مری ساتھ بہت ہم سفر آئے

٢۴۴	خاموش نسیم اب سخن ہرزہ کہان تک بکتے ہی چلے جاتے ہو بس تم جدہر آئے	٩

جواب دیکھیے کب لیکے نامہ بر آئے	دہڑک رہا ہی مرا دل کہ کیا خبر آئے
دیا قضا نے ہمین مژدۂ فراغ حیات	کہ آج تا بدہن پارۂ جگر آئے
شب فراق تھی نالان شب اجل خاموش	کہین ہی جی نہ لگا آہ ہم جدہر آئے
نشان بے ادبی ہین یہ کسکے بوسو نکے	کہ دو تو ان صفحۂ رخسار پر اوبہر آئے
ہوا ہی سیر چمن تھی قفس نصیب ہوا	کمال جبکہ درستی پہ بال و پر آئے
تمہارا عقدۂ کاکل کسے سی کیا سلجھے	کہ پیچ کہاکے جہان حلقۂ نظر آئے
دعا قریب اثر تھی تمہاری کہنے سے	فراز عرش سے نالے مری اوتر آئے
وہان مجھی لیے جاتا ہی اودل بیتاب	کہ جس گلی سے ہزارون برید کا سر آئے

٢۴۵	نسیم لطف سخن آپ پر تمام ہوا کہے وہ شعر کہ شہرت جہان مین کر آئے	٩

لو دلگی رہی دل ہی مین حسرت نہ بر آئی	ساغر نہ بہرا تہا کہ اجل کی خبر آئی
بے پردگی اب اونکی مبارک ہو عدو کو	نظارے سے اپنی تو اجل پیشتر آئے
اب عیش کا اور غم کا برابر ہوا رتبہ	وان جام لبالب ہی یہان چشم بہر آئی
کیا جیتے رہی نظارۂ حسن رخ جانان	جسدم ہی گئی پہر کی نہ ہم تک نظر آئے

کچھ خبر نہین چرخ و زمین کی نظر آئے — پھر جوشش زاری پہ مری چشم تر آئی
تیغ نظر یار سے مقتول ہے عالم — معلوم نہین کچھ کہ کدھر تھی کدھر آئی
بلبل کے تو قسمت مین ہی دام و قفس ہی — کیا فائدہ ہی باد بہاری اگر آئے
کیا پوچھتی ہو ہای بسر ہوتی ہی کیونکہ — نالونسے کٹی رات تو غم کی سحر آئے

۲۴۶ — ہر شعر نسیم جگر افگار ہی خورشید / عالم مین مری فکر رسا نام کر آئے — ۱۰

آیا ہے خیال بیوفائے — کیونکر وہی گفتگو پھر آئے
اوبت نہ سُنے گا کوی میرے — کیا تیری ہی ہو گئی خدائے
روکو روکو زبان روکو — دینے نہ لگو کہین دو ہائے
صحرا مین ہوے گُہر فشانے — کام آئی مری برہنہ پائے
چاہا لیکن نہ بچ سکے ہم — آخر تیغ نگاہ کہائے
توڑا کانٹون نے آبلون کو — برباد ہوے مری کمائے
بوسہ ہم آج مانگتے ہین — کرتے ہین قسمت آزمائے
توبہ شکنے شباب مین کر — کب تک ایجان پارسائے
کاٹا دن تو تڑپ تڑپ کر — آفت کی رات سر پر آئے

۲۴۷ — رخصت ہے نسیم جلد دیکھو / کرلو گر ہو سکے بھلائے — ۷

اب وہ گلی جائے خطر ہو گئے — حال سے لوگون کو خبر ہو گئے
وصل کی شب کیا کہون کیونکر کٹے — بات نہ کی تھے کہ سحر ہو گئے
دیکھیے اے ضبط یہ دعوی تری — رات جدائی کے اگر ہو گئے
حضرت ناصح نے کہی بات جو — ہم اثر درد جگر ہو گئے

مین نہوا غیر ہوی مستفیض ؛ تیری نظر تہی وہ جلد ہر ہوگئے
یاد کسی کے مجہے پہرا ند نو ن جوشش زن دیدۂ تر ہوگئے
کس کے ہم آغوش کا تہا عزم جو زلف تری طوق کمر ہوگئے

۲۴۸ ولہ ۴

ہمنفس پہر آہ و زارے ہوگئے پہر وہی حالت ہماری ہوگئے
بے سبب ہر بات مین آزردہ گے کیا بُری عادت تمہاری ہوگئے
ہمنفس سب کچہ سمجہتے ہین مگر کیا کرین بے اختیاری ہوگئے
آ اگر آنا ہے او وعدہ خلاف اب تو آخر رات ساری ہوگئے

۲۴۹ ولہ ۶

الطاف جو وہ آپکے پائی نہین جاتے تکلیف تو کیا ناز اوٹہائی نہین جاتے
اللہ رے بیدردی مدفن عاشق دو اشک بہی آنکہون سے بہائی نہین جاتے
جو ہمپہ گذرنی ہی کہین جلد گذر جاے ہر روز کی صدمی تو اوٹہائی نہین جاتے
دشنام تمہاری لب شیرین سی سُنین کیا وہ تلخ نوالی ہین جو کہائی نہین جاتے
مے دینے مین یہ بخل ذرا سوچ تو ساقی یا نیکے بہی دو گہونٹ پلائی نہین جاتے
کوئی نہ پہرا قافلہ ملک عدم سے کیا یانون گڑہی ہین کہ اوٹہائی نہین جاتے

۲۵۰ ولہ ۳

ایجان اڑ گئین کی تری مت نہین جاتے ہان سچ ہی کہ بگڑی ہوئی عادت نہین جاتے
نشتر ہوے بیکار تہکے بازوی فصاد اسپر بہی کسی دم مری وحشت نہین جاتے
سر کاٹ لیا اب بہی کری نذر کہ قاتل مُردونکی ہس مرگ بہی ہمت نہین جاتے

۲۵۱ ولہ

کب آگی مری پاس وہ برہم نہین ہوتے کس عید مین سامان محرم نہین ہوتے

دیوانونکو دنیامین کبھی غم نہین ہوتے
عیدین ہین یہان روز محرم نہین ہوتے

تصویر کو کیا خوف ہی شانیکی خلش سے
وہ طرۂ گیسو ہین جو برہم نہین ہوتے

کس خشک طبیعت کو میسر ہوی نرمی
ہر شیشیونکے ظاہر ہی کبھی خم نہین ہوتے

یہ سچ ہی کہ بیوجہ بدلتی نہین خلقت
مردی جو ہین وہ نالہ ماتم نہین ہوتے

کیا جانیی آتے ہین کہانسے مری شکوی
کم ہوتے ہین ہرچند مگر کم نہین ہوتے

راحت مین بھی موجود ہی تکلیف جدائی
لب روبنو دم قہقہہ باہم نہین ہوتے

آنسو مری آنکھونمین ٹھہرتی نہین دم بھر
یہ خس مین اندوہ فراہم نہین ہوتے

آویزۂ گل آتی ہین خالق کیطرف سے
کم موتیونسے دانۂ شبنم نہین ہوتے

زلفونکی تری جو سنے والی نہ مرین کیون
جو افعی ظالم ہین وہ بی سم نہین ہوتے

بیفائدہ ہی فکر مری چارہ گرونکو
سب زخم جگر قابل مرہم نہین ہوتے

فرق ازلی فکر سے یکرنگ ہو کیونکر
حیوان کبھی ہمصورت آدم نہین ہوتے

دل جانی آہ ہمجنس ہے اس بات کی تہ کو
محرم ہی تری بات جو محرم نہین ہوتے

کیا مردہ پسندی ہی طبیعت مین خدایا
جلادکی تیغونمین کبھی دم نہین ہوتے

۲۵۲	کسوقت نسیم جگر افگار کے افکار برہم صفت گیسو برہم نہین ہوتے	۵

ہم تاب سوال لب سائل نہین رکھتے
اسواسطے پہلو مین کبھی دل نہین رکھتے

دامن نچھوڑاوین خفگی ہی کہ بجز مرگ
ہم اور تمنا کوی قاتل نہین رکھتے

انکار یہی ہی کہ جفا مین نہ اٹھین گی
دل امڈتی ہین پر آپکے قابل نہین رکھتے

رونے پہ اگر آئین تو عالم کو ڈبو دین
دریا مین بھی ہم دامن ساحل نہین رکھتے

۲۵۳	کیونکر نازا وٹھائینگی نسیم اہل دل کی حاجت نہین رکھتی کوی مشکل نہین رکھتے۔	۱۰

ملنے گے نہین نشان ہمارے
کیا پوچھتے ہو مکان ہمارے

احسان سے نہین بدی بہی خالی
دشمن ہین مہربان ہمارے

پچتاؤ گے جان لیکے دیکھو
ناحق ہین یہ امتحان ہمارے

بیمثل ہین لذت سخن مین
سب اُٹھ گئے ہمزبان ہمارے

آزاد کے جستجو عبث ہے
پاؤ گے پتے کہان ہمارے

اوڑتی ہے خاک اوس زمین سے
پڑتے ہین قدم جہان ہمارے

ناقہ لاتے ہین اسطرف روز
محسن ہین ساربان ہمارے

ہمسے بہی کچہ کہو عزیزو
کیا ذکر تہے شب وہان ہمارے

ظاہر ہے جو گذر رہے ہے
کچہ حال نہین نہان ہمارے

۲۵۴	لائینگے نسیم رنگ کیا کیا + یہ دیدۂ خونفشان ہمارے	۴

ابتک تو نہ بگڑے تہے گرفتار تمہارے
کچہ سوچ چکے آئے ہین گنہگار تمہارے

کیا عرض کرون وغدغۂ بی ادبی ہی
کچہ کہتی ہین یہ دیدۂ بیدار تمہارے

شایان جفا قابل تکلیف ہمین ہین
کیا اور نہین یار وفادار تمہارے

۲۵۵	کہلجائیگا حال دل بیتاب ابہی نہین ہے جاتی ہین نسیم آج کچہ اشعار تمہارے	۸

لڑکپن مین یہ ضد ہی جاتی تمہاری
ابہی دیکہنی ہی جوانی تمہارے

کہا مینے ٹہیرو تو بولے یہ ہنسکر
کبھی پہر سُنین گے کہانی تمہارے

نثار اونکے جائین جب سچ جانی اُنکو
فسانہ ہمارا زبانی تمہارے

بڑی خدمتین کین اب آزاد کردو
بہت دیکہ لی مہربانی تمہارے

چہپاؤن نگس طرح سے جان بدنمین
مریجان یہ ہی نشانی تمہارے

بہت صاف ہین گالیان واہ واہی — سُنی بارہا خوش بیانی تمہارے
مقرر بلا آنے والی ہی کوئے — نہین بے سبب مہربانی تمہارے

۲۵۶ — نسیم اب تو گھبرا گیا دل ہمارا
سُنے کون پہروں کہانی تمہارے — ۹

شکایت کے عوض ہم شکر کرتی ہین صنم تیرے — فزادینی لگی کچہ سہتے سہتے اب ستم تیرے
نہ وجہ اب مجہسی تو میری امیدونکی یہ صورت ہے — کہین بہی اور نہین ہین جسطرح پر لطف کم تیرے
جدہر تو نے کیا رخ زیر پا میرا تصور تہا — نہ باور ہو تو دیکہ آنکہو مین ہین نقش قدم تیرے
لب جان بخش جانان کب اجازت دینگی مرنیکی — قیامت تک نہ دیکہینگے قدم خواب عدم تیرے
نہین کہتا کوی سرمایہ اعمال پاس اپنی — بہروسے کے لیی عاشق کی کافی ہین کرم تیرے
تمنا غیر کی کرنا خلاف رسم الفت ہی — ہین احسان اجل کیون یعنی نہین ہین کیا ستم تیرے
ذرا دیکہین تو کیونکر دم نکلجاتا ہی صدمو سے — فراق دلربا آج امتحان کرتی ہین ستم تیرے
مجہے بہولی نہین پاس محبت اسکو کہتے ہین — شب وصلت ہین بیٹہے ہین وہی جانان کرم تیرے

۲۵۷ — ہجوم ہجو دیمین اُنہی نسیم پاس معنی کیا
اجازت دے برا اچہا لکہین جو کچہ قلم تیرے — ۴

پہلو کو چیر کاش مرا دل نکل پڑے — ایچارہ گر بلا سے مجہی تو نہین کل پڑے
ابرو مین خم جبین مین چین زلف مین شکن — آیا جو میرا نام تو کس کس مین بل پڑے
اوٹہ جای پای صبر جو دیکہی روی صاف — زاہد کبہی سنبہل نہ سکے تو پہسل پڑے
ہوا ایک طفل اشک تو کچہ زور چل سکے — روکین کسے کسے کہ ہزارون مچل پڑے

۲۵۸ — ولہ — ۱۰

برہم ہین وہ غیر بے حیا سے — مانگین کچہ اور بہی خدا سے
اچہا اچہا عدو سے ملیے — جاؤ جاؤ اجی بلا سے
کیا حال کہین دل و جگر کا — ٹکڑے ٹکڑے ہی جا بجا سے

ٹوٹے کانٹے تو زخم روئے
آنسو ٹپکے خراش پا سے

راحت طلبی سمجہ کے اے دل
اپنے سے بیدر و بیوفا سے

مطلوب وہی کہ جس سے فریاد
نکلے گا کام کیا دعا سے

رو لین آؤ گلے لپٹ کر
فرصت پھر ہو نہ ہو قضا سے

ہم تک بہی کوئے شمیم گیسو
اتنا کہدیجیو صبا سے

گذرے کیا جس سے جان دیدے
پوچھو تو اپنے مبتلا سے

۲۵۹ | دیکھا سبکو تسبیم دیکہا
خاموش بیان مدعا سے | ۲۲

خالی نہین فلک ہی جنون کی غذا سے
پہنے ہی طوق دائرۂ آفتاب سے

چہائین شراب نور کی آنکھو نمین مستیان
پیتی ہین بادہ ہم قدح آفتاب سے

اے چرخ تیر آہ ہمارا خصمت آشنا
سینہ چہپا رہی سپر آفتاب سے

رہتی نہین کسیکی ہمیشہ برہنگی
پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے

دیو شب فراق نے کسکا لہو پیا
آتی ہی بو ی خون قدح آفتاب سے

محو جمال ہون تب دیرینہ ہی مجہے
مانگو دوا کی واسطے قرص آفتاب سے

ہر وقت حسن دختر رز کی ہی ٹکٹکی
آنکہین لڑی ہوی ہین مے ی آفتاب سے

نظارہ ہای حسن سی سینہ ہی داغدار
حاصل ہی آفتاب مجہی آفتاب سے

ابرو کتاب حسن مین پائی جو انتخاب
یہ بیت یاد کی ورق آفتاب سے

احسان نہ لونگا بعد فنا ناتوان ہون
شرمائیگی نہ لاش کفن کی حجاب سے

نادیدہ دید بہی تیری آفت سی کم نہ تہے
بی پردگی ہوی مجہی طرز حجاب سے

ساقی نگاہ مست تری کام کر گئی
ٹپکی شراب شوق جگر کی کباب سے

اداب حسن مین مجہی لب بستگی رہی
نکلے نہ بات ہی دم پرسش حجاب سے

فریاد رستخیز جگا نیگی کیا ہمین ؛ | خوابیدگان عشق نہ چونکینگے خواب سے
سینہ شگیا شگاف رولایا او نہین کبھی | دہوئین کدورتین جگر آب آب سے
قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے | اٹکی گلے ہمین گہونٹ نہ خنجر کے آب سے
زاہد کی کچہ پسند نہین برگزیدگے | باہر ہی عشق کے ورق انتخاب سے
تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائیگی | مستی کو کہینچ لینگے حباب شراب سے
یہ لطف پہر کہان جو نہین بی نیازیان | طفلی کو میرے ننگ ہی شیب و شباب سے
کیا کیا زبان تیغ نی بخشین حلاوتین | لبریز ہین دہان جراحت لعاب سے
میرا ہی دوست خود سبب دشمنی ہوا | آئین خرابیان دل خانہ خراب سے

۲۶۰	ہان ای نسیم اپنی شفاعت کیواسطی حاصل کرینگے خاک در بوتراب سے	۱۹

کیا سبب کیون چپ ہین زخمونکی دہن تصویر سے | ہوگئی رنجیدگی شاید زبان تیر سے
حل مشکل کیجیے آہ رسا کے تیر سے | چہوٹ جائی مرغ زرین دام چرخ پیر سے
کہینچتا ہی نقشہ گلزار مانی کیا عجب | بلبل تصویر نکلی بیضۂ تصویر سے
بخت خفتہ نی سلایا تیری دیوانی کا پانو | جوشش غفلت ہی پیدا دیدۂ زنجیر سے
محنت دیوانگی نے کچہ نہ کچہ پیدا کیا | نخل کی جا شور نکلا دانۂ زنجیر سے
خندۂ دزدیدہ ہی زخمونمین قاتل کس لیے | دیکہ کیا پانی چرایا ہی تری شمشیر سے
کم نہین ہوتا کسی صورت ہی زخمونکا سکوت | کوئی افسون دم کیا قاتل دم شمشیر سے
بعد مردن بہی وہی کہتی ہی باہم استخوان | تیری دیوانی کی مٹی دانۂ زنجیر سے
چشم وحشت خیز سی دیکہین بیابانکی بہار | مانگ لین آنکہین ہرن کچہ دن اگر زنجیر سے
عصمت دیوانگی مین ننگ آزادی ہی گر | شرم ہو کیونکر نہ ہمکو خانۂ زنجیر سے
جوش پر یکسان ہی ہی زاری دیوانگی | بدتون آنسو بہی ہین دیدۂ زنجیر سے

چپ ہین شاید مرگئی مسکن گزینان جنون
جو نہین آتے صدا بہی خانۂ زنجیر سے

دردنوشی کی عوض ہی دردنوشی سا دیا
گہونٹ پیتی ہین لہو کے ساغر تقدیر سے

کیا اثر تہا جب کہینچا نقشہ تری مقتل کا
رنگ کی جا خون ٹپکا خامۂ تصویر سے

مغفرت صدقے رہی مدفن پہ میری تو ان
منہ چہپایا رو کی ایسا دامن تقصیر سے

کس ہوا خواہ اجل کے یہ نظر ایسی لگے
زخم کو اچہو ہوا آب دم شمشیر سے

کہنہ مشقے ہر ستم مین کیون نہ وہ حاصل کرین
تہے جو انمین انہین تعلیم چرخ پیر سے

قدر رکہتا ہی نہایت گریہ بیچارگی
زخم کے چہپتے ہین آنسو دامن شمشیر سے

۲۶۱	کیا کہین ہم داستان وحشت ای نسیم پوچہ لو تم خود زبان خار دامنگیر سے	۷

ای ہم نفس شب وصل کی گذریگی خاک آرام سے
مرغ سحر مصروف ہی مشق فغان مین شام سے

ہین عاشق خستہ جگر کہاتی ہین غم آٹہون پہر
ہی جای بادہ چشم تر ساقی غرض کیا جام سے

افسوس کروٹ تک نہ لی خوابیدگان گور نی
قصہ مٹا کر زیست کا کیا سو رہی آرام سے

صیاد آزردہ نہو کہ جرم بیتابی معاف
دیکہی نہ تہی شکل قفس واقف نہ تہے ہم دام سے

ای نامہ بر خط کیا لکہین دیکہا ہی اکدم او سے
واقف نہین وہ دلربا ابتک ہماری نام سے

آیا نہین ہے ماہ وہ ابہی چہائی اوداسی لی تمین
آغاز ہی آغاز ہی صبح مصیبت شام سے

۱۶۲	بس ای نسیم خستہ جان یہ مشق نالہ تا کجا سونے نہین دیتی ہمین گذری تمہاری کام سے	۵

بزم بن جاتی ہی مقتل تری مہجور سے
بوی خون آتی ہی ساقی می انگور سے

زردی شعلہ شکون ہی خلش دشمن کا
صبح ہو جاتی ہی شب شمع کی بی نور سے

راحتین لیتی ہین بوسے طپش سو نکلے کیا کیا
زخم منہ ملتے ہین جب مرہم کافور سے

شرم دشمن مجہے اچہا نہین ہونے دیتی
اشک ہوتی ہین روان دیدۂ ناسور سے

شوق کہتا ہی کہ چل ضبط یہ کہتا ہی نہین	بڑہ کے ہٹتا ہی قدم طاعت محبوب سے

٢٦٣	ولہ	١٢

ہوتا ہی حسینونکے مقابل کئی دنسے	کچہ اور سوجہاتا ہی مرا دل کئی دنسے
سینہ ہی نہ زانوے قاتل کئی دنسے	آسان نہین ہوتی مری مشکل کئی دنسے
آجاتا ہی غش ہر کشش آہ حزین مین	کہاتا ہی جو ٹہیس آبلۂ دل کئی دنسے
صیاد کی آمد سے ہی گلشن مین اوداسی	سنتے نہین فریاد عنادل کئی دنسے
رک جاتی ہین نالی لب خاموش پر آکے	کہلتے نہین منقار عنادل کئی دنسے
دامن سے مری نور کی ریزش ہی یہین پ	آغوش مین ہی وہ مہ کامل کئی دنسے
خنجر کو مری قتل نے بخشے یہ ندامت	سنہ پر ہی لیی دامن قاتل کئی دنسے
جائیگے کسی عاشق جانباز کی سر پر	شمشیر ہی گردن مین حمایل کئی دنسے
اشکون نے کمی کی تو بڑہ ہی اور ندامت	دامن ہی بشکل کف سائل کئی دنسے
داعقدۂ زنجیر کیے زور جنون نے	صد چاک ہین پیوند سلاسل کئی دنسے
مرنے ہی ندیگے مجہی محرومی تقدیر	کچہ آنکہ چراتا ہی وہ قاتل کئی دنسے

٢٦٤	ہی ایک گل ترکی تمنا جو نسیم آہ پہر صورت غنچہ ہی مرا دل کئی دنسے	١٠

ہین ہر سر مژگان سے جو چکان اشک تر ایسے	جان دیتا ہون قیمت مین اگر ہون گہر ایسے
اوڑ کر بہی او نہین پا نہ سکے طائر اور اک	پنہان ہین نزاکت سی دہان و کمر ایسے
بیفائدہ خوف قفس کہنہ ہے صیاد	طاقت ہی نہ بازو مین ہم تیز پر ایسے
پیغام قضا ہین یہ بلا خیز نگاہین	وقفہ کہین تیے ہین خدنگ نظر ایسے
تعلیم تبسم ہی ہر ایک غنچۂ گل کو	ہہیم ہین مرے خندۂ زخم جگر ایسے
کروٹ بہی نہ لی راحت آغوش لحد مین	بند آنکہ سے ہوتی ہی ہوی بیخبر ایسے

ہم بوسۂ خنجر لب ہر زخم سے لینگے — دلمین ہین بھری شوق اجل کی اثر ایسے
طے کیجیئیگا مرحلہ ہای عدم و حشر — باقی ہین ابھی اور بھی ایدل سفر ایسے
بچپن ہی سے اشکونکو ٹپک جانیکی خو ہی — طفلے ہی سی بگڑی مری نور نظر ایسے

۲۶۵	جمشید نہ دارا نہ سکندر نہ فریدون دنیا سے نسیم اوٹھ گئے دیکھو بشر ایسے	۱۴

باہم بلند و پست ہین کیف شراب کے — آنکھون مین ہین طلوع و غروب آفتاب کے
پیتے ہین سرخ و زرد پیالی شراب کے — کیا کیا ہین اوج و پست مین رنگ آفتاب کے
ہر سو لنسے ڈہونڈتا ہی مضامین شراب کے — گردون اولٹ رہا ہی ورق آفتاب کے
ساقی اونڈیل جام صبوحی سبو کے خیر — مشتاق کب سے ہین لب شب آفتاب کے
اوٹھے وہ دود دل کہ فلک ہو گیا سیاہ — گل ہو گئے چراغ مہ و آفتاب کے
لکھون جو اونکے چہرۂ روشن کا وصف مین — پیدا کرون زبان و دہن آفتاب کے
دہو دے شراب ہی مری انگور زخم کو — تا جلوے بخشین زخم کہن آفتاب کے
کھو دیگا دود آہ فلک کی برہنگی — ڈالے گی شام منہ پہ نقاب آفتاب کے
خالی کہان فلک ستم روزگار سے — رکھتا ہی دلپہ داغ مہ و آفتاب کے
جانے تو دو فلک پہ مرے نالۂ جنون — پرزے اوڑائینگے ورق آفتاب کے
ای چرخ پیر دیکھی ہین اٹھکھیلیان ترے — یاد آ گئی ہمین بھی زمانی شباب کے
پائے ہی مینی زخم سی تعلیم خامشی — گویا لب سکوت دہن ہین حباب کے
محروم آرزو ہین صدای شکست مین — رہ رہ گئے اوبھر کے مہینے حباب کے

۲۶۶	کس اعتبار مین نفس چند ای نسیم شب بھر کیو اسطے یہ تماشی ہین خواب کے	۱۳

زاہد نے خاک لطف اوٹھائی شباب کے — دو گھونٹ بھی گلی سی نہ اوتری شراب کے

طوفان گریہ میرا یہانتک ہوا بلند
سب حرف دہو دیی ورق آفتاب کے

کی حی کشتی ہی بحر مین عکس بحر حسن نی
دریا مین ہم نگون ہین کٹورے حباب کے

دیکھو تو پاس عزت جلاد پردہ پوش
زخمیونکے منہ مین قفل دیی ہین حجاب کے

ایسے جفا شعار سے اظہار آرزو
دیکھو تو حوصلے دل خانہ خراب کے

صحن زمین و بام فلک دونو غرق ہین
دریا ہین جوش پر مری چشم پر آب کے

اہل جفا کا رشتۂ امید قطع ہی
قایم ہی خیمۂ فلکی بے طناب کے

بس ہو چکی امید وفا آپ سے ہمین
بدلی ہوی ہین ڈہنگ ابہی سی جناب کے

جس جا نظر پڑے مدا ابرو کی تہی کشید
دیکہی گئی جو بند ہمارے حساب کے

پیر مین بہی گئے نہ سیہ ریونکے ہتہکنڈے
چمکے ہوی ہین رنگ بہار خضاب کے

نالونکے زمزمو نسے کسی دم نہین فراغ
نغمی خوش آتی ہین کسی چنگ و رباب کے

زاہد نہ بک کہ اپنی طبیعت بدل گئی
کچہ ادہر کہ رہی ہین ارادی شباب کے

۲۶۷	سینہ ہجوم داغ سے گلزار ہی نسیم تختے کھلے ہوی ہین برابر گلاب کے	۱۵

ہنس رہی ہین شمع رُشن سُنکے مری فریاد کے
ابتو نالی ہو گئے فردی سہار کباد کے

برق کے مانند کڑکی گر پڑی قصر بلند
رہ گئے افسانی دنیا مین مری فریاد کے

دل اگر شاداں ہی دیتا ہی چہرہ روشنی
اور ہی ہوتی ہین جلوی خانۂ آباد کے

شکل اونکی پہر نہ دیکھی جب کہ ٹپکی آنکہ سے
اشک بہی کیا ناز تہے یار ستم ایجاد کے

اونکو کیا معلوم تعظیمی و توصیفی ہین کیا
مبتدی کیا لطف سمجھین بندش استاد کے

اشک پونچھے بہتے بہتے دامن محبوب تک
حوصلے کیا بڑہ گئی اس کور مادر زاد کے

التفات آرزو سی خیر ندامت کیا حصول
چاہیین بندے کہ شایق ہون خدا کی یاد کے

منہ سے دیتا ہی اپنا رشتۂ امید وصل
شکوی کر سکتے نہین ہم یار کی بیداد کے

واہ کیا کیفیتین تھین دل نہ گھبرایا کبھی
مدتون دیکھے تماشے عالم ایجاد کے

پوچھتے ہو جس لیے تم وہ مجھے معلوم ہی
کیا کہے کچھ حال ہے خاطر برباد کے

مستیو نسے بھی حسن کی آنکھین ہا کرتی ہین بند
کب خیال آتی ہین اوس غافل کو میری یاد کے

سخت طینت کے لیے لکھی گئی پانی کی موت
بارہا تیزاب سے کشتے بنے فولاد کے

آرزو کیا ہم صفیران چمن کی قید مین
تنگ ہین بڑھکر قفس سے حوصلے صیاد کے

آہ کیون دی جان اجل کو ہای کیونکر جی اٹھون
ڈھونڈھتی ہین اب مجھے احسان مری جلاد کے

۲۶۸

پھول ہنتے ڈالیان سنتے ہین ہانکی نسیم
رنگ سب بیرنگ ہین اس گلشن ایجاد کی

۷

ارمان نکل جائین کچھ عاشق مضطر کے
آنسو نہ مری پوچھو رو لینے دو جی بھر کے

ہین دل کیطرح انکو پہلو سے لگائی ہوئی
سب زخم ہین راحت ہین قاتل تری خنجر کے

دیکھی جو غضب تیری کچھ کہہ نسکے ظالم
ناسور ہوے دلمین رہ رہ گئے منہ کر کے

کہہ دیتی ہو باتو نمین جو حال گذرتا ہی
پڑھ لیتی ہو تم ابتو الفاظ مقدر کے

کس واسطے بی رخ ہو گھبراتی ہو کیون اتنا
دو باتین ہین عاشق کی قصے نہین دفتر کے

کچھ سیکھ لیا شاید انداز تمہارا اسا
کیون صبح کی دامن مین منہ چھپ گئے اختر کے

پڑتی ہی نظر جسجا خالی نہین وہ زنسے
عاشق کی بھی دلمین ہین انداز تری گھر کے

۲۶۹

ولہ

۹

تا فلک پہونچی ہین شہری پاے کے
مردمہ مشتاق ہین دیدار کے

رہ گئے قطرے کف پاکے مرے
آبلے بنکر زبان خار کے

اسقدر کاہیدگی سے چھپ گیا
لوگ جو یا ہین ترے بیمار کے

سو زبان پر کچھ بھی کہہ سکتا نہین
شانہ مہندی ہین ہی زلف یار کے

پردہ پوشی تیرے عاشق کی ہوی
ہین یہ احسان سایۂ دیوار کے

راستے پائی نہ ابرو مین کبھی
بل نہ نکلے تسے اس تلوار کے

نوک مژگان کی جو آتی ہین خیال
سامنے رہتے ہین ہمکو دار کے

داغ اپنے دل کے کمہلاتے نہین
بی خزان ہین لطف اس گلزار کے

۲۷۰ — ۱۳

شکر کر درگاہ حق مین اے نسیم
ابتو شہرے ہین ترے اشعار کے

ہوگئی سب عضو تن سے یہ تری نجور کے
کتنے پیچی ہوتی ہین سانچی تنگاف گور کے

رو دیا احباب نے لاشے کو رکھکر قبر مین
اشک کے قطرے ہوی چھالی دہان گور کے

حسن اصلی کو نہین تکلیف آرائش سے کام
واقف شانہ نہین گیسو شب دیجور کے

شعلے داغون سے نکلتے ہین گذر ممکن کہان
جو صلے ٹھنڈے نکیون ہون مرہم کافور کے

دیکھیے کسطرح اوسکے روی عالمتاب کو
سامنے آنکھون کی آجاتی ہین پردے نور کے

کام آئیگی ہمارے آبلونکی پرورش
ہر زبان خار چکھے گی مزے انگور کے

دیکھتا ہون ساتھ اپنی شکل کی شکل اجل
آئنے مین تیری چشم جوہر ساطور کے

بعد مردن چاندنی سے پردہ پوشی ہوگئی
تیری کشتون نے کفن پائی رداے نور کے

روح نکلی تن ہوا ہلکا تماشا اور ہے
بوجھ اتر لیسے قدم اوٹھتے نہین مزدور کے

دیکھنا کیا شوکت فریاد حاصل ہے ہین
جسکے آگی تہر تہرا جاتی ہین نالی صور کے

یہ نئی تاثیر دیکھی سنکے ہنس دیتی ہین وہ
نالی میری قہقہے ہین خاطر مسرور کے

گوش راحت تشنا تک اپنی تو آئی کو دیکھ
قہقہے ہو جائینگے نالی دل رنجور کے

۲۷۱ — ۳

ہوگئی آخر شب ہو صبح پیشانی نسیم
بعد مدت رنگ بدلی مشک نی کافور کے

تھے شب ہجر مین کیا کیا دہڑکے
آہ تڑپے کبھی نالے کرکے

دہوم کردی ترے ندبو جوان نی
آنکہ جھپکے نہ ذرا دل دہڑکے

مر گئے مرغ قفس کیا آسان — پاؤن پھیلائے نہ بازو پھڑکے

۲۷۲ — ولہ — ۳

نہ سمجھی جگر کی آنسو ہین یا وہ غبار رنگ حنا نکے — لٹے دل دیکے جیتھی تیغ پر شک غلط نکلے
بہار چند روزہ مین یہ ہوکا تہا صیبت کا — قفس مین لا کی آخر جیتھے لطف گلستانکے
ادب اے دست وحشت شہرہ عریانی سنا ہی — نشان پیرہن کو چھوڑ دی کچھ تار دامانکے

۲۷۳ — ولہ — ۱۳

کہتے ہین سننکے تذکرہ مجہ غم رسیدہ کے — افسانے کون سنتا ہی حال شنیدہ کے
کیا اپنی مشت خاک کی ہم جستجو کرین — ملتے نہین نشان غبار پریدہ کے
مین خاک ہی ہوا تنگئی پر گشتیدگی — چھٹتے نہ ہاتہ ہی دامن کشیدہ کے
جو تم مین بات ہی وہ کسی اور مین کہان — جلوے کچھ اور ہی ہین گل نو دمیدہ کے
سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہی — شکوے کہان کہان ہین مری آب دیدہ کے
کچھ انتہا نہین ہی کہانتک سنائیے — قصے دراز ہین دل نا آرمیدہ کے
قطرے ملے جو تیری پسینے کی گلبدن — خواہان ہین لوگ گلاب چکیدہ کے
آہون کی دھوم ہی کہین نالون کے غلغلے — سامان ہی ہین وزیری غم کشیدہ کے
آرام گاہ اشک ہی ویران آنکھون — دامن مین تار تار قبا ہی دریدہ کے
ادست ناز کیف یہ تیری سخن مین ہے — دہوکے کلام پر ہین شراب چکیدہ کے
لو آشیان تنکے طرف سیل تک نہین — دیکھو مزاج طائر رنگ پریدہ کے
دیوانے ہین وصف ہی عرق جسم یار کا — مضمون کہان کہان ہین گلاب چکیدہ کے

مژگان سے بچ نسیم کہ ابرو کی پاس ہین
یہ تیر بے خطا ہین کمان کشیدہ کے

۲۷۴ — ۱۰

اشک آنکھون مین دل سے لا نہ سکے — دل کی بھڑکی ہوئے بجہا نہ سکے

نہ ہلی جب زبان نزاکت سے
رہ گئے دیکھکر بلا نہ سکے

تھین جو اوسمین حیا کی کچہ باتین
شکوہ میرا وہ لب پہ لا نہ سکے

کیا ہوے تیرے حوصلے ای اشک
حرف تقدیر کو مٹا نہ سکے

تہا یہ خطرہ کہین پسند نہون
گالیان بہی مجھے سُنا نہ سکے

گو بہت پاس غیر تہا لیکن
آنکہ ہمسے بہی وہ چُرا نہ سکے

پاؤن چوما کیے حنا کی طرح
جب کوی اور رنگ لا نہ سکے

خامشی تہے بشکل زخم مجھے
لب تک اپنی سوال آ نہ سکے

نہ ملی اوسنے پاؤن مین مہندی
رنگ اپنا عدو جما نہ سکے

۲۷۵	اضطراب قضا ہوا یہ نسیم کہ گلے بہی اوسے لگا نہ سکے	۱۳

اب آئے ہو صدا سُنکر گجر کی
کہو جی شب کہان تمنے بسر کی

سحر کو دفن کرکے جائیے گا
مصیبت اور ہی اک رات بہر کے

قفس مین بند کرنا تہا جو تقدیر
ندامت کیون مجھی دی بال و پر کے

گذر جائیگی جو گذریگی ہم پر
چلو جی راہ لو تم اپنے گہر کے

ابہی تو جان لے لے ای غم عشق
مصیبت کون اوٹھائی عمر بہر کے

خدا کیواسطے یارو سنبہالو
کہ پہر شدت ہوی درد جگر کے

ترشح آنسوؤنکا ہو رہا ہے
گہٹا اٹہی ہوی ہی چشم تر کے

نہ بولین گے تمہاری خوف سی ہم
ہلائین گے مگر زنجیر در کے

نہ آنا تم اجازت مانگنے کو
نہ دکہلانا ہمین صورت سفر کے

کوی دم کا بکہیڑا رہ گیا ہے
جگر تک برچھیان پونہچین نظر کے

ہمین فصاد کا منہ دیکھنا ہے
اوٹھانی ہی مصیبت نیشتر کے

حباب آسا ہی لطف زندگانی | حقیقت کچہ نہین ہوتی بشر کے

۲۷۶ | نسیم اب دل کتانکی طرح ہی چاک محبت مین کسی رشک قمر کے | ۳

کرتی ہی بیقرار صدا بیقرار کے
فریاد دل دکہاتی ہی بی اختیار کے
عادت مین فرق آسی نہ مجہ اشکبار کے
چادر کفن کیواسطے ہو آبشار کے
اللہ کیا تڑپ ہی دل بیقرار کے
صحن فلک زمین ہی مجہ خاکسار کے

۲۷۷ | ولہ | ۱۲

بسکہ ہی دلمین ہوس نظارہ ہائی یار کے
آنکہ اپنی آنکہ ہی ہر روزن دیوار کے
لطف نظارہ سی پہر نہ آئے آنکہو تنک نگاہ
خال بنکر رہ گئی دلدار کی رخسار کے
بعد مردن ہی گئی دلسے نہ اپنی آرزو
جام کی ساقی کی می کی یار کی گلزار کے
کر دیا آخر خیال سلف نی ایسا نحیف
تار گیسو بن گئی گردن تری بیمار کے
ربط باہم کا بڑہا رتبہ یہانتک دشت مین
نوک جو ٹوٹے نہ نکلی آبلے سی خار کے
کسقدر لذت تہی خون بہگیا سی مین مرے
خنجر قاتل نے چلکر حلق پر تکرار کے
خندۂ زخم جگر سے قبر مین آئی نہ نیند
بعد مردن بہی نہ جہپکے آنکہ مجہ بیدار کے
فضل حق کسے ہر جگہ موجود ہین اپنی شفیق
دشت کی ہمپر عنایت آبلون پر خار کے
خوب روی گردن مینا لگا کر ہم بگلے
جسگہڑی ساقی نی رخصت کے لیی تکرار کے
تم تو کب آتی تہی لیکن مرگ بہی آتی نہین
آپکی آزردگی سے ہمسے سب غار کے
کیا مثال اوسکی بہلا جو چیز دکہلائی نہ دے
ناتوان ہون نہین تشبیہ جسم زار کے

۲۷۸ | فضل حق بیکس ہی شاگرد مومن نغز نسیم دہوم ہی ساری زمانی مین تری اشعار کے | ۳

تہی سزا کتنی حلاوت زا مری تقصیر کے | زخم نے بوسون زبان جو سے سنان تیر کے

روز ہو جاتی ہین ہمسے ایک دو اٹہکہیلیان
نوجوانی آجتک باقی ہی چرخ پیر کے
زور وحشت سے جو تڑپا عشق ہوا آہن کا دل
وہ کڑی جہیلی کہ توڑی ہر کڑی زنجیر کے

۲۷۹	وله	۱۱

ناصح مشفق یہ مشق تازہ فرمانی لگے
دن تو تہا اب راتکو بہی آکی سمجہانی لگے
حضرت واعظ کہین دولت سراکو جائیے
آتی ہی سامان محشر آپ دکہلانی لگے
آگئی جب یاد کچہ اوس ربط باہم کی مزے
دل بہر آیا دیدۂ تر اشک برسانے لگے
پہر سبو اونڈلی بہری شیشے ہوی لبریز جام
لغزش پا اپنی اپنی مست دکہلانی لگے
باغبان ہشیار ہو مشتاق رخصت ہے بہار
رنگ بدلا گلستان کا پہول مرجہانے لگے
جلوہ ہای حسن چمکی اوٹہ گئی منہ سے نقاب
طرۂ گیسو کی باہم سانپ لہرانی لگے
ہاتہ اوٹہا ای چارہ گر دو زمانی تاثیر سے
جای اشک آنکہو نسی لب لخت جگر آنی لگے
خوب روئی دیکہکر ہم زیور دیوانگی
جب احبا پائو مین زنجیر پہنانی لگے
بہٹیان روشن ہوئین چمکی دوکان مے فروش
رخصت توبہ ہوی زہاد گہبرانی لگے
فصل گل آئی بڑہی جوش جنونکی ولولی
دی صدا زنجیر نے پہر پائون کہجلانے لگے

۲۸۰	مانع مطلب ہوی وہ شرم باہم اتنی ہم وہ رو کی اپنی طرف ہم آپ شرمانی لگے	۱۵

فصل گل آئی ہی گل اور ہی ساماں ہونگے
تیری دامن مین ہے مر دست گریبان ہونگے
سب یہ کافر ہین حسینونکی نہ سن تو ای دل
چار دن بعد یہی دشمن ایمان ہونگے
شکر ہو جائین گے انجام کو اپنی شکوی
رنج ہے خوف سہی ہم اونکی ثنا خوان ہونگے
کہینچیے تیغ تامل ہی یہ کیون بسم اللہ
سر جہکا دین گی جو یان بندۂ احسان ہونگے
کسطرح جائین کے مانع ہی ہمین خوف مزاج
زلف برہم ہی تو کچہ وہ بہی پریشان ہونگے
تا جوانی ہی گرانی نہو ای دل بیتاب
پہر تو بوسے لب جان بخش کی ارزان ہونگے

یان نہین جلوہ جانان سے ذرا جا خالی
اشک آکر مری آنکھون مین پشیمان ہونگے

شوق کہتا ہی کہ لوٹینگے مری صلبت مین
درد کہتا ہی شریک شب ہجران ہونگے

شوخیان کرے جنون آج کہان پہر کل ہم
خاک اوڑائیگی زمین دشت یہ ویران ہونگے

گریہ انجام تبسم ہی نہ ہنس او غافل
خون روئینگے وہی زخم جو خندان ہونگے

یاد آئیگا پس مرگ ہمارا یہ کمال
حال کہل جائیگا جب خاک مین پنہان ہونگے

تجکو کر دینگے خبر زیر لحد سونے کے
سر پٹکتے تری سر پر مری ارمان ہونگے

خانہ زادونکو کہان قید محبت سے فراغ
ہم وہ بلبل ہین نہین خارج گلستان ہونگے

دم نکل جائیگا گر ہاتہ لگا ای جراح
وہ نہین زخم جو شرمندۂ احسان ہونگے

٢٨١	دور ہر نخل کرین گے صفت گرد نسیم ہم پس مرگ بہی قربان گلستان ہونگے	ے

وصل کے رات ہی آخر کبہی عریان ہونگے
مین پشیمان ہون تو کیا وہ نہ پشیمان ہونگے

آپ مر جاؤنگا تو آکہ نہ آؤ ظالم
آج وہ دن ہی کہ تجپر مرا احسان ہونگے

غیر کی شکل بنینگے کبہی خود اونکا شوق
ہم بہی دیکہین تجہے کہانتک وہ پریشان ہونگے

دل جو روٹہا تو منائی سے کہین منتا ہے
یہ ستم باعث حسرت تجہے ایجان ہونگے

آج پہروپ عدو کا ہی بنایا ہمنے
ابتو وہ بہی مری انداز پہ قربان ہونگے

انکو پہنینگے مری وحشت جنون کے کانٹے
یہ وہ دامن ہین کہ آخر کو گریبان ہونگے

٢٨٢	بہ ہمی دوری جانانہ مین اہلین ہوگی نسیم میرے نالے اثر فکر غزلخوان ہون گے	ے

یہ وہ نالے ہین جو لب تک آئینگے
تمتو کیا ہو آسمان الجہائینگے

عشق مین ایک پیر دیرینہ ہو تم مین
مجکو ناصح آکے کیا سمجہائینگے

حضرت دل سے جتے ہین آج کچہ
پہر بلا کوئی سفر رلائینگے

اس توقع پر اوٹھائے ہین ستم — کچھ تو سمجھینگے کبھی شرمائینگے
پھینکدینگے دلکو پہلو چیر کر — آپ دیکھین کسطرح لیجائینگے
حال دل کہتے ہین جو کچھ ہو سو ہو — دیکھیے وہ آج کیا فرمائینگے

۲۸۳	پھر نہ کچھ نکلین گے قیامت تک نسیم پاؤن جسدن قبر مین پھیلائینگے	۷

رشک عدو مین دیکھو جاتا تک گنواہی دینگے — لو جھوٹ جانتی ہو اگلدن کہا ہی دینگے
آواز کسطرح ہم بیٹھین گے آج ایجان — دیکھین تو آپ کیونکر ہمکو اوٹھا ہی دینگے
اوڑجاونگا جہانسے عاشق کا رنگ ہوکر — نقش قدم نہین ہون جسکو مٹا ہی دینگے
غیرونکے جستجو کی مدت سی آرزو ہی — یہ یاد وہ نہین ہی جسکو بھلا ہی دینگے
شعلے نکل رہے ہین ہر استخوانسے اپنے — شمعین یہ وہ نہین ہین جسکو بجھا ہی دینگے
خاموش گفتگو ہین افسردہ آرزو ہین — وہ دل نہین ہمارا جسکو ہنسا ہی دینگے

۲۸۴	اوس خاک تک پہنچکر پھر نا نسیم مشکل ہون اشک اوفتادہ کیونکر اوٹھا ہی دینگے	۴

جب اور کسی پہ کوی بیداد کروگے — یہ یاد رہی ہمکو بہت یاد کروگے
ہم جان گئے کلمہ رخصت کی اشارے — اب اور کہین جا کی گھر آباد کروگے
سیکھوگے جفائین مری ایذا کی لیی تم — شاگرد نہوگے کوی اوستاد کروگے

۲۸۵	وله	۳

صفائی دیر مین قاتل سے ہوگے — یہ آشنائی بڑی مشکل سے ہوگے
محبت ہو کسیسے یا عداوت — مرادی جائینگے جو دلسے ہوگے
مین ہون آگ اور رہی لیلی کا مائل — تسلی کیا مری محمل سے ہوگے

۲۸۶	وله	۹۰

تا عرش تیری شورش بیداد جائیگے — گر مین نجاؤنگا مری فریاد جای گے

بے آبرو کسیکو نکر جوشش جنون — بیڑی نہ توڑ عزت حداد جای گے

ہمین عبث ہی حوصلہ نیشتر زنے — حسرت تمام عمر کے فصاد جای گے

قاتل یہ خندہ ہای جراحت نہونگی کم — لب ہای زخم سی نہ تری یاد جای گے

دیوانہ مین وہ ہون کہ پس از مرگ میری خاک — اوڑا اوڑکی سو کوی پریزاد جای گے

آسان نہین ہی کہینچنا تصویر یار کا — ناحق کو قدر مانی و بہزاد جای گے

شیرین کو گور مین تہا تصور یہی مدام — تا چرخ بانگ ماتم فرہاد جای گے

فصل خزان مین کہتے تہے رو رو کے عندلیب — دلسے کبہی نہ عبرت صیاد جای گے

٢٨٧	مومن کا طرز چہٹ نہ سکیگا تسلیم سے شاگرد سے نہ بندش استاد جای گے	٩

حقیقت سے زبان آگاہ کرلے — باسم اللہ بسم اللہ کرلے

دہن سے دور کر قفل دوئے کو — زبان مفتاح الا اللہ کرلے

کدورت دلسے کہو لہو ولعب کی — سعادت سی صفای راہ کرلے

مبارک باد عیش و جاہ و دولت — حظوظ عمر خاطر خواہ کرلے

کہان فرصت زمان کشمکش مین — مناسب ہی ابہی کچہ راہ کرلے

جسے دیکہا نہ دیکہ اوسکو کبہی تو — نہ دیکہا جسکو اوسکی چاہ کرلے

سخا ہمت مروت ہین ترے پاس — کوی ہمراہ تو ہمراہ کرلے

بہلاوا ہے طلسم زندگانی — وداع حب عز و جاہ کرلے

٢٨٨	تسلیم دہلوی یہ آرزو ہے کہین اپنا مجہے اللہ کرلے	٣

لازم ہی کہ آغاز ہو انجام سے پہلے — لے لینے دو بوسہ مجہی دشنام سے پہلے

پہر طاقت پرواز مرے پوچھنا صیاد
اب منہ سے نہ کچھ کہیے گا ہم کو چلے توبہ
آزاد تو کر پہر خدا دام سہی پہلے
تدبیر یہان ہو گئی الزام سے پہلے

۲۸۹	وله	۷

دیکھی دل دے کے قدر دانے
بس بندہ نواز مہربانے

ہونے ہے باز پرس اعمال
کہنے ہے بہت بڑی کہانے

شعلے اوٹھتے ہین استخوان سے
اللہ رے سوزش نہانے

سونا ہی گوشہ لحد مین ؛
ہان ہان وہ رات بہی ہی آنے

او وعدہ خلاف سالہاسال
آنکھون نے کی ہے پاسبانے

آئی پیرے پیام رخصت ؛
ٹرہتی جاتے ہے ناتوانے

۲۹۰	مستانہ سری نسیم کبتک	آخر آخر ہی نوجوانے	۶

عزت دیوانگی بخشی مجھے تقدیر نے
طوق نی کی بندگی چومی قدم زنجیر نے

دونو عاشق شمع کی اور دونو قسمت مین جلا
جان پروانی نی دی بوسی لیے گلگیر نے

مدتین گذرین کہ اطمینان اونکا کر دیا
نالہ بے سود نے فریاد بی تاثیر نے

ہر زبان خاموش کر دیتا ہی راز دوستی
کچھ نہ حال دل کہا میرا سنان تیر نے

کہل سکین کیا عاشق و معشوق کے سر گوشیان
کہدیا کچھ شمع نی کچھ سن لیا گلگیر نے

آبرو رکہلی گنہگاری کی گو ہم مر گئے
منہ نہ کہلوایا سوال بخشش تقصیر نے

۲۹۱	وله	۵

کچھ سمجھتے ہین جو اوس ظالم کی سمجھائی ہوے
پہر پلٹ جاتی ہین شکوے تک زبان آئی ہوے

یاد آتی ہین جو احسان اونکی وقت اضطراب
نالی بہی منہ سی نکلتی ہین تو شرمائی ہوے

تمنے کیون بوسی دیے مین لکو روکون کسطرح
آفتین ڈہاتی ہین کیا کیا الذ مین پائی ہوے

ہٹ یہ کیون ہو لو دل افسردہ حاضر ہین مگر
کیا پسند آئینگے تمکو پہول مرجہائی ہوے

۱۱	دیکہتا ہو تمین نہ مجکو دیکھتے ہین وہ نسیم ابر دود دل کے ٹکڑے ہین جو شب چھائی ہوے	۲۹۲

سوال طرز سخن سے تمہاری پیدا ہے	ہماری سر کی قسم تمکو آرزو کیا ہے
امید مرگ ہین قطع امید تمسے کی	مزاج عاشق افسردہ آج اچھا ہے
خفا ہین جسکے سبب آپ کل ہی اسدم تک	ہمین تو آجکی شب بہی وہی تمنا ہے
سیاہیان شب فرقت مین تہین کہان ایسے	مگر یہ دود جگر کا مرے اندہیرا ہے
نہ چین ہے مجھے گہر مین نہ دشت مین حسرت	عجیب طرحکا کچہ انروز دن اجالا ہے
عجیب طرحکے آتی ہین گھتین شب و روز	کسیکا عقدۂ گیسو پہر آجکل وا ہے
اوداس ہو سبب انفعال کچہ تو کہو	یہ کیون عرق ہی جبین پر مزاج کیسا ہے
کہان بسر ہوئی اوقات پاک بندہ نواز	بہت دنون مین تمہین ہمنے آج دیکہا ہے
خوشا نصیب چھپاتی ہو راز دل ہر دم	مجھے بہی آپنے بدخواہ کوئی سمجھا ہے
وہی لحاظ کی ہوتی ہین باتین جلسین سے	ابہی تک آپکو ایجان ہمسے پردا ہے
ہزار کوئی کہے کب کسیکی سنتا ہے	نسیم آپکی باتو نے دلسے شیدا ہے

۵	غزل ذو بحرین	۲۹۳

وہی تو نے دیکہا کہ جو دل کہا تہا نہوا وسیہ شیشہ کہ دیدہ بلا ہے
گلہ اب ہی بیجا کہ یہ ہو گیا کیا کیا تو نے جیسا وہی یہ سزا ہے
نہ وہ اب اشارے نہ وہ اب نظارے نہ وہ کہتا آرہے وہ کہنا جاتے
گئے لطف سارے ہوے یون کنارے چلو خیر پیارے مرا اب خدا ہے
ہوا اوسپہ مائل ہوا غم سے شاغل ہوئے سخت مشکل کیا تو نے گہایل
نہین ہے وہ غافل بنے گا وہ قاتل کہیگا وہ بسمل تری اب قضا ہے
یہ ہین لطف بیدار ہے مین وہ جو ہر شب مرا آیا دل جب تو وہ ہلتی ہین کب

اجی ملک ہین سب کہان بوسۂ لب بہے جانیے اب کہ وہ بیوفا ہے
کھل کار ہوگے مری گھر چلوگے کہا جو کروگے مرا غم سنوگے
گلے سے ملوگے مجھے بوسے دوگے کوئی دم ہنسوگے کہ یہ سب دغا ہے

۲۹۴ — ولہ — ۳

شب وصلت مین گھڑیالی ہمین کیا کیا رولاتا ہے — گھڑی بھر رات آئی ہی پھر ظالم بجاتا ہے
لنڈھا دے مے سبو کو توڑ شیشہ چور کر ساقی — لہو فرقت مین پیتی ہین کسے ساغر پلاتا ہی
دل اپنا ٹوٹا آتا ہی از خود گلے ململکے رونیکو — کمر بستہ سفر خستہ مقرر کوئی آتا ہے

۲۹۵ — ولہ — ۵

رنج باہم مین زبان پر جو گلہ آتا ہے — کچھ عجب لطف کا رونی مین مزا آتا ہے
مین جو سمجھاتا ہون اونکو تو یہ فرماتی ہین — اے جہ خوش جا بھی یہانسے تجھے کیا آیا ہے
دل ہلا جاتا ہی ہر نالہ و فریاد کے ساتھ — پھر اونہین کا کوئی مظلوم جفا آتا ہے
شانہ وہ زلف مین کرتے ہین خدا خیر کرے — پھر مرے واسطے طوفان بلا آتا ہے
طاقت جوش جنونکی مری کیا شہرت ہے — سیکڑون مین کا ہر اک حلقہ پا آتا ہے

۲۹۶ — ولہ — ۲۳

گنگ ہین جنکو خموشی کا مزا ہوتا ہے — دہن زخم مین خود قفل حیا ہوتا ہے
آنکھین وعدہ فراموش کی فرصت کم ہی — دم کوئی دم مین قدم بوس قضا ہوتا ہے
نالہ افسانہ بیداد سناتا ہی انہین — کشش آہ سے اظہار بلا ہوتا ہے
کیون نہ پیمانہ دشنام دہن کو سمجھون — کہ برابر تری گالی کا مزا ہوتا ہے
حاجت شمع نہ پروای چراغ لحدی — پاک احسانسے مزار غربا ہوتا ہے
ای کیونکہ شب فرقت مین کہ جنبش بھی محال ہے — شوق محل سلسلہ پای قضا ہوتا ہے
محو دیدار تھے ہم کن فیکونسے پہلے — اب بھلا پردہ کسی سے تری کیا ہوتا ہے

زاہد اسواسطے کرتی ہین ہتو نکو سجدہ — جلوۂ حسن نکو نور خدا ہوتا ہے
خط نو سبز ترا حجت خونریزی ہے — سرخ سبزی کے سبب رنگ حنا ہوتا ہے
یار خواہان شفاعت ہین فرہ ہٹ پر ظالم — دل دہڑکتا ہی مراد یکہیے کیا ہوتا ہے
اسطرف بہی ہو کوی گردش خنجر قاتل — گلو خشک کو آب رشک قضا ہوتا ہے
توبہ کرتے ہین جوانی سے کہ پیری آئی — پا تہکے ہاتہ ہوا خواہ دعا ہوتا ہے
غیرت حسن سکہا دیتی ہی آداب سکوت — دہن غنچہ پہ خود قفل حیا ہوتا ہے
اڑ وہانکے ڈراتا ہی شب فرقت مین — زلف کا دہیان ہی موسی کا عصا ہوتا ہے
آج ہی رسم رہائی تری دیوانی کی — پیرہن قیدی ہستی کا قبا ہوتا ہے
یار روتی ہین مرے قتل سی مین ہنستا ہون — بزم شادی مجہی سامان عزا ہوتا ہے
کہنہ مشقی او نہین ایجاد سکہا دیتی ہی — ہر ستم لطف مین دیکہا تو نیا ہوتا ہے
ڈہنگ کا ہیکو ہین سامان اجل ہین ظالم — ہر ادا مین تری سامان قضا ہوتا ہے
جان نثاری کی اجازت نہین دیتا قاتل — بیوفا باعث تکلیف وفا ہوتا ہے
سرفروشان محبت کو محبت سی ہی کام — قابل بوسہ مزار شہدا ہوتا ہے
دم کہنچا ہی پہنچتے ہی شمشیر دو دم کی قاتل — جو ارادہ ہی ترا ہوش ربا ہوتا ہے
بیوفائی کی وفا باعث آرام نہین — شکر انجام کو دیکہا تو گلا ہوتا ہے

۲۹۷	ای نسیم چمن آرای فصاحت تجہبی گلشن معنئ نو خیز ہرا ہوتا ہے	۷

بہار غنچگی دیتا ہی جو دل خستہ ہوتا ہے — پس از خندیدگی کہلا کی گل سربستہ ہوتا ہے
شکوہ وصل ہی رنج جدائی چشم عارف مین — کہ بعد از قطع شاخین ہلکی اک گلدستہ ہوتا ہے
معانی زخم خوردہ لفظ ٹکڑی بندین بہتر — دل عاشق کیصورت شعر اپنا خستہ ہوتا ہے
ہمین فرہ ہی تہی صیاد ظالم کیون کہتا ہی — کب آزاد کیے قابل طائر پربستہ ہوتا ہے

بہلا آسان ہو کیونکر موشگافی فکر مشکل کی
کہ ہر عقدہ مشکل زلف بستہ بستہ ہوتا ہے

دکہا دیتا ہی ہر ساعت نیا گہر جوشش بیتابی
سدا نقل مکان مانند گرد جستہ ہوتا ہے

کچہ ایسے دو نو مصرع ایک ہو جاتے ہین مضمون مین
کہ سامع کو گمان ابروے پیوستہ ہوتا ہے

۹	ولہ	۲۹۸

دکہاتا ہی چہری بہر مژدہ بیداد دیتا ہے
مبارکباد بیتابی ہمین صیاد دیتا ہے

کبہی کچہ ہی کبہی کچہ ہی مزاج یار کیصورت
مزا آنکہون مین کیا کیا عالم ایجاد دیتا ہے

وہ محتاجی ہوی ہی دولت تقدیر سے حاصل
کہ سایہ بہی نہین یان دامن فریاد دیتا ہے

نہ بازو مین تری قوت نہ خنجر مین روانی ہی
ہمین تکلیف بیجا کسلیے جلاد دیتا ہے

لہو کیسا فراق روح ہوتا ہی کوئی دم مین
ندامت کیون ہمین اپنی نشتر فصاد دیتا ہے

نہ توڑین آجتک بہی بیڑیان زور جنون نے
جہکاؤن کیون نہ سر طعنی مجہے حداد دیتا ہے

یہ کیون گہبرا گئے فریاد بیتابی سنی ہی پیارے
دعائین تمکو کوی بندۂ آزاد دیتا ہے

سنائینگے نوید قتل وہ شاید کہ پہلے ہی
مجہے جوشش سراپا تم مبارکباد دیتا ہے

۳	نسیم دہلوی تو بہی مگر شاگرد مومن ہے کہ ہر ہر شعر لطف بندش استاد دیتا ہے	۲۹۹

یہ حالت ہی تشفے کیا تو اے دم باز دیتا ہے
کہ نالہ بہی دہن مین اب نہین آواز دیتا ہے

مناسب ہے مبارکباد بیتابی تو دی جاوے
کہ دل سینی مین اب کیفیت پرواز دیتا ہے

جو پہلے کہہ چکے تہی پہر وہی کہنے لگی وہ سے
مرا انجام بہی کیفیت آغاز دیتا ہے

۴	ولہ	۳۰۰

قفس بر دوش صیاد جفا طینت کا پہیرا ہے
مقام گلشن ایجاد دم بہر کا بسیرا ہے

متاع عالم اسباب چند انفاس رحلت ہین
زر و سیم و جواہر کچہ نہ تیرا ہی نہ میرا ہے

کہانتک کروٹین بدلا کریگا خواب ہستی مین
ذرا کہول آنکہ او غافل کہ دم بہر مین سویرا ہے

چھپا دن دور ہے منزل اٹھا جلدی قدم غافل ۔۔۔ فروغ زندگانی چند دم ہی پھر اندھیرا ہے

۳۰۱	ولہ	۳

محتسب مانع مے ہی ہمین پروانہ ہے ۔۔۔ جب بہ جھومی پھر وہی شیشہ وہی پیمانہ ہے
ادب بادہ پرستی نہ گیا مستی مین ۔۔۔ صورت کعبہ طواف در میخانہ ہے
سب بے نیازی ہی مجھے اور لحد کو یکسان ۔۔۔ بے ہوس مین ہون تعجب ہی در مرا کاشانہ ہے

۳۰۲	ولہ	۱۶

نئے ڈھب کا کچھ جوش سودا ہوا ہے ۔۔۔ خدا جانے ابکی مجھے کیا ہوا ہے
تعلق باون آنکھون سے پیدا ہوا ہی ۔۔۔ بہت دنکا یہ خواب دیکھا ہوا ہے
نہ عالم مین تجھسا نہ مجھسا جہان مین ۔۔۔ نہ ایسا ہوا ہی نہ ویسا ہوا ہے
نہ لے قیس آگے مری نام وحشت ۔۔۔ ابھی کل کے ہی بات پیدا ہوا ہے
پھر اوٹھتا ہی دود محبت جگر سے ۔۔۔ وہی حال اگلا سا میرا ہوا ہے
گھر بار سے دیدۂ اشکبار سے ۔۔۔ مرا دامن آغوش دریا ہوا ہے
وہ وادی الیمن پہ موقوف کیا ہی ۔۔۔ ہمارا ہر اک دشت دیکھا ہوا ہے
ذرا دم تو لینے دی ای چشم جادو ۔۔۔ بڑی مدتون مین دل اچھا ہوا ہے
کہا مینے تنہا ہی بات سن لو ۔۔۔ کہا ہنسکے تمکو تو سودا ہوا ہے
ترقی یہ ہی نوجوانی تمہارے ۔۔۔ ابھی کیا ہوا ہی ابھی کیا ہوا ہے
حجاب نظر سے کھلے بھید دل کے ۔۔۔ عبث ہمسے ظاہر مین پردا ہوا ہے
ہماری تمہاری تو ہین دل کی باتین ۔۔۔ تمانو اگر اسکا چرچا ہوا ہے
نہ گھبراؤ جانا ابھی ہم بھی سمجھے ۔۔۔ کہین اور بھی آج وعدا ہوا ہے
نمانین گے ہم آج تو مچلین گے ۔۔۔ بہت روز امروز فردا ہوا ہے
اگر تم بھی دیکھو تو رونے لگو گے ۔۔۔ مری جان یہ حال اپنا ہوا ہے

۳۰۳	نسیم اب کہان قدر دان سخن ہین کہنے شعر یہ بہی جو چرچا ہوا ہے	۸

پیتے ہین مے گناہ بقصد صواب ہی
مستی کے ولولے ہین نہ مان شباب ہے

ایچارہ گر ندامت بیجا نہ لیجیے
دل چاک ہو چکا ہے جگر آب آب ہے

زاہد معاف ضبط طبیعت نہین ہمین
ساغر چہلک رہی ہین ہوای شباب ہے

بیداریان ہین دیدۂ زنجیر کیطرح
وہ آنکہ ہی از لسے جو محروم خواب ہے

ای شور حشر ٹہیر کہ فرصت نہین ہمین
ہین غفلتو نکے جوش جوانی کا خواب ہے

ایشیخ طول ریش مقدس کٹہائیی
حد سے زیادہ جو ہی اوسی پر عذاب ہے

اے بیخبر قریب ہی فردای باز پرس
ہشیار ہو کہ جلد زبان حساب ہے

۳۰۴	دیکہا نگاہ غور سے ہمنے جوای نسیم ہر شعر اس غزل کا تری انتخاب ہے	۱۶

لب پر اک پردہ نشین کا شکوۂ بیداد ہی
میری نالے ہین اچہوتی پار سا فریاد ہے

ہو چکی رسم اسیری دل نہایت شاد ہے
حلقۂ زنجیر آغوش مبارکباد ہے

بہولتی ہین کب نگاہین چشم جادو خیز کی
ہمکو سامان فراموشی سب اپنا یاد ہے

گہر کہان ویرانیان بستی ہین ہجر یار مین
اب ہمارا خانۂ دولت خراب آباد ہے

دی صدا ہی کوس حلت ضرب شمشیر نی
خندۂ زخم جگر شور مبارکباد ہے

صورت گل جلوہ گر ہین داغہای دوستی
کعبۂ دلمین بہار گلشن شداد ہے

لفظ بس سے پاک ہوتی ہی حدیث عاشقے
اپنا افسانہ تو قید ختم سی آزاد ہے

خاکساریمین بہی ہو نہین اسقدر عالی مزاج
ہم گریبان ہلال اب دامن فریاد ہے

پوچہ سے گر پوچہتا ہی خون عاشق کی آہ
چند ساعت تر زبان خنجر جلاد ہے

غم نہین گر حیب وہان زخم ہین وہ خندہ زن
مین ہون آزردہ بلا سی اور قاتل شاد ہے

سخت جانی کا برا ہو منفعل کیسا کیا
جلد آ فصل بہاری آرزوئین تا کجا
دیکھیے کیونکر گذرتی ہین جفا کی صحبتین
آپ سے تو منہ نہین کھولا مگر مجبور ہین
اب تو جی اوٹھتی ہین کب تک انتظار رستخیز

موت کو ارمان رہا نا دم مرا جلاد ہے
مدتوں سے اشتیاق خانہ صیاد ہے
مین اسیر نو ہون نا واقف مرا صیاد ہے
ہمت دیوانگی منت کش حداد ہے
مرغ جان مدت سی اپنا آشیان برباد ہے

۳۰۵

سبزہ رنگان جہان کو روز و شب دیکھو نسیم
دید کے قابل بہار گلشن ایجاد ہے

۷

عجب تیر نگہ مین کچہ اثر ہے
نال عاشقے کیا پوچھتے ہو +
وہ جیسے صبح ویسی ہی شب ہجر
قفس چھوڑا عجب صورت سے ہمنے
تمہین کیا ہمپہ جو گذری سو گذری
لگے لو شمع سان اک شعلہ رہ گے

نہ بر مین دل نہ سینے مین جگر ہے
جگر کے پار ہر تیر نظر ہے
غضب کی رات آفت کی سحر ہے
نہ بازو ہی نہ گردن ہی نہ سر ہے
حساب ایجان ہمارا حشر پر ہے
بلا سے سر کٹے اب کسکو ڈر ہے

۳۰۶

غرض مطلق نہین مجکو کسے سے
نسیم اپنے خدا ہی پر نظر ہے

۹

راز مخفی لب تلک آئی کہان مقدور ہے
ایک شعلہ داغ سوز انکا ہی میرے آفتاب
دل مرا پیری مین ہی محو خیال زلف یار
ساقیا مین زخمی تیغ نگاہ مست ہون
ناتوانی سے خط باریک ہی ایسا بدن
حسن عالم تاب سی تیری مثال مہر کیا

دل ہمارا جلوہ گاہ شاہد مستور ہے
آسمان نیلگون دود تن محرور ہے
نافہ مشک ختن پر پردہ کافور ہے
ہر دہان زخم مین خون بادہ انگور ہے
ہو چکین ہین مدتین زنجیر پا ہی مور ہے
یہ سراسر نور ہی وہ اک چراغ دور ہے

کم کسیے صورت نہین کاشانۂ تن خلد سے — ہر نفس دل جلوہ گاہ حسن رشک حور رہے
ہو گیا بیہوش جسپر آنکھ تیری پڑ گئے — کسقدر لب ریز مستی سے نرگس مخمور رہے

۳۰۷ — اور بہی شاعر زمانی مین ہین اکثر اے نسیم — پر جناب پاک کا کچہ اور ہی دستور رہا ہے — ۱۶

یاس ہو کر کچہ دنون ہم چشم بسمل مین رہے — داغ بنکہ مدتون داماں قاتل مین رہے
الٹے شکوی طعنہ بے سود اقرار دروغ — جو تمہاری منہ سے نکلے سب مری دلمین رہے
خاطر گل عاشقو نکو تھی جو منظور مزاج — بے اثر ہو کر اثر شور عنادل مین رہے
او نکو نیند آئی نہ اپنی آنکھ جھپکی ایکدم — ذکر ہو کہ رات بہر ارباب محفل مین رہے
سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کہا — تا سحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے
کثرت تکلیف سے ہم آپ نالی ہو گئے — لب پر آئی یا کبھی بیمار کے دلمین رہے
خنجر قاتل کی ایذائین اجل کی سختیان — روح بسمل کیطرح ہر وقت مشکل مین رہے
اشک ناطاقت کیصورت ہر قدم پر گر پڑے — وہ مسافر تھے کبھی آگے نہ منزل مین رہے
خوب ہی سوجھی احبا آفرین ہمکو کہو — ہم خیال یار بن کر یار کی دل مین رہے
قہر بیجا حجت بے سود تقریر فضول — جوش کس کس کی مزاج مرد جاہل مین رہے
تیرہ بختی نے بہی کم کہلائی ہمین آخر فروغ — داغ ہو کہ ہم کنار ماہ کامل مین رہے
نام آزادی زبان پر آگیا تہا اسلیے — پاؤن میرے مدتون قید سلاسل مین رہے
خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق — زندگی جبتک رہی کیا کیا قلق دلمین رہے
دیدۂ گریا نکی عزت کسقدر دریا کے — اشک جو ٹپکے مری داماں ساحل مین رہے
نقش کے امید نے نقشا دگرگون کر دیا — تا فراق روح و تن ہم فکر عاقل مین رہے

۳۰۸ — اونکی گانیکے تھے ہم مشتاق بر سو نسیم — اس لیے شب بھر رقیبونکی بھی محفل مین رہے — ۱۳

کسقدر قید تعلق سے طبیعت پاک ہے
ماتم خاموش یہ کسکا تہ افلاک ہے
کوئی بہی عریان زمانی مین نظر آتا نہین
مفسدی اوٹہتے ہین ساری مرق فیما بین
عصمت جاوید شکل دیدۂ زنجیر ہے
کس غضب کے شوخیان ہین حلقۂ زنجیر مین
ایکدن وہ تہا کہ تہین بالائی مسند کرٹین
رخصت ای توبہ معاف ای پیش تقوی الکحل
فکر آرایش نکر قاتل مرا سر کاٹ لی
اپنی دم تک ہی فقط آبادی زندانکی ہوم
مژدۂ راحت مبارک ہو تجہی ای ہمنفس
اب خدا رکہے ہماری عصمت دیوانگی

وامن مدفن ہمارا اسو جگہ سی چاک ہے
غنچے ہین لب بند ہر گل کا گریبان چاک ہے
جسم سمجہے ہین جسے وہ روحکی پوشاک ہے
ملگئے جب عاشق و معشوق جہگڑا پاک ہے
آنکہ اپنی تہمت نظارگی سے پاک ہے
بے نگاہی ہی مگر کیا دیدۂ بیباک ہے
ایکدن وہ ہی کہ ہم ہین یا کنار خاک ہے
ولولی ہین سینہ کی دخت رزکی تاک ہے
ہان اسی تکی کے قابل حلقۂ فتراک ہے
ہم نہین تو دیدۂ زنجیر مین بہی خاک ہے
یہان تو اکدل ہی سو وہ بہی سو طرح غمناک ہے
گہورتی ہین دیدۂ زنجیر ہیئت ناک ہے

۳۰۹	پہک رہی ہین سید فن سعی الفت سی نسیم

سفر ہی دشوار خواب کبتک بہت بڑی منزل عدم ہے
نسیم غفلت سے چل رہی ہے امنڈ رہی ہین قضا کی نیندین
جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند تقاضا کے ہین جہگڑے
بسان سعی و سوال سایل تہی عرض ہر ایک عا ہے
مآل کار جہان فانی کبہی نہین لی یاتقا غدی یہ
دیتغ کرنا نہ زور بازو ہٹالی سار کی گردنونکو
زبان کو بہک رہی ہو سرور و شیشہ جوش ہے

۳۱۰ یہ مصرع مخمر مصیبت کمال ہمکو پسند آیا

مرگی بہی لکو خیال روسی آتشناک ہے	۸

نسیم جاگو کمر کو باندہو اوٹہاؤ بستر کہ رات کم ہے
کچہ ایسا سوئے ہین سونی والی کہ جاگنا حشر تک قسم ہے
اجل ہے استادہ دست بستہ تعبد رخصت ہر ایکدم ہے
نیاز ہی بی نیاز نوان بغل مین ل صورت صنم ہے
جو چار دن ہے وفور راحت تو بعد اسکی غم و الم ہے
ہوئیں نہ رہ جائی کوئی قاتل کہ ہر تہ خنجر دو دم ہے
وصال شب تمنا ہر ایک لب سی ابہی بہم ہے
نسیم جاگو کمر کو باندہو اوٹہاؤ بستر کہ رات کم ہے

یہ نہ سمجھے ہای یہ آغاز بد انجام ہے
میری رسوائی مین اونکا بھی تو آخر نام ہے

وصل مین انکار تیرے ہجر مین دل بیقرار
کب مجھی راحت ملی کسدن مجھی آرام ہے

وای حسرت موت آتی ہی نہ یار آتا ہی پاس
عاشقی شاید کسیکی قسمت ناکام ہے

صبح سے تا شام رہتا ہون ہمیشہ منتظر
مہربانی پر تری کیا کیا خیال خام ہے

کوٹھے پر سونے کو کیا آیا ہی وہ آرام جان
آج جو نالہ ہی میرا آشنای بام ہے

جذب دل روکے ہوی ہی تمکو بدفن پر مرے
ورنہ سبکے واسطے ایجان اذن عام ہے

۳۱۱ — ۶

کیا برا ہوتا ہی جھگڑا دوستی کا ای نسیم
بیگنہ عاشق ہمیشہ مورد الزام ہے

ضعف سے اب یہ حال تن ہے
سایہ متجسس بدن ہے

یہان تن ہی نہین ہی لاغری سے
ہمکو کیا حاجت کفن ہے

مثل نکہت ہین جامہ کیا
اپنا تو بدن ہی پیرہن ہے

ہون بلبل بوستان تصویر
بیخوف خزان مرا چمن ہے

ہون کشتۂ تیغ شرم جانان
ہر زخم کا بیزبان دہن ہے

۳۱۲ — ۷

لاریب نسیم دہلوے تو
اوستاد نزاکت سخن ہے

سوز فرقت سے یہ گرمی پہ مرا شیون ہے
جو گرا اشک یہان آبلۂ دامن ہے

بلبل روح دم قتل چہک کر نکلے
چمن جوہر شمشیر نہین گلشن ہے

مر گئے ہم نگہ اسکے نہ گئی خاموشی
دہن زخم بھی گویا دہن مدفن ہے

کسقدر زخم مژہ جلد بھرا دامن نے
جانب اشک پڑی آنکہ تو بی روزن ہے

بچ رہا تہا جو ستم چادر گلنے بخشا
قطرۂ شبنم کا مجھے آبلۂ مدفن ہے

محتسب کیون نہ ہی میرے لطیفے پہ ظن
آبلہ کا ہیکو ہی شیشہ بی گردن ہے

٩	کیوں جنازہ سے لپٹ کر دہ بہت روئی نسیم کفن لاش بہی کیا پیرہن دشمن ہے	٣١٣

بلا ہی کون جان بر ہو سکے آفت کا ساماں ہے
نقاط افعی رہزن تری زلفوں کی افشاں ہے

گلے سے تا کمر گھٹ بڑھ ہی ہے یہی سیل گریہ کے
کبھی طوق گریباں ہی کبھی زنجیر داماں ہے

خیال یار کے بیٹھے ہیں جو کیدار آنکھوں میں
کہاں نسے نیند آئی مردم دیدہ نگہباں ہے

دو رنگی سے نہیں خالی تقاضای تمنا بھی
کبھی بوسوں کی حسرت ہے کبھی وصلت کا ارماں ہے

ارادی تھک گئے رخصت طلب ہے طاقت وحشت
کہانتک طی کریں ہم منزلوں طول بیاباں ہے

ہزاروں کوس سے دلکو بہی کہہ کہکے لائی ہیں
اوٹھا جلدی قدم وہ دیکھ آگے کوچۂ جاناں ہے

نظر پڑتی ہی جس سینہ پہ وہ ہیں اک شعلہ روشن ہے
تماشا دیکھ لی عاشق ترا سر چراغاں ہے

پڑی زنجیر پیروں طوق لپٹا آکی گردن میں
جنوں میرا اسیر آرزو سامان زنداں ہے

وہی رفعت ہی دیوانیکے تیری بعد مرنے کے بھی
ہوا کے ساتھ گرد و نیر غبار تن پریشاں ہے

١٢	ولہ	٣١٤

کہیں کیا دست وحشت کا کہانتک ہم پہ احساں ہے
کہ اب تار گریباں ہے نہ باقی تار داماں ہے

مقام سیر ہی کنج لحد بہی یاد گلرو سے
جگر کے داغ گلشن ہیں کفن صبح گلستاں ہے

ٹہہی لو اور چالاکی جبھی جو پاؤں میں کانٹے
کہ پائی آبلہ اپنا ہرا اک خار مغیلاں ہے

یہ حالت ہی کہ ہی زنجیر بہی محتاج نالی کے
ہلا سکتے نہیں پا کو یہانتک تنگ زنداں ہے

بھلا کیا زندگی کا لطف محبس میں ناتوانکو ہو
کہ ہل جانا مرے کا قضا کا میری ساماں ہے

مرا لطف اسیری ماتم صیاد ہی اے دل
کہ آغوش قفس تک آتی آتی رخصت جاں ہے

بہار سبزۂ نو دیکھتے ہیں جوش گریہ سے
دل وحشی کی بہلانی کو مرقد بہی بیاباں ہے

کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے
یہانتک اب برہنہ ہیں کہ اپنی جان عریاں ہے

نہیں مدفن میں بہی آرام ہر دم چونک اوٹھتے ہیں
صدای نالۂ مرغ سحر سے دل پریشاں ہے

بہاکر خون پہننگے کفن گلہای لالہ کا
ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی مین
کہ اپنی وجہ خونریزی حنا دست بت جانا ہے
بشکل گل ہر ایک زخم بدن شاد یہی خنداں ہے

۳۱۵	بجز فضل خداوند حقیقی کون ہی اوسکا نسیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہے	۵

وصل کے نام سے آزردہ جو تو ایجان ہے
آج سمجھے تری کہنے سے کہ بے شکر تو کہ
کہنے سُننے سے بدل جاے یہ کیونکر زاہد
ہیجو دیمین تر صادقی اونہین راضی کرد ے
اے حیا آج تو للہ کنارا کر جا
منفعل ہون کہ مری لمبین وہی زبان ہے
جس سے مرجاتے ہین عاشق وہ ستم احسان ہے
کیا ہمارا دل بیتاب ترا ایمان ہے
سمجھین عاشق نہ مجھے وہ ملین کہین حیران ہے
مختصر وصل کے ہی رات صنم مہمان ہے

۳۱۶	ولہ	۵

اثر نصیب کے سرگشتگی کا سر مین ہے
خیال دوست لیے آنکھونکو روشنی بخشی
بتعنکے عشق نے پتھر بنایا مجکو
صفای حسن چہپای سی چہپ نہین سکتے
نہ چین دشت مین مجکو ملا نہ گھر مین ہے
سدا وہ چاند سا مکھڑا مری نظر مین ہے
نہان یہ سوز مثال شرر جگر مین ہے
نظر پہ چڑہ گیا آئینہ گو کہ گھر مین ہے

۳۱۷	فراق یار نے زندہ بگور مجکو کیا نسیم اپنا ستارہ اجل کے گھر مین ہے	۱۷

اوس گل کا جلوہ گر جو سراپا نظر مین ہے
ہے شب سی فکر یار و غم ہجر میہمان
صیاد کو قفس شکنے کا نہ اتہام
دوزخ کے تیز کرنے کو لیجائینگے ملک
دو چار کیا کہ لاکہ جگہ سے گذر کیا
دہو کا ہمین نشان وہان مگر مین ہے
دلکی طلب مین کوی خیال جگر مین ہے
کب زور اسطرحکا مری بال و پر مین ہے
وہ شعلہ فراق جو مری جگر مین ہے
کیسا غضب کا زور خدنگ نظر مین ہے

افسوس اون ضعف اسی بہی نہوا نہین
وہ اشک مضطرب جو امید سفر مین ہے

پیغام مرگ سنتی ہی بیہوش ہوگئے
کس درجہ جوش بیخبری اس خبر مین ہے

کہٹکا یہی ہی غفلت تقدیر سے مجہے
بہولے نہ قصد وہ جو دل نامہ بر مین ہے

کڑوے ہوی ہو ایسے جو منہ سی لگا کے تم
کس خاک تلخ کا یہ مزا نیشکر مین ہے

تابان نہو بصورت خورشید دفعتاً
داغ وداع یار حجاب سحر مین ہے

ای روح کر نہ جسم سے اپنی مفارقت
یہ ایک پیرہن ہی جو تیری ہی بر مین ہے

کہتا ہی بوسہ لب شیرین یہ یار بار
وہ مہرہون ازلسے جو تنگ شکر مین ہے

نالون نے شب جو سینہ شب فراز کے
ہی تہرتہری زمین کو فلک الحذر مین ہے

آنسو ہین پاک رشتہ اسباب دہر سی
سوراخ تک نشانکو نہین اس گہر مین ہے

وہ نقطہ ہون ازلسے جو لکہا گیا ہی فرد
مطلب کے تحت مین ہی کبہی فوق زر مین ہے

آنکہین لگے ہین طرف در تمام رات
دل اب بہی جذب ہی کے قریب اثر مین ہے

۳۱۸	دیکھا کبھی بہار لحد مین بجائے نسیم کیا لطف اپنی گلشن داغ جگر مین ہے	۱۳

بلند ہو نہ سبہی اپنی پستی ای اوج کس خاکسار مین ہے
پسند آئی فلک پرستی وہ سرفرازی غبار مین ہے

خوشی شب و روز روبرو تہی تبسم انگیز گفتگو تہی
ہمیشہ ہنس ہنس کی جو خوش تہی ہین شگاف مزار مین ہے

عجب طرح چلی ٹہی ہی مشکل ہوی ہین دو آفتین مقابل
بدنکو قید کفن ہے حال کفن جو قید مزار مین ہے

بدن سے لپٹا کفن کا جہگڑا اٹہا بغل مین وہ تیلی ہین تختہ
سمجھکے آئی تہی جای تنہا سو یہ بکہیڑا مزار مین ہے

فراغ زیر لحد کہان ہے وہان ہے تکلیف امتحان ہے
بدن تو اسدرجہ ناتوان ہے زمین افشار مین ہے

اسیطرح انتشار مین تہا ہماری جب اختیار مین تہا
جو عالم اوسکا کنار مین تہا وہ حال اپنا فشار مین ہے

پہر اوسنے خنجر مٹا دیے جہگڑا ستم مین قاتل لحاظ کسکا
دبی ہین زانو کی نیچی اعضا رگ گلو اختیار مین ہے

یہ سارے جہل بل تہین ہلا دین کبہی نہ دیکہا وہ دکہا دین
جو گود مین آج تو بتا دین کہ یہ مزا اختیار مین ہے

لئے جو بوسہ ہی ہو پشیمان قصور دہو کے ہوئی ہی گیا ہان
خفا ہو ہی اجل مری جا ہو ہی عبس کنار مین ہے

یہ بخود دیکا ہو ہی عالم کہ سو گیا تہا جو یار کے چہم
کئے برس ہو چکی ہین یہ ہم یقین ہے دلبر کنار مین ہے

نہ پوچہیے لطف زندگی کا ہو ہی حال زار میرا
کہ جسطرح سے تمہارا وعدہ تزلزل اعتبار مین ہے

پس از فنا رفعتین ہم ہین نصیب عز ہین ہجر کم ہین
زمین کے آغوش مین جو ہم ہین فلک کے کنار مین ہے

٣١٩	نسیم کیا جستجو سے ہو گا نہین ہے تقدیر مین جو لکہا سوائے سر گشتگی بیجا بگولے کے کیا کنار مین ہے	١٤

مخلصے کب ہی کہ مرغ روح قید تن مین ہی
جان بدن مین ہی بدن آغوش پیراہن مین ہے

رو رہا ہی وہ بہی میرے اضطراب اشک پر
کوئی آنکہو مین تڑپتا ہی کوئی آہن مین ہے

انقلاب ایسا دکہا ای لطف قاتل آج تو
زخم مین آئی جو ڈورا دیدۂ سوزن مین ہے

بعد مردن دیکہنا دیوانگی کا میری اوج
ماہ نو ہو گا وہی طوق آج جو گردن مین ہے

خاطر صافی مین تیرے کسطرح سے آئیگا
وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہے

گدگدی ہونے لگی پائی نگاہ یار مین
فرش نظارہ جو اپنا دیدۂ روزن مین ہے

بعد مردن آرزو مین خاک سی پیدا ہوئین
سیر لالہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہے

خون رلوائے عمر بہر اغیار صورت دیکہکر
میرے زخمونکا نمک شاید سرخی جوبن مین ہے

زخم کے دامن مین یا قاتل چہپیگا شرم سے
چشم کی صورت جو حلقہ جوہر آہن مین ہے

گل ہوا جب غنچہ شرم نو عروسی پہر کہان
شاہد رو پوش ہی جبتک کہ پیراہن مین ہے

بجہ گئے پر بہی یہ تجل شمع دیکہو صبح تک
اشک کا خنجر ہین لگن کی گوشۂ دامن مین ہے

ملگئے یہ خاک کسکی حسرت پابوس مین
اک بگولا سا مری گرد رم توسن مین ہے

اتحاد یکسوئی نے کر دیا روشن ضمیر
کہل گیا صاف ادسیہ جو شکوہ دل بدظن مین ہے

٣٢٠	باغ ہستے کی ہوا ای سیر بہر کیا ای نسیم ہوئیگا پژمردہ جو گل دہر کی گلشن مین ہے	٧

گشت نکر ادہر ادہر بیخبری جہان مین ہے
اپنے ہی دلمین غور کر دیکھہ یہین مکان مین ہے

رات تمام کھو چکا نیند سے سیر ہو چکا
جاگ کہ خوب سو چکا کوس اجل فغان مین ہے

کس سے مثال تجکو دون غیر کہان جو نام لون
حال کہون تو کیا کہون قفل لب دہان مین ہے

پاؤن بہت تھکا چکا شام کا قرب آچکا
دوڑ کہ وقت جا چکا توسن کاروان مین ہے

دیکہ کہین فغان نہ ہو جسم سے جان جدا نہ ہو
جلد سنبہل خطا نہ ہو تیر اجل کمان مین ہے

منزل گور تنگ ہی پای فراغ لنگ ہے
تجکو ابھی امنگ ہی اور ہی کچہ گمان مین ہے

۳۲۱	تجکو نسیم کیا ہوا دید جہان سے دل اوٹھا رنگ فریب جا بجا بوئے گل بوستان مین ہے	۱۱

نہین ہین اس در رنجہ ادب ہم کہ جو علاج غریبی وطن ہے
دہن تو ہی ہی تنگ ایسا کہ جسمین جائے سخن نہین ہے

نہین ہین محتاج کچہ صبا کی یہان تک آلائش گہل گئی ہے
کہ ہمکو کافی ہی نکہت گل کہ اسقدر بار تن نہین ہے

ہوی ہین اس در رنجہ نشان ہم جستجو سی ملین کسیکو
کہ ہین غبار صبا پرید کہین ہمارا وطن نہین ہے

ملے بہی ہمکو جو چادر شب تو لالہ غربت سے نہ کام آئے
کفن ہو ابہی اگر میسر تو کیا کرین ہم بدن نہین ہے

کرو نہ منت کشی عیسی اوٹھا دو دست دعا اجل کو
شفا ہو مرہم سے جسکو حاصل وہ میرا داغ کہن نہین ہے

گئے چمن مین جو سیر کو ہم تو یہ دکھا دلنے بوستان مین
بہار گلشن کے کون دیکھی بلبل نغمہ زن نہین ہے

جلا جو پروانہ اوسکے غم مین تو پاس شرط وفا کے باعث
وہ کون شب ہی جو آشنا یہ ہم سی شمع کا پر لگن نہین ہے

یہ رحم صیاد بہی ستم ہی کہ ہے خزان مین جو وا قفس تو
بہار دیکھے گی کسلئے بلبل کہ اب وہ لطف چمن نہین ہے

عبث تکلف بس فنا ہی لحد یہ بیچارگانگی ہمدم
ہمین تو کافی ہی سبزہ جو چادر یاسمن نہین ہے

یہ جو شوق وحشت ہے اندنو مین کہ اپنی سایہ سی ہون رمیدہ
کہون جو خود کو غزال وحشی تو کوئی ایسا ہرن نہین ہے

۳۲۲	جو ہین سنا اکت پسند عالم کہینگے بیشک وہ منصفے ہے بہت ہین استاد یون تو لیکن نسیم کا سا سخن نہین ہے	۵

ہم کہے دیتی ہین رحمت خوردہ ہے		دل تو حاضر ہے مگر پژمردہ ہے

توہی آتا ہے نہ آتی ہے قضا — دیکھتے ہین جسکو وہ آزردہ ہے
جسطرح جی چاہی رکھین میرا دل — جانتے ہین وہ کہ پامال مردہ ہے
منزل الفت مین رکھین تو قدم — رستم و سہراب کا کیا گردہ ہے

۳۲۳	کون سنتا ہے تمہاری ای نسیم کسکو پاس خاطر افسردہ ہے	9

سن لے یہ التماس مراد مستانہ ہی — ہشیار ہو کہ تیر اجل کا نشانہ ہے
کبتک رہیگی مسند کمخواب زیر پا — کاہ خمیدہ یار ترا شامیانہ ہے
دنیا کے مخلصی ہین یہ فرزند و اقربا — بیگانہ سب ہے ہو کہ اجل کا یگانہ ہے
ای عندلیب جان چمن جسم پر نہ پھول — ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے
انفاس مستعار پہ کیا اعتبار زیست — اک دم مین مثل موج صبا تو روانہ ہے
یہ جلوہ ہای بوقلمون بے ثبات ہین — ہی زندگی طلسم جہان اک فسانہ ہے
رکتے نہین ہی باگ کسی شہسوار سے — ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہے
کیا سر کشان دہر کے قصے نہین سنتے — کیا ہو گئی وہ لوگ کہان وہ زمانہ ہے

۳۲۴	کہنا تہا جو نسیم تجھے سب سنا چکے نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے	7

مست کسقدر نگاہ ساقی مستانہ ہے — گردش سر ہمکو مثل گردش پیمانہ ہے
اسقدر بیہودہ دیکہو عادت پیمانہ ہے — آشنا ہر لب سے اور ہر ایک سی بیگانہ ہے
جو سخن منہ سے نکلتا ہی مستانہ ہی — ہے دہن مینا ہی ہر لب لب پیمانہ ہے
اشک محرومی سی کیا امید رکھین بدنصیب — اب رحمت سے نہ ہو سرسبز یہ دانہ ہے
پردہ عصمت نہین ہوتا حسینونکا حجاب — شمع کا فانوس مین ہے حسن معشوقانہ ہے
آجتک باقی وہی ہی مجھ مین تاثیر جنون — کہائی جس کتے نے ہڈی وہ سگ دیوانہ ہے

۳۲۵	ساکن مسجد کبھی گہ معتکف ہی دیر کا ملت و دین نسیم دہلوی رندانہ ہے	۷

گلے پر آج رکھکر تیغ قاتل نے اوٹھائی ہے
فقط دست اجل پر اب یہی مشکل کشائی ہے

پھر اجاتا ہی قاتل کرکے وعدہ قتل کا مجھسے
دوہائی ہی دوہائی ہی دوہائی ہی دوہائی ہے

لپٹ جاؤ دوڑکر تو خود گلی سی تیغ قاتل کے
کدورت دور کر اے دل اگر ذوق صفائی ہے

اثر ہائی فراق یار سے یہ حال پہنچا ہی
نہ تن سی جانکو اور جانکو نہ تن سے آشنائی ہے

نہیں حاصل ہی مطلق مزرع دنیا سے کچھ ہمکو
مگر کچھ دانہ ہائی اشک خجلت کے کمائی ہے

تہی ساغر ہی گردن خم ہوی جاتی ہی مینا کی
جہاں سے آج تیری مست کا وقت جدائی ہے

نہ آئیگا نہ آئیگا وہ بالین پر عیادت کو
خدا جانی مری جانب سے کیا دل میں سمائی ہے

۳۲۶	ولہ	۱۰

کھلے ہی آنکھ جوش انتظار یار جانی ہے
بشکل دیدہ زنجیر خواب پاسبانی ہے

لبوں پر آچکا دم کوئی دم کی زندگانی ہے
چل او ٹہ او بیوفا پہلو سی اب کیسی مہربانی ہے

لگادوں آگ اُف کرنی میں وہ شعلہ زبانی ہے
بشکل شمع ساری جسم میں سوز نہانی ہے

کلام حضرت واعظ نصیب دشمنان باشد
اونڈیلو مے بیہ ساغر کہاں پھر یہ جوانی ہے

اونگیں ہیں طبیعت میں بھرے ہیں مستیاں دل میں
ہوی جاتی ہیں آنکھیں نیند کیف نوجوانی ہے

عذاب غفلت قاتل سہی رنج کشمکش میں ہوں
مدام مرگ بی تقصیر ذوق جانفشانی ہے

خبر کیا پوچھتا ہی ہمنفس کیونکر گذرتی ہے
جگر جلتا ہی دل ہنتا ہی اشکوں کی روانی ہے

ادا و ناز و ایما چشم غمزہ گو وہ کوئی ہو
تعلق جس سے ہو جائی بلا ہی ناگہانی ہے

پسند آئی ہے اسد رچہ اذیت دوستی ہمکو
نظر میں وہ ہی اب بھی دشت مصیبت کے سہانی ہے

۳۲۷	خیال سیر زائی ای نسیم دہلوی کبتک مجھکو بڈھی ہوی اب رخصت لطف جوانی ہے	۴

دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ ہے — خیر کسی طرح سے شہ پاؤ ہے
آپکے وعدون کو ہمارا اسلام — دیکھ چلکے خوب اسے جاؤ ہے
ہم تو ابھی صلح پہ موجود ہین — فیصلہ یار و کوئے ٹھہراؤ ہے
نقل کباب جگر سے کیجیے — کھاؤ مرے سر کی قسم کھاؤ ہے

٥	وله	٣٢٨

پھر اوس کے پہننے مین جارہی ہین جسکے پہنتے ہین جاچکے تھے — وہ ہے مصیبت اٹھا رہی ہی مصیبت اٹھا چکے تھے
کہو جو بیجا بجا ہی مجکو سزا ہی جو نا سزا ہی مجکو — کہ اونکا رونا پڑا ہی مجکو جو بد تو نے تک رولا چکے تھے
جو اونکے خو تھی سو اونکے خو ہی جو گفتگو تھی سو گفتگو ہی — پھر اسنے بٹنی کی آرزو ہی جو ہر طرح سے سٹا چکے تھے
عدو کا ہین ہمعن عدو بقرار برابر کی ہوئی ابر — بھلا بدلتا نہ رنگ کیونکر وہ رنگ اپنی جما چکے تھے

٣	کسے سے کوئی نہ دل لگائے نسیم کیا کیفیت بتائی وہی اب آنسو بہانی آئی لہو جو برسا بہا چکی تھے	٣٢٩

خوف مانع ہی ترا ورنہ ستم ایجاد مجھے — ورنہ سمجھاتی ہی کیا کیا مری فریاد مجھے
کیا کرمی آنکھ سے زنجیر جنون کو دیکھون — چاہیی ہی ادب حضرت حداد مجھے
ہاتھ ہر وار مین جو مین ہین تصدق ہو کر — یاد کرتا ہی بس از مرگ بھی جلاد مجھے

٤	وله	٣٣٠

ملا ہی دل بھی محبت سی داغدار مجھے — خدا نے آنکھ بھی دی ہی تو اشکبار مجھے
ہوا دو نیم مین تیغ دو نیم ابرو سے — دکھایا یار نے اعجاز ذوالفقار مجھے
ہوس یہ تھی کہ ہنسینگے سو اب رلاتا ہی — تبسم لب رستم دل فگار مجھے
عدم بھی ہو کی چھٹا مین نہ قید ہستی سی — بنایا کاہش غم نے سیان یار مجھے

٥	وله	٣٣١

کیے سجدے ہوی کافر نہ کچھ دلمین آنسمجھے — ہمین بندہ بنایا ابی بتو نے تمسے خدا سمجھے

کلام ناسزا بہی جو ہوا سر زد سزا سمجھے
وہ گو تمنے کہا بیجا مگر ہم سب بجا سمجھے

نہ دشمن دوست ہوتین اور نہ بیگانہ یگانہ ہون
جو وہ سمجھے تو کیا سمجھے تو یہ سمجھے تو کیا سمجھے

کہا مینے اوٹھا وہ ہاتہ تم بہی خیر مشکل ہے
تو یہ لی ہمسے استدعا دعا کی بد دعا سمجھے

حباب آسا کوی لحظہ ثبات عمر فانی ہی
جو عاقل ہو وفائی زندگانی بیوفا سمجھے

۳۳۲	ولہ	۹

مریجان رنج گہٹائیی قدم آگی اب نہ بڑہائیی
ادہر آئیی ادہر آئیی ادہر آئیی ادہر آئیے

کہڑے کب سی ہم سر راہ ہین کہین مر چکین کہ تباہ ہین
ہدف خدنگ نگاہ ہین قریب آ انکہ ادہر بہی بلائیے

بہلا آنا آپکا کام ہی یہ غلط تمام کلام ہی
اجی بس ہمارا سلام ہی کہین اور باتین بنائیے

تہ تیغ تیز ہی اک جہان کوی کشتہ ہی کوی نیم جان
جو نہو دریغ تو مہربان کبہی ہاتہ ادہر بہی لگائیے

کبہی مے سے منہ کو نہ موڑیی ہو شراب انجہو لی
سر محتسب ہے نہ توڑیی جو کمال غیظ پر آئیے

یہ کمال لطف ہی ساقیا ہے ہوس بہی ہے عا
رہے ہوش سر نہ خیال پا اگر ایسی مے تو لائیے

جو وفور چشم پر آب ہو تو جہان تختہ آب ہے
ابہی نوح کا سا عذاب ہو اگر اشک چند بہائیے

وہ کہا عدو سے ہے مینی کیا کہ ہوی ہین آپ جو یون خفا
یہ غضب یہ جہوٹ یہ افترا مری سامنے تو بلائیے

۳۳۳	غزل ایسے کامل وزن متفاعلن متفاعلن ؛ ہی نسیم طاقت ہوش سن کوی شعر اور سنائیے	۳

نہ یون نیچے کیے گردن کو چلیے
ذرا اونچے کیے چتونکو چلیے

ہجوم کشتگان اے جان بہت ہے
ذرا روکے ہوی توسن کو چلیے

تصدق ہونیوالے پس نجائین
اوٹھائے ہاتہ سے دامنکو چلیے

۳۳۴	ولہ	۷

آجاہی موت بلبل ناشاد کے لیے
تکلیف رحم بہی نہ ہو صیاد کے لیے

جاتے ہین جسطرف دل شوریدہ لیچلی
اب قید کیا ہی بندۂ آزاد کے لیے